وَطَائِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ بِاللهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ

ایک گروہ انسان کا ایسا ہے کہ تحقیق انکے
نفوس نے گمان کرلیا ہے اللہ ہی پر غیر اللہ کا یہ گمان جاہلیت کا ہے

شمع حقیقت

مصنف :

حضرت مولانا صوفی شاہ محمد خلیق اللہ قادری چشتی افتخاریؒ

یاقوت گنج - الہ آباد

شمع حقیقت

نام مصنف

حضرت مولانا صوفی محمد خلیق شاہ قادری
افتخاری الہ آبادی

حسب فرمائش جناب محمد میاں صدیقی
پسرِ مصنف و سجادہ نشین ریٹائرڈ (انکسائز کمشنر)

زیرِ نظامت : حضرت صوفی محمد ظہور شاہ خلیق اللّٰہی (نائب سجادہ نشین)

نام کتاب : شمع حقیقت

نام کاتِب : محمد عمران علی اور تبسم نازکولکاتا ۱۴

نام مطبع : دی گلوسی آرٹ پریس کولکاتا ۹

بار اوّل ودوم : ایک ہزار

بار سوم : ایک ہزار

ماہ وسنہ : جمادی الاول سنہ ۱۳۹۹ھ

بار چہارم : ایک ہزار
(اردو و ہندی ایڈیشن)

بار پنجم : اردو ایڈیشن ایک ہزار

ماہ وسنہ : جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ بمطابق جولائی سنہ ۲۰۰۳ء

قیمت : 155 روپے

کتاب ملنے کے پتے

(۱) صوفی محمد میاں صدیقی
۳۹۷/۱۳، سول لائن۔
مِلن کمپاؤنڈ کانپور ۲۰۸۰۰۱

(۲) صوفی محمد ظہور شاہ خلیق اللّٰھی قادری چشتی
موضع: پٹھان پورہ
پوسٹ: بھوجا پور، ضلع غازیپور (یوپی) پن کوڈ ۲۳۳۲۲۶ ۲۳
وایا: مردا

(۳) محمد ظہور شاہ خلیق اللّٰھی
کیرآف محمد مرشد انور ظہوری
۱/۱۱، توپسیا روڈ ساؤتھ، کولکاتا ۴۶
فون: 23447140

(۴) محمد انیس خان ظہوری
نور کی چال روم نمبر ۲۰۴
مدنی کمپلیکس۔ بھیرام نگر باندرہ ایسٹ ممبئی ۵۱
فون: 9820251272

(۵) ڈاکٹر محمد یٰسین خان ظہوری
ولد: محمد حکیم الدین
مقام: صدر پور سکٹر ۳۷، نوئیڈہ یوپی
کوڈ نمبر: 0120 فون نمبر: 24575964

قطعات

کرم کیے دیئے درد آشنا مرشد
حیات و موت کا جھگڑا دیئے مٹا مرشد
ہزار بار یہی سوچتا ہوں رہ رہ کے!
میں کیا تھا اور دیئے کیا بنا مرشد

○

خود کوزہ و خود کوزہ گر خود گلِ کوزہ
خود برسرِ آں کوزہ خریدار بر آمد
رُومی سخنِ کفر نہ گفت است نہ گوید
کافر شود آنکس کہ بانکار بر آمد!

قطعہ

یہاں پر خاص کچھ جلوہ نمائی ہوتی رہتی ہے
تصدّق جب تو قدموں پر خدائی ہوتی رہتی ہے
مجیبی افتخاری شاہ خلیق اللہ کے روضے پر
برابر بارش نورِ الٰہی ہوتی رہتی ہے

❖

بچشم خلق کے مثل حباب آتا ہوں
عین دریائے حقیقت ہوں بہا جاتا ہوں

○

جسے محبوب بننا ہو نگاہِ یار میں آئے
خدا جسکو نہ ملتا ہوں وہ اس دربار میں آئے

○

فہرست مضامین

ابواب	مضامین	صفحہ
تقریظ	صوفی محمد میاں صدیقی	۸
پیش لفظ	صوفی محمد ظہور شاہ خلیقی	۲۵
باب اوّل	حمد باری تعالیٰ عزاسمہٗ	۴۳
باب دوئم	مراتب ذات باری تعالیٰ عزاسمہٗ	۴۶
باب سوئم	غایت تخلیق عالم	۵۰
باب چہارم	شرح کلمہ توحید	۵۶
باب پنجم	اثبات در تصدیق توحید از آیات قرآنی	۶۱
باب ششم	اثبات در تصدیق توحید از احادیث	۷۸
باب ہفتم	اقوال عرفاء باللہ در اثبات فہمیدن توحید حقیقی	۸۳
باب ہشتم	آیات بینات در اثبات شان رسالتمآب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۹۸
باب نہم	شان رسول کریم در نظر اہل اللہ و علمائے ربانی	۱۲۲
باب دہم	شرح حقیقت بیعت	۱۵۰
باب یازدہم	نصائح ضروریہ و اہمیت شریعت	۱۶۷
باب دوازدہم	غزلیات مصنف کتاب ہذا صوفی محمد خلیق اللہ قادری چشتی افتخاری	۱۷۸
باب سیزدہم	مختصر سوانح عمری حضرت پیر و مرشد مولانا صوفی باصفا محمد افتخار الحق قادری چشتی سہروردی نقشبندی رحمانی مجیبی	۱۸۴
باب چہاردہم	غزلیات حضرت پیر و مرشد مولانا صوفی محمد افتخار الحق علیہ الرحمۃ والرضوان	۱۹۱

ابواب	مضامین	صفحہ
	شجرہ طیبہ قادریہ رزاقیہ	۲۰۶
	خلاصۂ کتاب	۲۱۰
	تصوف کی تائید میں دیگر مذاہب کے بزرگوں کے اقوال	۲۱۳
باب پانزدہم	کلمات رشدی	۲۲۰
	مختصر سوانح عمری حضرت پیر و مرشد صوفی شاہ محمد خلیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ عنہ	۲۲۸
باب شانزدہم	کلامِ ظہور شاہ	۲۴۷
باب ہفت دہم	طریقہ فاتحہ سلسلہ عالیہ قادریہ اور خلفاء کے نام	۲۶۳

کتاب ملنے کا پتہ :

تقریظ

تصوف کی مایۂ ناز کتاب "شمعِ حقیقت" آپکے ہاتھوں میں ہے۔ اسے پڑھئے اور بار بار پڑھئے اور سمجھئے۔ ضرورت ہو تو کسی اچھے کامل صوفی یا کسی مکمل عالم باعمل سے سمجھئے کسی پاکھنڈی صوفی یا کسی تنگ نظر نامکمل کٹھ ملّا کی بکواس کی طرف مائل نہ ہوں۔

شعر

ہست صوفی آنکہ شد صفوت طلب
نہ لباسِ صوف و درد ایاتی و دب

علم کی بہت قسمیں ہیں لیکن سائنس کے کلاس میں تو سائنس ہی پڑھایا جائے گا۔ تصوّف کی کتاب میں تصوّف اور معرفت ہی کی باتیں ہوں گی۔ لیکن یہ بات نہیں ہے کہ تصوّف، شریعت، طریقت، حقیقت یا جائز دنیاوی ضرورتوں کو نظر انداز کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حقیقت میں عرشِ الٰہی کی چار سیڑھیاں ہیں (۱) شریعت (۲) طریقت (۳) حقیقت (۴) معرفت۔

صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ ظاہر اپنا شریعت سے اور باطن

اپنا طریقت سے سنوارد۔ چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ شعر

شو بہر قول و فعل طبع سلف
غیر باطن بظاہر بسیار
شو بباطن ربوبیت پرداز
کن بظاہر عبودیت اقرار

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اخروٹ کی طرح تصوّف کے بھی چار مراتب ہوتے ہیں۔ شریعت پوست ہے، طریقت استخواں ہے، حقیقت مغز یعنی گودا اور معرفت روغن ہے۔ اگر پوست نہ ہو تو استخواں کا پیدا ہونا ناممکن ہے اور استخواں نہ ہو تو مغز کہاں اور جب مغز ہی نہیں تو روغن کہاں؟

صوفی کو حقیقت میں عقلی اور شرعی احکام سے کوئی جنگ اور پیکار نہیں۔ صوفی مراتب وجود اور ہر مرتبۂ وجود کے احکام اور مانگ کے قائل ہوتے ہیں۔ دل بیار دست بکار یعنی من دھیان میں لگا ہو اور ہاتھ کام میں۔ شعر:

دست ظاہر میکند داد و ستد
دست باطن بر درِ فردِ صمد

ظاہری ہاتھ لین دین کرتا رہتا ہے باطنی ہاتھ یکتائے بے نیاز کے

درپے ہے۔ **شعر:**

پائے ظاہر درصفت مسجد صواف

پائے معنی فوق گردوں درطواف

ظاہری پاؤں مسجد میں صف باندھنے والوں میں اور باطنی پاؤں آسمان پر طواف میں ہے۔

شیخ ابونصر سراج (م ۳۸۶) فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام فقہا و محدثین کے ظاہری متداول علوم کو اپناتے ہیں۔ اسکے بعد انکے عمل کا ایک اور درجہ ہے اور وہ ہے مراتب بلند کیطرف بڑھنا۔ وہ اخلاق جمیلہ، عبادت و حقائق عبادت واطاعت کے بلند ترین منازل پر فائز ہوتے ہیں۔ برابر اچھائیوں کی طرف بڑھتے ہیں اور مسلسل مجاہدۂ نفس کرتے ہیں اور نفس امّارہ کو شکست دیتے ہیں۔ انکے دل حاضر، ارادے مجتمع اور نیتیں سیدھی ہوتی ہیں۔ صوفیاء کے یہاں امورِ دین کے سلسلے میں کسی قسم کی چھوٹ، تاویل، آسائش ڈھونڈنے اور راہ کو راہ دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ ہمیں شریعت است کہ در خدمت درویشاں رنگ دیگر پیدا میکند۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

عبادت اور ریاضت میں صوفی کی حُسن نیت، تزکیۂ نفس راضی برضایان۔ یکسوئی، استغراق، خشوع و خضوع، حضوریٔ قلب اور خلوص مثالی ہوتی ہے۔ وہ علوکردار اور اعلیٰ اخلاق سے متصف

ہوتے ہیں اور ان سب باطنی پہلوؤں کو ارکان شریعت کی بجا آوری کیلئے ضروری سمجھتے ہیں اور وے لوگ مسلمون، محسنین، متّقون اور مخلصون کی جماعت کا اہم رُکن ہوتے ہیں۔

تصوّف کے راستے پر گامزن سالک قوانین قدرت کی پابندی کرکے اچھا شہری بن کر پابندئ شریعت، حضورئ قلب، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، ذکر و فکر اور مراقبہ کے ذریعہ اچھا انسان بن کر نفس امّارہ کو قابو کرکے نفس لوامّہ سے گزر کر نفس مطمئنہ کو پہونچتا ہے۔ اپنے زنگ آلود نفس کو مصقول رکھتا ہے تاکہ اس میں صرف یار ہی دکھائی دے اور اپنے لطائف عشرہ کو پاکیزہ اور صاف کرکے اسے تجلّیات رحمانی کے لائق بناتا ہے۔ شعر:

رو تو زنگار از رخِ او پاک کن
بعد ازاں آں نُور را ادراک کن

تصوّف کیلئے ضروری ہے کہ انسان اہل بنے صیقل شدہ ہو اور اپنے خیال کو آلائشوں سے پاک کرے۔ شعر:

ذرّہِ عقلت ریزہ است اے مُتَّہِم
بر قراضہ مہرِ سکّہ چوں نہم
عقل تو قسمت شدہ بر صد مہم
بر ہزاراں آرزوئے نِم و رم!

جزوِ چوں جمع کردی زاشتباہ
پس تواں زد سکہ بر تو بادشاہ

اوروں کی منزل کچھ بھی ہو صوفی اپنی آخری منزل صرف خدائے واحد کو سمجھتا ہے۔ شعر:

قبلۂ اربابِ دُنیا سیم و زر
قبلۂ شاہاں بود تاج و گُہر
قبلۂ صورت پرستاں آب و گل
قبلۂ معنی شناساں جان و دل
قبلۂ عاشق وصال بے زوال
قبلۂ عارف جمال ذوالجلال

سالک صوفی دُنیا یا دُنیا کے کسی شئے کو، خواہشات کو کثرتِ مال، غرور اور فخر و علو مرتبت کو، حرص، عزّت، عظمت، انا، غفلت، آرام طلبی، طول عمل، جُبّہ و دستار کو، حسد، کینہ، کدورت، غصّہ، ریاکاری، غلبۂ شہوت، بُخل، کبر، عُجب یا اس قسم کی دوسری چیزوں کو اپنی منزل یا معبود نہیں بناتا اور ان کے لئے سرگرداں و پریشان نہیں ہوتا۔ وہ صرف خدائے واحد کو اپنا مقصد سمجھتا ہے۔ شروع کے ضروری سیڑھیوں کے بعد کامل صوفی کسی قسم کی شان و شوکت، تن آسانی یا لالچ کے لئے خدا کی عبادت نہیں کرتا۔ عذابِ قبر، پُلصراط،

جنّت و دوزخ کیلئے بھی نہیں بلکہ خدا کی عبادت صرف خدا کیلئے کرتا ہے۔ اور صرف وصال یار کا متمنّی ہوتا ہے اور جنّتوں میں سے صرف اس جنت کا چاہنے والا ہوتا ہے جسمیں نہ حُور و قصُور ہے اور نہ آسائش کے دیگر سامان علاوہ جمالِ ذوالجلال کے۔ **شعر**:

یکے زاہد کہ دو صد بت می پرستد
منم بے چارہ یکے را می پرستد!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں " کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنی ہوا کو اپنا معبود بنالیا ہے یعنی اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا ہے" بندہ کیلئے ہمیشہ دو دعوتیں ہوتی ہیں، ایک عقل کی طرف سے دوسری ہوا کی طرف سے جو عقل کی دعوت قبول کر کے اس کا مطیع بن گیا وہ صاحب ایمان ہو گیا اور جو ہوا کی دعوت قبول کر کے اسکا فرمانبردار بن گیا وہ ضلالت میں پڑ گیا۔ فرمان الٰہی ہے۔ "جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور نفسانی خواہشوں سے بچتے ہیں یقیناً انھیں کیلئے جنّت میں ٹھکانا ہے۔"

پیغمبر برحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں انگنت ہیں انھیں خوبیوں میں سے ایک ان کی کیمیائی طاقت یہ ہے کہ کتنے ہی لوگوں کو انکی ایک نظر نے خالص سونا بنا دیا۔ انہیں لوگوں میں سے اہل صُفّہ

تھے جو پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق سے متصّف تھے۔ ان میں سے ہر ایک
پاک دیدہ، پاک بین، توکل و رضا کا پیکر، شریعت کا پابند، خشوع
و خضوع اور صدق و صفا کا ایک مرقع تھا۔ ذکر الٰہی، مجاہدۂ نفس،
صبر و شکر تصوّف استغراق عبادت، توبہ، زہد، برع اور فقر کا حامل
تھا۔ انہیں نفوس قدسیہ کو صوفیا ئے کرام کا پہلا گروہ کہا جاتا ہے۔

سلاطین زمانہ اور حکومت سے الگ رہ کر سیاست سے
دُور رہ کر اور علاقائی مذہبی تنگ نائیوں سے پرے رہ کر بعد میں اسی
گروہ کے بے سروسامان بزرگوں نے و صوفیائے کرام نے خالص اسلامی
نظام، اخلاق و عبادت، فکر و عمل کی پاکیزگی، خدارسی، خدمت گزاری
اور اعلیٰ کردار کی تصویر پیش کر کے اسلام کی روشنی کو نزدیک و دُور
کے ممالک تک پہونچایا اور آج بھی یہ سلسلہ قائم ہے۔

یہ عالم اسرارِ الٰہی کا محل۔ کائنات عالم اسکا مقام اور اعیان
ثابتہ لطائف و اسرار کی رہائش ہے۔ خدائے عزّوجل نے اس عالم کو
محلِ حجاب بنایا ہے۔ خداوند کریم کے لامحدود علم کُل اور عقلِ کُل کے
بیان کرنے کیلئے دُنیا کے سبھی سمندر روشنائی بنا دیئے جائیں اور
جتنے شجر ہیں قلم بنا دیئے جائیں اور پھر اتنی ہی روشنائی اور قلم
اور لائے جائیں تب بھی پُورے نہیں پڑیں گے۔ اس خالقِ کل کی
حکمت کاری کرکلا متناہی ہے۔ اس نے روح بنائی اور اسکا لباس

جسم کو بنایا۔ انسان بلحاظ جسم کیا ہے؟ ایک مٹی کا تودہ، خاک کا پتلا۔ گوشت کا ایک لوتھڑا اسکے بولنے کا آلہ ہے۔ ایک چربی نما چیز اسکے دیکھنے کا آلہ ہے۔ دو الٹی سیدھی ہڈیاں اسکے کان ہیں اور خون کے چند قطرے اس کا دل ہے۔ وہ خود ایک گندگی بھرا کیڑا ہے جو اتنے بڑے عالم میں ایک ذرّہ سے بھی بہت کم حیثیت رکھتا ہے۔ کھول کر دیکھو تو بانسری کی طرح خالی کا خالی۔ لیکن اس خالق کائنات کی حکمت کاملہ نے اس انسان کی تخلیق "فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ" کر کے اس کو خلیفۃ اللہ، اشرف المخلوقات، مسجودِ ملائک، اَلۡاِنۡسَانُ سِرِّیۡ وَ اَنَا سِرُّہٗ، لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ اور اپنی امانت کا امین بنا دیا۔ انسان گمان کرتا ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ اسکے اندر ایک عالمِ اکبر سمٹا ہوا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست
آدمیت جز لقائے دوست نیست

پس بصورت عالمِ صغریٰ توئی
پس بمعنی عالمِ کبریٰ توئی
مخزنِ اسرارِ ربّانی توئی
مجمعِ اوصافِ رحمانی توئی

اس امر کی وضاحت کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنی کتاب

پڑھے اور اپنے کو پہچانے۔ اسکے لئے صوفی بزرگوں نے طریقۂ کار بنا رکھا ہے۔ "علم حاصل کیا پھر عمل کیا بعد میں تحقیق کا فرض ادا کیا۔"

آج کی زبان میں اسکو یوں کہہ لیجئے "کامیابی کے ساتھ بی۔اے تک پڑھا پھر ایم۔اے کیا بعد میں ریسرچ کیا۔" تصوّف اسی تحقیق اور ریسرچ سے وابستہ ہے۔ ہاں جس طرح بغیر بی۔اے۔ ایم۔اے کئے یا ایم۔ایس۔سی کئے کوئی اسکالر ریسرچ نہیں کرسکتا اور جس طرح بغیر علم حاصل کئے اور بغیر اس پر عمل کئے تحقیق کا فرض ادا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح کوئی آدمی قوانین قدرت کی پابندی کئے بغیر اچھا شہری بنے بغیر، شریعت کی پابندی کئے بغیر اور بنا تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب اور اچھا انسان بنے بغیر صوفی نہیں ہوسکتا۔

ساتھ ہی اسلامی تعلیمات کے بموجب صوفی رہبانیت کا قائل نہیں ہوتا بلکہ وہ رزق حلال کمانے کی اور دیگر دُنیاوی کام بطریق جائز اور ہُنرمندی سے کرکے سماج کا ایک کارآمد رکن ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ تو ڈائرکٹرِ اعلیٰ کے ذریعے الاٹ کئے رول کو بدرجۂ اعلیٰ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور خوش اسلوبی سے ادا کرنا چاہتا ہے اور دستِ بدعا ہوتا ہے کہ ڈائرکٹرِ اعلیٰ اسکی خدمت کو قبول فرمالیں۔ اس دُنیا میں بہتر سے بہتر رول الاٹ کرے اور بعد مرنے کے مغفرت سے نوازے۔

جائز طریقوں سے مال و دولت کا کمانا۔ اعلیٰ سے اعلیٰ تر علم حاصل کرنا۔ اچھے سے اچھا ہُنر کا سیکھنا اور زیادہ سے زیادہ عقل کا بڑھانا قطعی منع نہیں ہے۔ ہاں ان کا جائز یا ناجائز ہونا انکے صحیح یا غلط استعمال پر منحصر کرتا ہے۔

کسی بزرگ نے کہا ہے کہ مال ہاتھ میں رکھنا جائز، جیب میں رکھنا جائز، دل میں رکھنا ناجائز ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مال را کز بہر دین باشی حمول
نعم مال صالح گفت آں رسُول
آب در کشتی ہلاکِ کشتی است
آب اندر زیرِ کشتی پُشتی است
کسب کن سعیٔ نما و جہد کن!
تا بدانی سِرِّ علم الدُّن

اسی طریقے سے عِلم کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

خاتمِ ملکِ سلیمانست علم
جملہ عالم صورت و جانست علم
آدمی از یں ہنر بیچارہ گشت

خلقِ دریا ہا و خلقِ کوہ و دشت

اللہ تعالیٰ نے ازل میں ہی آدم کو کل ناموں کا علم سکھایا اور اس سے انھیں فرشتوں پر فضیلت بخشی۔ آج بھی علم ہی کی وجہ سے انسان کی اور اسکے مختلف افراد اور گروہوں کی ایک دوسرے پر برتری ہے۔ اسی طرح سے قلم کی اہمیت قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ ارشادِ نبوی بھی ہے :

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمُوْنَ وَمُسْلِمَاتِ ط

شعر : اہلِ تن را جملہ علم بالقلم
واسطہ افراشت در بذل و کرم

عاقل ہونا بھی زبردست نعمت ہے۔ کچھ عقل تو خداداد ہوتی ہے۔ اور کچھ صحیح تعلیم، اچھی صحبت، تجربہ اور اپنی کوشش سے ملتی ہے۔

شعر: قدرِ ہمت باشد آں زہد و دعا
لِلانسانُ اِلّا ماسوا
بحرِ بے پایاں بود عقلِ بشر
بحر را غوّاص باید اے پسر
ہر کہ او عاقل بود او جان ماست
روح و ریح در ریحان ماست
عقل ضدِ شہوت است اے پہلواں
آنکہ شہوت می تند عقلش مخواں

ان سب کے ساتھ دنیا میں کامیابی اور دین کی کامیابی اسی کو ملتی ہے جو محنت کش اور عامل ہو۔ شعر:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

※

نور باید مستعدِ تیز کوش
کو نہ باید عاشق ظلمت چوں موش
اند کہ صرفہ کنوں در خواب و خر
ارمغان بہرِ ملاقاتش ببر
بے کلید ایں در گشادم راہ نیست
بے طلب نہ سُنّتِ اللہ نیست

انکا یہ مطلب نہیں کہ ہر آدمی کے لئے اونچے پائے کا عالم یا کامل صوفی ہونا ممکن یا ضروری ہے۔ ہر علم کے درجے ہوتے ہیں اور الگ الگ لوگ اس علم کے نیچے درجوں، کلاسوں میں ہو سکتے ہیں۔ عام آدمی کا روزہ، نماز اور دوسری عبادت پائے کے عالم یا صوفی کامل کے برابر نہیں ہوتی۔

ان عام آدمیوں کو اوپر لانے کی پوری کوشش ہونی چاہیئے۔ لیکن ان عام آدمیوں کے دل سے نکلی بات، عبادت و دُعائیں خالق کل

کے یہاں مستجاب ہوتی ہیں۔ دراصل الگ الگ لوگوں کے ترازو الگ الگ ہوتے ہیں۔ عالم صوفی کی اسی غلطی کی زبردست پکڑ ہوسکتی ہے جبکہ عام آدمی کی یہی غلطی قابلِ عفو ہوتی ہے۔ اسی طرح ایم۔اے کا طالب علم یہ نہیں کہہ سکتا کہ درجہ چار کی تعلیم یا طالب علم بیکار ہوتا ہے یا کوئی ریسرچ کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ درجہ آٹھ کی تعلیم یا طالب علم بیکار ہوتا ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ دوسرے ہنر یا دوسرے علم جاننے والے بیکار ہوتے ہیں۔ نہ تو عالم، محدّث، فقیہہ یا دُنیاوی اعلیٰ تعلیم اور سائنس کی اہمیت کسی طرح کم ہے۔ بہر مردے۔ بہر کارے۔ شعر :

چوں بہ انبہ زیست عالم برقرار
ہرکس کارِ گرہ بہر افتخار

علمِ تصوّف کی اپنی ایک الگ اہمیت ہے اور صوفی کامل اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتا ہے۔ **شعر** :

اے برادر یکدم از خود دُور شو
باخود آں غرق بہرِ نُور شو

دراصل اسرارِ کل نہ کبھی پوری طرح تحریر میں آئے ہیں اور نہ آسکتے ہیں جو کچھ تحریر میں آتا ہے وہ صرف عبارات اور اشارات ہیں جبکہ ماں کی شفقت اور مجنوں کی محبت کو پوری طرح الفاظ کا

جامہ نہیں پہنایا جا سکتا تو الفاظ جو خود حادث ہیں قدیم کی پوری وضاحت کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ شعر:

حرف و صوت و گفت را برہم زنم
تا کہ بے ایں ہر سہ با تو دم زنم

چنانچہ وہ اسرارِ الٰہی و رموزِ باطن جسکو فقر تصوّف و علم باطن کہتے ہیں پوری طرح سفینہ میں نہیں ملتے بلکہ اولیاء اللہ کے ذرائع سے سینہ بسینہ آج تک چلے آرہے ہیں۔ اور تو قیامت تک یہ فیضان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری و ساری رہیگا۔ البتہ کوتاہ اندیش ان رموز کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور اپنی نادانی کا اظہار مستقل طریقے سے کرتے ہیں۔ خدا ان کو عقل و سمجھ دے صوفی کے پاس دُعا کرنے کے علاوہ اور رہنا ہی کیا ہے۔

علم معرفت کو صاحبِ عقلِ سلیم اور فقراء کا صحبت یافتہ ہی سمجھ سکتا ہے اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ کم سمجھ لوگ نہ تو پوری طرح اسکو سمجھ پائیں گے اور نہ اس پر ٹھیک طرح سے عمل کر پائیں گے۔ ہاں شریعت کی پابندی اور روزانہ کی عملی زندگی کے مانگوں کو چھوڑکر تباہ ہو جائیں گے۔ اسی لئے علم تصوّف کا شوق تو دلوایا جا سکتا ہے اور شروعات کے درجوں میں داخلہ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اس علم کی اعلیٰ تعلیم صرف استعداد رکھنے والوں کو ہی دی جا سکتی ہے۔

کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر سخن جائے وہر نقطہ مقامِ دارد اور وہی لوگ
عِلمِ معرفت کو اسکے صحیح مقام پر رکھ کر اسکو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

شعر : چوں درِ معنی زنی بازد کنند
پرِ فکرت زن کہ شہ بازد کنند

تصوّف میں یہ خاصیت ضرور ہے کہ کبھی تو برسوں کے بعد ہی استعداد پیدا ہو پاتی ہے اور کبھی دم کے دم میں اس نُور کے ادراک کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ تصوّفِ کبریتِ احمر (سُرخ اکسیر) ہے جو تانبے کو سونا بنا دیتی ہے۔ تصوّف انسان کے دین اور دُنیا دونوں کو سنوار دیتا ہے اور انسان کو اس مقام تک پہونچا دیتا ہے جہاں اس کیفیت اور اس حال میں تمام حادث چیزوں کا وجود ختم ہو جاتا ہے اور صرف ذاتِ کریم ہی باقی رہتی ہے۔

مولانا رُومؔ فرماتے ہیں۔ شعر :

تیغِ لا در قتلِ غیرِ حق براند
در نگر زاں پس کہ بعدِ لا چہ ماند

من نیَم وَ اللہ یاراں مَن نیَم
روح رو حم سرِّ سِرّم من نیَم

صوفیا کہتے ہیں کہ وجودِ واحد کے علاوہ کسی چیز کا تحقّق اور ثبوت نہیں ہے۔ اور یہ کثرت جو نظر آتی ہے مرتبۂ وہم میں ہے۔

اس کثرت کی کوئی جداگانہ حقیقت نہیں ہے۔ وجود واحد کے علاوہ خارج میں اور کوئی چیز موجود ہی نہیں ہے۔ ہر شئے فی الحال فنا اور معدوم ہے۔

نہ دریں حالت سبو پیدا نہ آب

نیند کی حالت میں خواہ بندہ بہت کچھ دیکھتا ہے لیکن اس خواب کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ عارضی و اعتباری ہے۔

علاوہ ذات واحد کے کوئی موجود حقیقی نہیں ہے۔ جو باقی اور موجود ہے وہ صرف وجہ اللہ ہے۔

نیست عالم در حقیقت جُز طلسم

شعر

ایں جہاں را کہ بصورت قائم است
گفت پیغمبر کہ حُلمِ نائم است

یعنی یہ کائنات بظاہر قائم نظر آتی ہے مگر پیغمبرِ برحق کا قول ہے کہ یہ کسی خوابیدہ کا خواب ہے۔

اسی بات کی وضاحت کتاب "شمع حقیقت" میں کی گئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ کے طور پر کچھ تعارفی (Introductory) باتیں پیشِ خدمت ہیں۔ دراصل تصوّف کے بارے میں بہت کچھ لکھنا یا کہنا چاہتا ہوں تاکہ صوفیوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی بات

پوری طرح سمجھ لیں۔ صوفیوں کو اور عقل و سمجھ رکھنے والے لوگوں کو اس مختصر تعارفی باتوں کو سمجھنے میں کوئی دقّت نہیں ہونی چاہیئے۔ جبکہ سبھی شبہات کا ازالہ کرنے کیلئے اور درست خیالات کی پختگی کیلئے تصوّف کی جامع کتاب **شمع حقیقت** آپکے ہاتھوں میں ہے۔

خاکپائے اہلِ دل

صُوفی مُحمّد میاں صِدّیقی

M.A.L.L.B ریٹائرڈ ڈپٹی ایکسائز کمشنر

پسرِ مُصنّف و سجّادہ نشین

177/33 سمر ودے نگر۔ کانپور

فون نمبر: 218211

❖

پیش لفظ

یہ انسان ـــــ اشرف الخلقت مخلوق، بے انتہا صلاحیت وقابلیت اور علوم وفنون کا مالک، لامحدود حرفت وحکمت کا موجد جس کے زمانۂ ابتدار کا نہ کوئی کہیں پتہ ہی ہے اور نہ اسکی انتہا کی ہی کچھ خبر ــــ پھر بھی قوت متخیلہ نے جس زمانے سے درک کر کے نفس عقل کے ذریعہ اپنے حافظہ میں محفوظ کر رکھا ہے اسی زمانے سے اسکی ابتداء مان لی جائے۔

سفر حیات انسانی ابتدائے آفرینش میں کھلے آسمان کے سائبان تلے ابتدائی زندگی کا بوجھ اٹھائے جنگلوں، پہاڑوں اور غاروں میں اپنی سکونت وپناہ گاہ کی تلاش میں نامعلوم عرصے تک بھٹکتا رہا۔ درختوں کے پھل، پتے نیز اسکی چھال بطور غذا استعمال کرتا اور جنگلی جانوروں کا شکار کر کے اس کا کچا گوشت بھی کھا لیتا۔ پیاس کی حالت میں تالاب، گڈھے یا دریاؤں کا پانی پی کر اپنی پیاس بجھاتا۔

گرمی کی تمازت ہو یا جاڑے کی شدت، موسم باراں کی آندھی ہو یا

طوفانی ہواؤں کی آفت غرضیکہ ارضی و سماوی آفات سے بچنے کیلئے اسکے پاس کوئی موثر تدبیر نہ تھی۔ غیر محسوس طور پر اسکی بے ترتیب اور بے نام زندگی چوپایوں، جانوروں اور مویشیوں کی زندگی سے کچھ بھی مختلف نہ تھی۔ افزائش نسل کا عمل حیوانوں کی طرح مسلسل جاری تھا۔ علاوہ ازیں موت و حیات سے وہ بے تعلق بھی نہ تھا۔ اس مخلوق کے نزدیک زندگی کا کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ حیوان مطلق کی صورت خود سے غافل لاکھوں اور کروڑوں برسوں تک بے پرواہ جیتا اور مرتا رہا۔ اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ میں کیا ہوں، کیوں ہوں اور کون ہوں؟ ایسی ہی لاشعوری صورت حال کو غیر مہذب کہا گیا ہے یا ناس۔

خالق کائنات نے اپنی اٹھارہ ہزار مخلوقات میں جس مخلوق کو ارفع و اعلیٰ مقام عطا کیا تھا جو ارض و سماء اور فرش و عرش کا باعث تخلیق اور کائنات کا ماحصل تھا۔ خلقت میں جس کیلئے انواع و اقسام کی نعمتیں بخشی گئی تھیں جسکے ہاتھوں میں کون و مکاں کی سیادت و قیادت کی ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں اس مخلوق کو غفلت، ضلالت اور گمراہی میں پڑے رہنا پروردگار پاک کو کب گوارا تھا۔ لہٰذا اسکی غیرت و حمیّت جوش میں آئی اور اس نے اسے ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرف لانا چاہا۔

پس اس ناس صفت، غیر مہذب مخلوق کی نسلوں کے درمیان باشعور اور خود آشنا فرد واحد نے جنم لیا جس کا حسِّ باطنی عقل و فہم اور علم و آگہی کے خزانوں سے معمور تھا۔ اپنے علم باطن کی روشنی کی مدد سے

عالم موجودات کے تمام اشیاء کے علاوہ حیوانات، نباتات اور جمادات کے نام وصفت اولاً اسی نے ظاہر کئے۔ یہاں تک کہ انکا استعمال اور فوائد بھی بتائے۔ خود کو آدم کے نام سے تعبیر کیا اور اپنے ہم نسلوں کو آدمی بتایا۔ غیر مہذب لوگوں کو آدم نے ہی حیوانی سطح سے نکال کر آدمیت کی صفتوں سے متصف کرنا شروع کر دیا۔ تحفظ نسل کی خاطر شادی بیاہ کا سلسلہ اور ان سے پیدا شدہ اولاد کی پہچان کیلئے انکا نام رکھنے کے رسم کی ابتدا از زمانہ آدم سے ہی ہے۔ یہ ایک طرح کی تحریک تھی جو دنیا کے ہر خطے میں مقبول ہوئی۔ اور پھیلتی گئی۔ اس تحریک نے ساری دنیا کو اپنے حلقۂ اثر میں لے لیا۔ اس طرح سے انھوں نے غیر مہذب لوگوں کو تہذیب کے دائرے میں لایا۔ مہذب اور غیر مہذب کے درمیان حدِ فاصل قائم کیا مہذب لوگوں کا ایک نیا معاشرہ وجود میں آیا اور انسانی سماج کے ارتقاء کی بنیاد پڑی۔ اسی آدم کو ہم آدم علیہ السلام کے نام سے جانتے ہیں اور فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم اولاد آدم ہیں۔

تہذیب یافتہ اولادِ آدم کے صالح لوگوں میں انبیاء کرام اور پیغمبروں کا ظہور ہوتا رہا۔ یہ ظہور نبیٔ آخر الزماں، آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبیٔ آخر الزماں تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور نبیوں کا ظہور ہوا جن میں کئی ایک بہت مشہور پیغمبر ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام،

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور حضور آقائے نامدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضورؐ سے قبل کے تمام پیغمبروں نے خالق اور مخلوق کی بنیاد بنا کر انسانوں کی اصلاح اور ہدایت کی کوششیں کی ہیں۔ ان پیغمبروں نے اپنے اُمتیوں کو بتایا کہ سارے جہاں کا کوئی نہ کوئی خالق ضرور ہے وہی تمھارا بھی خالق ہے۔ لہٰذا اسی خالق کی عبادت کرو، اسکو تمام عیبوں سے پاک جانو، اسی کو اپنی حاجت روا سمجھو، اپنی مرادیں بھی اسی سے مانگو اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہراؤ۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ بُرے کاموں سے بچو۔ کیونکہ مرنے کے بعد اسی خالق کی طرف تمھیں لوٹ کر جانا ہے۔ وہ نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کا جزا دیتا ہے اور بُروں کو ان کی بُرائیوں کی سزا بھی دیتا ہے۔ ہمیشہ ہمیش اس سے ڈرتے رہو وغیرہ وغیرہ۔

زمانۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لگ بھگ چھ سو (۶۰۰) برسوں بعد بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ملک عرب کے شہر مکّہ میں ہوا۔ (لیکن حضورؐ کی ذات بابرکات تو تخلیق عالم کے قبل سے ہی موجود ہے۔ جسکی تصدیق قرآنی آیات اور حدیثوں سے ہوتی ہے۔ وہ حدیثیں ہیں:

كُنْتُ نَبِيًّا وَّادَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ ط ترجمہ: میں اسوقت نبی تھا جب آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ط

ترجمہ: پہلے جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ میرا نور تھا۔

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ

ترجمہ: میں اللہ کے نور سے ہوں اور کُل عالم میرے نور سے ہے۔

آیات قرآنی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے کی تصدیق و توثیق۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ پ۱۷ سورہ انبیاء

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔

اللہ تعالیٰ نے نہ عالم کہا نہ عالمون کہا بلکہ رحمۃ اللعٰلمین یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ ہر عالم کیلئے رحمت، ایک عالم کے بعد دوسرا عالم آتا رہتا ہے ان تمام عالموں کیلئے آپ رحمت ہیں۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ط پ۲۶ سورہ حجرات

ترجمہ: جان لو کہ اللہ کا رسول تم میں ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ ○ پ۲۱ ع۱۷

ترجمہ: تمہارے نبی تمہاری جانوں سے زیادہ تمہارے قریب ہیں۔ وہ تمہاری فریاد سن رہے ہیں، تم سے باہر نہیں ہیں، تمہارا سلام سنتے ہیں اور تم کو جواب بھی دیتے ہیں۔ غائب جان کر نہیں بلکہ حاضر و ناظر جان کر سلام تسلیم کے ساتھ پیش کیا کرنا۔ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات اقدس ازل سے ہی موجود ہے اور ابد تک رہیگی)

اس زمانے میں خطۂ عرب دنیا کے پیوند سے بالکل منقطع تھا۔ تہذیب و تمدن کا وہاں سایہ تک نہ پڑا تھا۔ اور نہ کوئی سماجی یا معاشی ترقی تھی۔ کوئی حاکم تھا نہ کوئی حکومت اور نہ ہی عوام کیلئے ضابطۂ حیات۔ عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ ایک مرد سات آٹھ آٹھ شادیاں کرتا تھا۔ پوری قوم اخلاقی پستی کے سبب جوا اور شراب میں غرق تھی۔ دو شخصوں کی آپسی تکرار پورے قبیلے کی لڑائی میں بدل جاتی۔ ان کے درمیان اتحاد و اتفاق نہ تھا۔ دلوں میں رحم و کرم اور مروت و رحمدلی کے بجائے حسد، بغض، نفرت، عداوت اور دشمنی کے شعلے تھے۔ جب وہ جنگ کیلئے آمادہ ہو جاتے تو ہرگز نہ ٹلتے۔ قتل و غارت گری میں ایسے بے باک ہوتے جیسے وحشی درندے۔ یہ جنگ و جدال کوئی حکومت یا ملک و دولت کے لئے نہ تھی بلکہ کہیں مویشی چرانے پر جھگڑا تو کہیں پانی پینے اور پلانے پر جھگڑا۔ کبھی لب جو آنے جانے پر تو کبھی گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھانے پر۔ انکی جہالت کی نشانیاں یہی غیر مہذب حرکتیں تھیں، عوام قبیلوں میں بٹے سرداروں کے ماتحت تھے۔ ہر قبیلے کا معبود (بُت) جدا تھا۔ کسی کا نائلہ کسی کا عزیٰ تو کسی کا ہبل۔ انکا کوئی رہبر تھا نہ رہنما جو انھیں جہالت سے نکال کر علم کی روشنی کی طرف لاتا اور ایک مہذب قوم بناتا۔ قوم کی اس پستی اور گمراہی کو دیکھ کر حضور برابر فکرمند رہتے۔

اور ان میں تبدیلیاں لانے کی تدبیروں پر ہمیشہ غور فرماتے۔ اسلئے حضور ؐ نے سب سے پہلے ان عرب جہلا اور نا اہلوں کے روبرو کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، کا سبق پیش فرمایا جو اسلام کا رکن اعظم ایمانی ہے مگر کفار و مشرکین مکّہ کی ایک جماعت نے کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، سے انحراف کیا کیونکہ اس جماعت میں عربی زبان کے بڑے بڑے ماہرین موجود تھے جو زبان عربی کے قواعد و ضوابط سے پوری طرح واقف تھے اور آج کے عربی داں طبقہ سے کہیں بہتر عربی زبان کا علم رکھتے تھے۔ انہوں نے کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، کا مطلب خوب اچھی طرح سے سمجھا تھا مگر ماننے سے انکار کردیا۔ جس کے بابت سلطان اہل عرفان، تجدید سالک طریق لقا، واقف مواقف فنا و بقا، محرم حریم یزدانی گنجور توحید ربّانی سیّدنا حضرت مولانا صوفی محمد افتخار الحق رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "حامض الاسنان" میں رقمطراز ہیں۔

یاایھا العلماء تمہارے زعم باطل کے موافق عند اللہ والرّسول علیہ السّلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، کے معنی لامعبود اِلَّا اللّٰہ، ہی ہیں اور نیز یہی مفہوم کلمۂ توحید بھی تو مشرکین عرب نے بجواب استفسار کہ تم اللہ تعالیٰ کو موجود و معبود سمجھتے ہوئے لات و منات و ہُبل و عزیٰ وغیرہ وغیرہ غیر اللہ کو بھی موجود و معبود کیوں سمجھتے ہو؟ یہ کیوں کہا کہ اللہ تعالیٰ اور غیر اللہ جیسے لات و منات و ہُبل و عزیٰ

وغیرہ وغیرہ کو ہم موجود تو ضرور سمجھتے ہیں لیکن ان دونوں موجودوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کو معبود سمجھتے ہیں اور لات ومنات وہُبل وعزیٰ وغیرہ وغیرہ اصنام غیر اللہ کو اللہ معبود کی جناب میں تقرب حاصل کرنے کیلئے شفیع جانتے ہیں نہ کہ معبود! یعنی عبادت ہم اللہ ہی کی کرتے ہیں صرف اسلئے کہ اصنام غیر اللہ ہماری سفارش کریں اور ہمیں اللہ تک پہونچائیں انکے نام کی مالا جپ لیتے اور ان کے آگے گھنٹہ بجادیتے ہیں۔ کما نَقَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی قُرْاٰنِہٖ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ۝ پ۲۳ ع۱۵۔

ترجمہ: ہم لات ومنات اور ہُبل اور عزیٰ وغیرہ وغیرہ اصنام غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور محض اُسی اُس کو معبود سمجھتے ہیں۔ اُنکی طرف صرف اسلئے از روئے مالا جپنے اور گھنٹا بجانے کے رجوع ہوتے ہیں کہ یہ ہماری سفارش اور شفاعت کرکے ہمیں اللہ تعالیٰ تک پہونچادیں۔

یا ایہا العلماء کیا باین برہان قاطع زمانہ رسول علیہ السلام کے مشرک جن پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے مثل تمہارے یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود ہیں اور دونوں میں سے اللہ معبود ہے۔ پھر یہ عقیدہ انکا توحید اور انکی ہدایت کیلئے کافی رسول علیہ السلام نے سمجھا تھا یا نہیں اور پھر بھی انھیں

رسول علیہ السلام نے تعلیم و توحید کی تھی یا نہیں ؟ اگر یہ عقیدہ انکا عندالرسول علیہ السلام توحید نہیں تھا تو تمہارا عقیدہ توحید کیسے ہے ؟ اور یہ معلومات اور عقیدہ کہ اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود اور ان دونوں میں سے اللہ معبود ہے انکے لئے گمراہی تھی تو تمہارے لئے ہدایت کس حجت کرہے۔ اور انھی معلومات کے بعد بھی وہ توحید سے بے خبر تھے تو تمھیں تعلیم توحید کی کیوں ضرورت نہیں۔ شعر

منکر وحدت کسی کامل سے بیعت جلد کر
نوح کا طوفان ہے کشتی ابھی ساحل میں ہے

دو میش یہ کہ تمہارے زعم باطل کے موافق عنداللہ والرسول علیہ السلام کلمہ کے یہی معناء تھے کہ اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود اور ان دونوں میں سے اللہ معبود ہے اور نیز یہی معنا توحید بھی تھے تو ان اللہ اور غیر اللہ دونوں کو موجود اور ان دونوں میں سے اللہ کو معبود سمجھنے والے بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرکین سے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو تو انھوں نے کلمۂ توحید پڑھنے سے انکار کیوں کیا ؟ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ﴿ پ۲۳ ع

اور جب کہا گیا ان اللہ اور غیر اللہ دونوں کو موجود اور دونوں میں سے اللہ محض کو معبود سمجھنے والوں سے کہ پڑھو کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو انھوں نے

اسکے پڑھنے سے انکار کیا۔

یا ایھا العلماء کیا اس انکار کی وجہ سوائے اسکے کچھ اور بھی ہو سکتی تھی کہ ان کے عقیدے اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود اور ان دونوں میں سے اللہ محض معبود ہے اور کلمۃ التوحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معناء میں عندالرسول علیہ السلام اختلاف عظیم تھا۔ اگر حقیقتاً عنداللہ والرسول علیہ السلام کلمۂ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے میں کسی قسم کا عذر وانکار نہ ہوتا اور یا ایھا العلماء انھیں صرف کلمۂ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی پڑھنے سے انکار نہیں ہوا بلکہ مزید برآں انھوں نے کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے مفہوم عندالرسول کو اپنی قابلیت علمی سے سمجھ اور اسے رسول علیہ السلام سے جتا اس واقعہ پہ جسکی خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنیٰ سے دی تھی ان سے اس پہ تعجب بھی کیا تھا اور نیز اس واقعہ تعجب کو انھوں نے باعثِ انکار کلمۂ توحید بھی رسول علیہ السلام سے جتایا کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ پ ۲۳ ع ۱۰

ترجمہ: ان مشرکین سے جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود ہیں اور ان دونوں میں سے اللہ معبود ہے کہا گیا کہ پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو انہوں نے اسکے پڑھنے سے انکار کر کے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کلمۂ توحید کے اور اسکے معنیٰ کی تصدیق سے

عذر وانکار نہ ہوتا اگر تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہکر اسکے معنیٰ سے تمام معبودین جس قدر بھی کے ہوں ان سب کو ایک معبود حقیقی اللہ کا عین یا کثرت کو وحدت نہ جتاتے۔ کلمۂ توحید کے معنیٰ کے ذریعہ تمہارے یہ جتانے نے کہ جس ملّت و مذہب کے جس قدر بھی معبود گہ ہوں وہ سب عین معبود حقیقی اللہ واحد ہیں یا ساری کثرت وحدت ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنیٰ لَا مَوْجُوْدَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ نے یقیناً یقیناً ہمیں سخت تعجب میں ڈال دیا ہے۔

اسکے علاوہ زیر مطالعہ کتاب کے باب چہارم میں کلمۂ توحید کی شرح لکھتے ہوئے جناب حضرت مولانا صوفی شاہ خلیق اللہ صاحب قادری وچشتی اِفتخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں لا نفی جنس اسم ہے جو صرف الٰہ کی نفی نہیں بلکہ تمام جنس اسم غیر اللہ الوہی کی نفی کرتا ہے یعنی کوئی شئے غیر اللہ نہیں بلکہ عین اللہ ہے" جیسے کہ فرمان خداوندی ہے۔

اِنْ هِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ پ۲۷ سورہ طور

ترجمہ: (اللہ کے نام کے سوا جتنے بھی نام ہیں وہ کورے نام ہی نام ہیں جبکو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے گڑھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری)۔

تشریح طلب الفاظ

موجود:- موجود وہی ہے جو وجود رکھتا ہو کیونکہ بغیر وجود کے کچھ بھی موجود نہیں ہوسکتا۔

جنسِ اسم:- چیزوں کے اوپر رکھے گئے نام جیسے شجر، حجر، زمین و آسمان، انسان، حیوانات، نباتات، جمادات وغیرہ وغیرہ تمام اسموں یعنی ناموں کو لا نفی کرتا ہے۔

اِلٰہَ:- کعبہ کے اندر رکھے گئے ۳۶۰ بُت جنھیں مشرکین مکّہ الٰہ کے نام سے یاد کرتے تھے اور اَللّٰہ کا غیر مانتے تھے اس اِلٰہَ نام کو بھی لا نفی کرتا ہے۔

غیر اللہ الوہی:- وہ تمام اشیاء جن کے اوپر اللہ کا غیر ہونے کا محض شک وگمان پیدا ہوگیا ہے اس شک وگمان کو بھی لا نفی کرتا ہے۔

اِلَّا اللّٰہ:- اِلَّا اثبات کرتا ہے اللہ کا۔ اثبات یعنی ثابت کرنا یا اقرار کرنا۔ کیونکہ اللہ موجود ہے اور جو موجود ہو معدوم نہیں ہوسکتا، اسلئے کہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ موجودات کے کُل نام بشمول اِلٰہَ اور وہ تمام اشیاء جن کو قوت واہمہ نے اللہ کا غیر موہوم وموسوم کرلیا ہے انکے ناموں کو بھی لا نفی کردیتا ہے۔ اب باقی بچتے ہیں مخلوقات یا موجودات جو گنتی کے حساب سے مفصّل ہیں اور الگ الگ وجود میں بیشمار نظر آتے ہیں۔ اِلَّا ان وجودوں کو اثبات حق کرتا

ہے یعنی عین اللہ واحد ثابت کرتا ہے۔ اسی لیئے مشرکین مکہ نے کہا کہ یہ ساری کثرت وحدت کیسے ہو سکتی ہے اسی بات نے ہمیں سخت حیرت میں ڈال دیا ہے۔

اور حضرت شاہ طالب حسین حُسینی چشتی (قادری) فرخ آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "شفقۂ فیض" میں کلمۂ توحید کا معنیٰ اس طور پر تحریر فرماتے ہیں۔

(فقط لَآ اِلٰہَ کے ساتھ نفی کل کیا کہ یعنی نہیں ہے کوئی اور اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ اثبات کل یعنی سب تو ہی ہے دیکھ اس فہم کے ساتھ نہیں ہے کوئی کہنے میں سب تو ہی پیدا ہوا اور وجود تیری ہستی کا مٹ گیا کہ میں اور تو کے ایک ہی معنیٰ ہو گئے۔ جیسا کہ حضرت مولانائے روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں : شعر

گہہ توئی گویم و من گاہے منم ہرچہ گویم آفتاب و ذرہ شبنم

آیۂ کریمہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ سے یہی مراد ہے کہ تمہارا ذکر کرنا یہی ذکر کرنا حق کا ہو گیا)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلقین فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ لَا یَقُوْلُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّقُوْلُ اللّٰہُ مَا عَرَفَ اللّٰہُ یعنی جس شخص کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے اسکے منہ سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں

رہتی اور جو منہ سے اللہ اللہ کہتا ہے تو سمجھ لو کہ ابھی اسے معرفت الٰہی

نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت!

یہ کیسی معرفت ہے کہ بندہ اپنے مالک کا نام ہی نہ لے اور اسکی یاد کو ترک

کر بیٹھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ارشاد خداوندی

ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ پ ۲۷ ع

ترجمہ: جہاں تم ہو وہیں میں ہوں

یعنی جہاں کہیں تم ہو وہیں خدائے تعالیٰ تمہارے ہمراہ ہے

پس اے عمرؓ جو شخص ہر وقت ہمراہ ہو اور کسی وقت نظر سے اوجھل

نہ ہو اسکا یاد کرنا کیوں ضروری ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ کہاں ہے؟

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ بندہ کے

دل میں۔

از اسرارِ حقیقی، کلمہ طیبہ کی حقیقت

مصنف: سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی

ہمارے عظیم دیش بھارت میں انسانوں کی بھلائی اور انھیں

تعلیم توحید و ہدایت کا کام ادتاروں، رشی منیوں اور سنتوں نے

کیا جنکی امر بانیاں ہندو دھرم کی دھارمک کتابوں میں درج ہیں جو

آج بھی گمراہ اور بھولے بھٹکے ہوئے ہندی عوام کیلئے چراغ راہ ہیں۔ وہ کتابیں ہیں :- بید، پوران، رامائن اور گیتا۔ ان تمام کتابوں میں بید کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ کیونکہ بید کتاب آغاز و انجام ہے اور مخبر صادق ہر نبی اور ہر اوتار کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپکی قدرت اور مختاری کے حالات کو بھی بخوبی ظاہر کرتا ہے۔

(بید کا گیان وہی ہے کہ جو لومس ریکھ جی نے بھشنڈ جی کو سمجھایا ہے اور رامائن کے اخیر مالکانڈ میں گوشائیں جی نے بیان کیا ہے

چوپائی

اکل انیہہ اِنام ارُوپا   انبھوگم اکھنڈا نوپا

ترجمہ: یعنی نہ اسکی کوئی ذات ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ کچھ اس کا نام ہے اور نہ کوئی اس کی صورت ہے اور کل کا حال جاننے والا ہے یعنی علیم ہے اور ٹکڑے بھی نہیں ہو سکتا اور بہت اچھا ہے۔

چوپائی

من گوتیت امل ابناسی   نرا کار نر بدھ سکھ راسی!

ترجمہ: یعنی دل وہی ہے اور حواس بھی وہی ہے اور کثافت سے پاک ہے اور مٹ بھی نہیں سکتا اور کوئی جسم نہیں اور نہ ترتا ہے اور انند روپی ہے یعنی سراپا انبٹا ہے۔

چوپائی

تو توہ تاہ تو ہی نہیں بھیدا   بار بیچ ہم گادیں بیدا

ترجمہ : یعنی تجھ میں اور محسوسات میں اور اللہ میں کچھ فرق نہیں ہے یعنی کیا ممکن اوسط اور کیا ممکن آخر سب وہی ہے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ مانند بار یعنی پانی کے ہے اور تو مانند ہم یعنی برف کے یہی بھید کہتا ہے اور یہی قرآن پاک سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ذات پاک لَایَتَجَزّیٰ ہے اور عَلِیْم ہے اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے وَھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یعنی سب وہی ہے۔

چوپائی

بن پگ چلے سنے بن کانا   کر بن کرم کرے بدھ نانا

ترجمہ : یعنی پاؤں نہیں ہے اور چلتا ہے لَاتَتَحَرَّكُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ سے یہی مراد ہے اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے یہی معنیٰ ہیں۔ اور بے کانوں کے سنتا ہے یعنی سَمِیْع ہے اور بے ہاتھ کے سب کام کرتا ہے کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کے یہی معنی ہیں۔

چوپائی

ان رہت سرورس بھوگے   بے بانی بکتا یدھ جوگے

ترجمہ : یعنی منہ نہیں ہے اور سب کچھ کھاتا ہے یعنی اَکَلُ الْفَقِیْرِ اَکْلِیْ دوسرے الہام ربانی کے یہی معنی ہیں جو واسطے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے بدایتاً نافذ ہوا یعنی زبان نہیں رکھتا اور کلام کرتا ہے

یعنی کلیم ہے۔

چوپائی

تن بن پرس نین بن دیکھا گھی گھان بن باشی اسیکھا

ترجمہ: یعنی بے جسم کے ملتا ہے۔ کہ قَدْ حَافَمُلَاقِیْہِ سے یہی مراد حق ہے۔ اور بے آنکھ کے تمام دیکھتا ہے یعنی بصیر بھی صفت اُسکی ہے ناک نہیں ہے اور سونگھتا ہے پس علم معرفت میں جیسا کچھ بید کہتا ہے اور اکابران ہنود کی فہم ہے ویسا ہی کلام مجید سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور حدیث پاک سے بھی صداقت اسکی ملتی ہے اور کل اولیاء اللہ کا بھی اسی رائے پر اتفاق ہے۔ پس اے عزیز معبود تمہارا وہ ہے کہ وحدہٗ لاشریک ہے اور تم اسکو مل سکتے ہو اور اسکے ملنے کی راہ سوائے مرشد کامل کے کوئی اور بتا نہیں سکتا۔ شعر

جسے محبوب بننا ہو نگاہِ یار میں آئے
خدا جسکو نہ ملتا ہو وہ اِس دربار میں آئے

علاوہ ازیں گوسائیں تُلسی داس جی کا بیان:

گوسائیں تلسی داس جی۔ مختصر حال ان کا یہ ہے کہ جب اکبر شاہ نے ان کی سمجھ بوجھ کو کسی طرح خلاف نہ پایا اور محبت اور عقیدت جناب رسالت پناہی صلعم ان میں بخوبی پائی یہاں تک کہ پوتھی تلسی بتریکا میں جو کہ خاص واسطے ہدایت اور تعلیم اپنی قوم کے تصنیف فرمائی ہے

کہتے ہیں۔ دوہا

کاشی مرکوٹ بور میں سیرت سبھی ناکام
بیکنٹھ باس نہ پائی ہو بنا محمدؐ نام

تب آپ نے مستدعی ہوا کہ یہ تلک رامانندی پیشانی پر کیوں لگاتے ہو اس کو دھو ڈالو تب آپ نے فرمایا کہ اے بادشاہ! یہ تلک رامانندی نہیں ہے بلکہ بخط عربی اللہ کا نام ہے کہ میں پیشانی پر لکھتا ہوں اگر تو اسکو بُرا جانتا ہے تو لے اپنے ہاتھ سے مٹادے غرضکہ شاہ نے یہ سخن پسند کیا اور وہ قشقہ قائم رکھنے میں اور معتقد آپکی دینداری کا ہوا۔ واہ کیا سمجھ ہے اللہ لکھنا اور رام پڑھنا۔

از شفقہ و فیض

بید اور پوران میں جو باتیں بتائی گئی ہیں وہی باتیں قرآن بھی کہتا ہے مگر ہندوؤں اور مسلمانوں میں اختلاف اور نزاع کا سبب صرف سمجھ کا پھیر اور زبان کے فرق کی وجہ سے ہے۔

از قلم

خاکپائے درویشاں، نور اللہ شاہ معروف بہ صوفی محمد ظہور خلیفہ و نائب سجادہ نشیں شیخ المشائخ، سراج السالکین، قطب الکاملین فخر العارفین حضرت باصفا سیدنا مولانا محمد خلیق اللہ شاہ افتخاری رزاقی قادری چشتی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
نمبر ۲، غلام جیلانی خان روڈ، کولکاتا ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً فبعد اے صاحب کلمات لاانتناہی۔ حمد کلی تجھی کو زیبا ہے۔ کیونکہ تیرا غیر موجود نہیں ہے۔ اور رحمتِ کاملہ و سلامتیٔ تامّہ تیرے کلمہ خلاصہ کلماتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شایاں ہے۔ اسلئے کہ وہ تیری ذات، صفات اور تمامی افعال کا آئینہ اور مظہر اتم ہے اور نیز تیرے اُن کلم کیلئے ہے جو تیرے کلمۂ خلاصہ کلماتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرأت و مظاہر ہیں۔

امابعد! آنکہ فقیر محمد خلیق اللہ خلیفہ و سجادہ نشین حضرت مولیٰنا و مرشدنا صوفیٔ باصفا محمد افتخار الحق قادری، چشتی، سہروردی و نقشبندی، رحمانی و مجیبی قدس اللہ سرہٗ کا ہے۔ اسکے مریدین و متوسلین نے زور دیا کہ کلماتِ رشد و ہدایت ایک مختصر عام فہم کتاب کی شکل میں مجتمع کرے تاکہ ضرورتمند اصحاب عموماً اور مریدین خصوصاً فیضیاب ہوں۔ اور میرے لئے ثواب جاریہ کا باعث ہو۔ لہٰذا یہ بندۂ ناچیز فقط اللہ کی توفیق اور بھروسے پر قلم اٹھاتا ہے۔ فقیر چنداں علم نہیں رکھتا یہ صرف فیض اور تصرف شیخ ہے اسکے سوا کچھ نہیں۔ یہ حقیقت اسلام اسلئے ظاہر نہیں کیا جا رہا ہے کہ احباب اسکی تحسین فرمائیں بلکہ محض اسلئے کہ طالبان حق اس سے مستفیض ہوں اور یہ فقیر اسکا

بدلہ اللہ سے پائے۔ اللہ پاک قبول فرمائے اور نفسانیت سے بچائے۔ آمین۔

اس ناچیز نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں تحریر کی ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن و حدیث اور مشاہیر علماء باللہ کی تحریروں اور اقوال سے قوی دلائل و براہین کے ساتھ پیش کیا ہے۔ لہٰذا ناظرین سے باادب گزارش ہے کہ اگر وہ کوئی بات قابل گرفت سمجھیں تو اس سے قطع نظر فرما کر مصنف کو سزاوار نہ ٹھہرائیں۔ بلکہ جن کتابوں یا علماء ربانی کے حوالے دیئے گئے ہیں انکی تصانیف سے تشفی فرمالیں۔ مزید براں اس فقیر ناچیز سے بھی مل کر تبادلہ خیال کر سکتے ہیں۔

دین کے کام میں عقل و خرد کو دخل نہیں اور یہاں اپنے آپ کو قرآن و حدیث کے مقابلے میں کچھ نہ گننا ہی عقل مندی ہے۔ اپنے علم و عقل کی ترازو میں قرآن و حدیث کو تولنا نادانی ہے بلکہ اپنے علم کو جو سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے اسے بھی رخصت کر دینا چاہئے۔

بقول نیاز احمد (رضی اللہ عنہ) بریلوی۔

جبھی جا کے مکتبِ عشق میں سبق مقام فنا لیا

جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے اسے صاف دل سے بھلا دیا

مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ)

گر بہ استدلال کارِ دیں بُدے　　فخر رازی رازدارِ دیں بُدے

حضرت حافظ شیرازی (رحمۃ اللہ علیہ)

بہ یک جرعہ رسید از مے چو حافظ ہمہ عقل و خرد بیکار بینم

کتاب ہذا اب سے چند سال پہلے لکھی گئی تھی مگر کتابت کی غلطیوں کی وجہ سے غلط نامہ الگ سے چھاپنا پڑا تھا اب دوبارہ صرف ان غلطیوں کی اصلاح ہی نہیں کی گئی بلکہ مزید اضافہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

ناظرین کرام اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں اور اس فقیر کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

خداوند قدوس بطفیل اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک ہمیں صراطِ مستقیم پر چلائے۔ اور وہی اسلام و ایمان عطا فرمائے جو اس کے اور اسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

راقم

"مصنف"

باب اوّل

حمدِ باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْکَمَالِ الْمُطْلَقِ وَالْجَمَالِ الْمُحَقَّقِ عَیْنِ اَعْیَانِ الْخَلْقِ وَنُوْرِ تَجَلِّیَاتِ الْحَقِّ ۝ فَصَلِّ اللّٰھُمَّ بِکَ مِنْکَ فِیْہِ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّ نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ۝

قلم کہہ کر کے بسم اللہ ہو ثنا بے حد کا — موحّد ہو کے حامد ہو تو محمود اور احمد کا

موجود توئی بہ ہر وجودے — مشہود توئی بہ ہر شہودے
ہم ناز و ہم نیاز دارے — در پردۂ نہاں چہ ساز دارے
گہہ جلوۂ احمدی نمودے — دلہائے جہانیاں ربودے
بوبکر و عمر گہے تو گشتی — زنار دل مرا شکستی !!
عثمان و علی تو نام داری — در ہر صفتے قیام دارے
کاں کنز خفی چو جلوہ خواست — ایں حجلۂ ممکنات آراست

دریائے الست جوشہا زد — امواج حدوث ہا بر آمد
ایں رمز عیاں ز لا اِلٰہ است — اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہ گواہ است
کایں باطن و ظاہر ایں ہمہ اوست — ہم اوّل و ہم آخر ہمہ اوست
زیں بیش خلیق فاش مخروش — مکشا ز نوید راز سر پوش

نعت سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان تتمہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

احد از غیب چوں در مقام معرفت آمد — بہ میم معرفت ترکیب احمدؐ یافت نام اُو
باوّل از ہمہ اوّل بہ آخر از ہمہ آخر — بہ ظاہر بود پیغمبر بباطن ہمؐ پیام اُو
عروج از ہر نزولے کرد و شد در وفات وصل — چناں واصل کہ گشتہ قاب قوسینش مقام اُو
طفیل ذات پاک آں حبیب خاص ذات حق — ہمہ کام دو عالم شد پذیرفتہ بکام اُو
بعالم آں کسے کو خاکپائے خادمانش شد — ہمائے رفعت و عظمت مسخّر شد بدام اُو
اسیر دام زلفش از بلائے حشر کے ترسد — کہ باشد جنّت و دوزخ ہمہ در اہتمام اُو
سواد نامۂ اعمال تو از حرمت بسمل — خلیق یکسر برد در حشر زلف مشکفام اُو

مدح پاک در شان جناب امیر المومنین حضرت علی بن ابیطالب اسد اللہ الغالب علیہ السّلام

لکھے نام علی کی مدح تو یہ کسکا امکاں ہے — کہ جسکی دفتر تعریف سے یک جزو قرآں ہے

سوادِ چشمِ دینِ احمدی ہے نورِ ایماں ہے — خدا کے نام سے ملتی ہوئی اس نام کی شاں ہے
زباں پر جب ادب سے مرتضیٰ کا نام آتا ہے — تو بحرِ بیکرانِ رحمتِ حق جوش کھاتا ہے
گلے میں ڈالتے بچوں کے ہیں نادِ علی لکھ کے — بہادر لڑتے ہیں جنگ گاہ میں نام علی لیکے
محبّت کر علی سے گر ہی کچھ تقدیر سے لینا — عجب قدرت ہے اُسکے نام میں اللہ کیا کہنا
زباں سے یا علی کہتے ہی دل کو جوش آتا ہے — اگر دل سے کہے دیکھے تو کیا ہی لطف آتا ہے

علی کا نام بھی نامِ خدا کیا راحتِ جاں ہے
عصا پیر کے ہے تیغِ جواں ہی حرزِ طفلاں ہے

مدح پاک درشان مولانا و مرشدنا صوفی محمد افتخار الحق سلّٰہ حبیت النبی مقرب بارگاہ ربانی رحمانی حبیبی قدس سرہٗ

اے شاہ افتخارِ رحمانیٔ ما — سامانِ ہمہ بے سر و سامانیٔ ما
با تو راحت است و جمعیتِ دل — بے تو ہمہ رنج ست و پریشانیٔ ما
اگر ہر موئے من گردد زبانے — ز تو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گو ہر شکرِ تو سفتن — بہر موئے ز احسانِ تو گفتن
اے از فروغِ رویت روشن چراغِ دیدہ — چشمے چو چشمِ مستت چشمِ جہاں نہ دیدہ

ہم چوں تو ناز نینے سر تا پا لطافت
گیتی نشاں ندادہ ایزد نیا فریدہ

باب دوئم

مراتب ذات باری تعالیٰ عزاسمہٗ

تخلیق عالمیان سے قبل ذاتِ قدیم اپنی صفات و افعال کلی بالقوی کی مجموعیت کے ساتھ عالم ہاہوت یعنی عالم کنز مخفی میں پوشیدہ تھی و بمقتضائے حدیث کُنْتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ اَنْ اُعرف فخلقتُ الخلق

(اللہ ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس اسکو محبت آئی کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا مخلوق کو)

یعنی اپنی معرفت کا شوق ہوا۔ چونکہ بلا پردہ و حجاب ظہور پانا ناممکن تھا لاجرم بہ ہفت تنزلات شیونات و تعینات مختلفہ مجملاً و مفصلاً حجاب نورانی و ظلمانی سے جلوۂ شہود میں نزول فرمایا لیکن اُسکی ذات قدیم میں کوئی کمی و بیشی نہ پیدا ہوئی بمصداق حدیث پاک کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (اللہ اکیلا تھا اسکے ساتھ کوئی شئے موجود نہ تھی اور اب بھی وہ جیسا تھا ویسا ہی موجود ہے) حاصل کلام یہ کہ اللہ کا غیر موجود نہ تھا اور نہ ہے۔

نزول ذات قدیم در سبع منازل

اوّل منزل ہاہوت : جب ذات قدیم کو اپنا ظہور منظور ہوا تو کل آفرینش کو جیسا کہ ازل سے ابد تک ظاہر کرنا مقصود تھا مجملاً اپنے آپ میں ملاحظہ فرمایا جیسا کہ کوئی صانع کسی صنعت کی ایجاد سے پہلے اوّل اسکا نقشہ اپنے دل میں

تصور کرتا ہے اور تدابیر صنّاعی ذہن نشین کرتا ہے۔ پس اس وقت وہ مصنوع اسکی صنعت سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر یہاں صنعت و مصنوع سب اعتباری ہیں۔ اسلئے کہ صنعت صانع کی غیر ہوتی ہے۔ مثلاً کمہار کی صنعت مٹی پر، زرگر کی صنعت زر پر۔ یہاں کہ بجز ذات احد قدیم کے کوئی شئے قدیم نہیں پس صانع و صنعت و مصنوع ایک ہے۔ یعنی جو صنعت کرنی منظور ہوئی وہ خود صانع آپ ہی بن گیا۔ اس مقام کو صور علمیہ اور مقام ارادہ بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام شہود علمی تفصیلی ہے۔

دوئم منزل لاہوت: جو کچھ مقام باہوت میں ذات نے مجملاً اپنے آئینۂ خیال یعنی علم میں ملاحظہ فرمایا تھا اب وہ تجویز و تشخیص مفصلاً علم حضرت حق میں مکمل ہوئی چونکہ ذاتِ حق جلال ہے اور جلال سے جمال ظہور پذیر ہوا اور وہ نور محمدیؐ ہے۔ جلال کو جمال سے عشق ہوا اور اسی جمال یعنی حقیقت محمدیہؐ سے تمام عالم کا ظہور ہوا۔ جو کچھ علم و ارادہ میں مجمل تھا وہ مفصل ہوا۔ اسکو عالم ارواح بھی کہتے ہیں۔

سوئم منزل جبروت: یہ مقام بھی نزول ذات کا بمرتبۂ شہود علمی تفصیلی بہ مرتبہ شہود خارجی صفاتیہ ہے۔ یعنی وہی شہود علمی جیساکہ بمرتبہ لاہوت تھا بہ امر کُن شیونات و تعینات متغایرہ اعتباریہ وجود صفاتی میں آیا۔ اور اسماء و صفات کا ظہور ہوا واجب سے امکان میں آیا۔

چہارم منزل ملکوت: اس مقام میں ذات بے چون نے شیونات جبروتی پر کسی قدر کثافت اور اضافہ کر کے صور تہائے لطیفہ اور اشکال مختلفہ سے ظہور فرمایا۔

پنجم منزل مثال: یہ مقام باعتبار کثافت مقام شہادت کے اور باعتبار

لطافت عالم مثال۔ صورتیں اور شکلیں مثل عالم ناسوت کے ظاہر ہوئیں مگر لطیف۔

ششم منزل ناسوت : اشکالی مثالی پر کہ بعینہ اس عالم کے اشکال کے مثل ہیں ایک غلاف ناسوتی کہ وہ اربعہ عناصر سے ہے اضافہ کر کے ذات اجسام میں ظاہر ہوئی۔ یعنی اس ذات قدیم نے بشوق اظہار حسن جمال ذاتی و صفاتی مقام ہاہوت سے مقام شہادت تک نزول فرمایا۔ کسی قدر خفا کہ باقی تھا کمال تعشق ظہور نے وہ بھی گوارا نہ کیا لاجرم موالید ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات و حیوانات وغیرہ میں ظہور فرمایا۔

ہفتم منزل انسانی : شش مراتب نزول میں دونوں جہان تمام و کمال ظاہر ہوئے مگر مدعائے اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ حاصل نہ ہوا۔ اور معرفت الٰہی کی لیاقت کونین میں کسی کے اندر نہ پائی اس ذات بےچون نے وجود انسانی میں نزول فرمایا جس سے تکملۂ معرفت کو پہونچا۔ کل عالم بمرتبۂ ایک شجر کے ہے اور انسان اس کا ثمر اور ذات محمدی مغز ثمر ہے۔ جیسے شجر مغز سے ظاہر ہوتا ہے ویسے تمام عالم نور محمدی سے ظاہر ہوا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ (میں اللہ کے نور سے ہوں اور کل مخلوق میرے نور سے) پس ہر ذات انسانی حقیقت محمدیہ کی عین ہے جس طرح کہ پھل میں خود ہی بیج سمایا ہوا ہے جیسے کہ پودے درخت اور خود پھل نے وجود پایا ہے بعینہ اسی طرح ہر انسان میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بشان روح موجود ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی اس معنی کر کے ہوئے کہ ان اولیائے کرام کی شان میں جنھوں نے معرفت کلی حاصل کر لی ہے ان سب فانوسوں میں وہی نور واحد روشن ہوتا چلا آرہا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ انسان خلاصۂ کائنات

موصوف بہ جمیع صفات اور خاص صورت رحمان ہے۔ بمصداق خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ جب اس کنز مخفی نے اپنے حسن لایزالی اور جمال بے مثالی کے تماشے کا ارادہ کیا تو اوّل چمن آفرنیش کو انواع و اقسام کے شجرہائے بوقلموں اور گلہائے موزوں سے جو اسی کے اسماء و صفات تھے اپنی قدرت کاملہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور آخرش خود بلباس انسان ملبّس ہو کر تماشہ کے لئے آیا جیسا کہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی فرماتے ہیں۔

آستیں بر رخ کشیدی ہمچو مکار آمدی　با خودی خود در تماشہ سوئے بازار آمدی

ذات تنزیہ خود تشبیہہ تعینی صورت کے برقعے میں مثل مکار کے آیا اور خود ہی دنیا کے تماشہ گاہ میں اپنی خودی کے ساتھ آیا۔

بدیں وجہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا اور عزازیل جس نے کہ لاعلمی سے عذر کیا مردود بارگاہ ہوا۔ بیت

اگر ایں نکتہ دانستے عزازیل　ہزاراں سجدہ آوردے دراں دم

اگر عزازیل اس راز سے واقف ہوتا　تو اس وقت ہزاروں سجدے کرتا

مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ)

گر نبودے ذات حق اندر وجود　کے روا بودے ملک کردن سجود

اگر اللہ کی ذات آدم علیہ السلام کی ذات میں موجود نہ ہوتی تو فرشتوں کو سجدہ ہرگز جائز نہ ہوتا۔

باب سوئم

غایت تخلیق عالم

جاننا چاہئے کہ غایت تخلیق معرفت الٰہی ہے جس کا ذریعہ عبادت ٹھہرایا۔ بمصداق آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ پ۲۷ ع۲ (نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو مگر اپنی عبادت کے لئے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کیلئے ایک شرط ارشاد فرمائی ہے۔ اِنَّ التَّوْحِیْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ (تمام طاعتوں کا سر توحید ہے) حاصل یہ کہ عبادت بغیر توحید ناقص ہے اور حصولِ معرفت ناممکن ہے۔ اسلئے کہ توحید کا ضد شرک ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا پ۵ ع۱۵ (بالتحقیق اللہ شرک کو معاف نہ کریگا اسکے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جسکو چاہے معاف کر دیگا۔ اس لئے کہ جس نے شرک کیا وہ بہت بڑی گمراہی میں جا پڑا) اصلی مغفرت یہی ہے کہ بندہ اپنی ذات سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہو جائے۔

فراق یار دوزخ نام دادند — وصال یار جنت نام کردند

اللہ سے جُدائی کا نام دوزخ ہے — اور اس کے وصال کا نام جنّت ہے

شرک اور لقائے الٰہی کے متعلق اللہ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

رَبِّهٖٓ اَحَدًا پ ۱۶ ع) اگر اللہ کی لقا یعنی ملاقات کا شوق ہے تو عمل صالح کرو اور اللہ واحد کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو)

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰہِ پ ۷ ع (وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں جنھوں نے اللہ کی لقا کو جھٹلایا) یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ ۵ پ ۳۰ ۹ ع (انسان کوشش کر زیادہ تحقیق تو اپنے رب سے ملاقات کریگا)

چونکہ شرک توحید کا ضد ہے اور بغیر فہم توحید عبادت کا مقصد یعنی معرفت الٰہی کا حصول غیر ممکن ہے اسلئے توحید کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (اپنی پہچان ہی اللہ کی پہچان ہے) اس قول کو اہل اللہ نے حدیث فرمایا ہے۔ توحید ہی سے ہم کو ہماری پہچان ہو سکتی ہے کہ ہماری کیا حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارا کیا رشتہ ہے۔ پس توحید کی چار اصطلاحیں ہیں۔ اول توحید شرعی۔ ہمہ از دست۔ سب اُسی سے ہے۔ دوئم توحید طریقتی ہمہ اوست۔ سب وہی ہے۔ پس توحید طریقتی کلیت پر ہے مگر غیریت فی نفسہٖ اور عینیت بھی موجود ہے کہ اشارہ وہ کا غائب پر ہوتا ہے اور اگر حاضر بھی ہو تو دوی موجود ہے۔ سوئم توحید تحقیقی۔ ہمہ تست۔ یعنی سب تو ہی ہے۔ اب شرک جلی تو نہ رہا مگر شرک خفی پھر بھی باقی ہے کہ من و تو کی بو آ رہی ہے۔ چہارم توحید معرفت۔ ہمہ منم۔ یعنی سب میں ہی ہوں۔ میرا غیر نہیں ہے۔ بقول مولانا رومی ؎

(۱) چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد　　موسیٰ با موسیٰؑ در جنگ شد

(۲) چون بہ بیرنگی رسی کاں داشتی — موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی

جب بیرنگی تک رسائی ہوئی — تو موسیٰ اور فرعون میں اتحاد پایا

ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ٥ پ ١٩ ع (یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا پس عبادت کرو اسکی اور وہ اوپر ہر چیز کے کارساز ہے) اس مفہوم کی دوسری آیتوں سے ثابت ہے کہ بجز معبودیت غیر خدا کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی۔ پس جس صفت پر کہ حصر توحید رہا اسی پر شرک بھی منحصر ہونا چاہئے۔ اسلئے کہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ کچھ لوگوں نے شرک و توحید کو قرآن وحدیث سے صحیح طور پر نہ سمجھکر غیر شرک کو شرک قرار دیا اور اس قدر شور مچایا کہ بیچارے مسلمان مومن کو فضا میں سانس لینا دوبھر کر دیا۔ اور اکثر افعال جوارح مثل تقرر سوم، دہم چہلم و تعزیہ داری میلاد و فاتحہ، قیام و سلام، عرس، سماع وزیارت قبور اولیاء کرام وغیرہ تک کو شرک کہنے سے باز نہ رہے۔ افسوس کہ ایک پڑھا لکھا طبقہ قرآن وحدیث کے اصلی مفہوم کو نہ سمجھ کر گمراہ ہو گیا ہے اور تمام عالم کو بزعم خود مشرک جانتا ہے۔ اور نہیں جانتے کہ..... جب تک توحید تحقیقی و واقعی سے واقف نہ ہوں گے امور دنیوی کھانا پینا و کسی سے بھی کچھ مانگنا وغیرہ وغیرہ سب شرک ہو جائے گا۔ اسلئے کہ نماز میں پڑھتے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ٥ پ ١ ع ١ (اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) پس حصر استعانت جولی کا عبادت کے واسطے ہے نہ کہ امورات دنیا کے واسطے۔

لیکن لوگوں کو اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے کہ بزرگوں کے ہر سخن

اور ہر فعل کو اپنے اپنے موقع پر تمیز کریں۔ یعنی شریعت کے اقوال و افعال شریعت میں اور طریقت کے طریقت میں اور حقیقت کے حقیقت میں اگر ایسا نہ کریں گے تو وہم میں پڑجاویں گے۔ اس واسطے کہ وہی حلوہ جو طبیب کے لئے مفید ہے وہی مریض کے لئے مہلک اگرچہ اقوال سب بزرگوں کے ایک ہیں لیکن مختلف نظر آتے ہیں۔ اور نقصان عظیم یہ ہے کہ اگر مبتدی ہوکر منتہی کے فعل کی تقلید کریگا تو دونوں دین سے جائے گا۔ پس جس طرح مریض کو لازم ہے کہ وہ قول طبیب کی پیروی کرے نہ کہ طبیب کے فعل کی اسی طرح ہم کو بھی تمیز کرنا لازم ہے۔

افسوس وہ لوگ کہ جو مرتبہ علم الیقین بھی نہیں رکھتے اپنے نفس کی ہدایت سے امر و نواحی کے باہر قدم نکالتے ہیں۔ ایسے لوگ بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں اور اپنا انجام بد کرتے ہیں۔ غضب ہے کہ ضلالت دُنیا میں از سرتا پا غرق ہیں اور جہاں کہیں دین کا ذکر آگیا موحّد بن گئے۔ فقیری بچوں کا کھیل نہیں کہ بازاروں میں بیگانی عورتوں کو تکتے پھریں اور گھر بیٹھ کر موحّدی کا دم بھریں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا لیکن توحید حقیقی کا سمجھنا ہر نفس کے لئے ضروری ہے کہ عبادت شرک سے پاک ہو اور غایت تخلیق یعنی معرفت الٰہی حاصل ہو۔ حضرت شیخ ثانی شاہ محب اللہ الہ آبادی سے کچھ علمائے ظواہر نے کہا کہ توحید جو ایک راز ہے آپ اُسے نا اہلوں کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ کفار و مشرکین جو بالکل نا اہل تھے سب سے پہلے ان کو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کی گئی لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ اور انکار کیوجہ یہ بتائی کہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج صلے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۵ پ۲۳ ع

(گردانا محمد نے سب بتوں کو الٰہ واحد اور یہ عجیب بات ہے) یعنی عقل کے خلاف ہے۔ کہ ہر چیز عین اللہ ہے نہ کہ غیر اللہ۔ یہ کلمہ طیبہ اُن کے زعم باطل اور خبیثہ کو کہ اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود ہیں اور ہر چیز غیر خدا ہے رد کرنے کیلئے نازل ہوا ہے۔ وہی باطل سمجھ بہت سے لوگوں کے اندر اب بھی موجود ہے اور کلمہ طیبہ کو کلمہ خبیثہ بنا رکھا ہے ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا   کارِ اسلام ختم خواہد شد

اگر ایسا ہی مدرسہ اور ایسے ہی مولوی ہیں   تو اسلام کا کام تمام ہو چکا

اسی موجودہ زمانہ کے متعلق جبکہ لوگ فہم باطل رکھتے ہیں اور شرک و توحید کو نہیں سمجھتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمادی ہے۔ لَایَبْقَی الْاِسْلَامُ اِلَّا اِسْمُهٗ، لَایَبْقَی الْقُرْاٰنُ اِلَّا رَسْمُهٗ، (اسلام نام کے لئے رہ جائیگا اور قرآن رسمی رہ جائے گا) حاصل یہ کہ لوگ قرآن و حدیث کے ظاہری معنیٰ لیں گے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کے حقیقی مفہوم اور دوسری آیتوں کو نہ سمجھیں گے۔

شاہ محب اللہ صاحب الٰہ آبادی فرماتے ہیں کہ علم و عالم اور معلوم تینوں ایک ہیں اور جو علم اسکے خلاف ہو وہ حجاب اکبر ہے یعنی معرفت الٰہی کے لئے رکاوٹ فصوص الحکم میں حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔

جو حق اور خلق کو دو کہتا ہے شرک ہے   اور جو دونوں کو یک کہتا ہے موحد ہے

یہ کل اک رنگ بیرنگی ہے کثرت جسکو سمجھے ہو   یہ ہے اک کاغذ بیرنگ پر تحریر کی صورت

(مولانا رومی)

(۱) جز وجودِ مطلق و ہستی پاک   آنچہ آید در خیالت ہست خاک

سوا ہستی مطلق و پاک کے   جو کچھ تیرے خیال میں آتا ہے جھوٹ ہے

(۲) تو کجا و من کجا عالم کجا — ہست اک نُورِ منزّہ اے فتا

تو کہاں اور میں کہاں، عالم کہاں — صرف اک نُور بیرنگ ہے اے نوجواں

(۳) در ہزاراں آئینہ یک صورتست — وز تکثّر ہم خرد در حیرت است

ہزاروں آئینوں میں ایک ہی صورت ہے — لیکن کثرتِ آئینہ سے عقل حیران ہے

(۴) کثرتِ آئینہ آمد از کجا — ایں ز اسماءِ صفاتست ای کیا

کثرتِ آئینہ کہاں سے آیا!؟ — یہ سب اسماء و صفات ہیں اے شخص

باب چہارم

شرحِ کلمہ توحید

جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیّبہ رکن اعظم ایمانی ہے۔ اسلام کی اصل ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو یہی کلمہ ہدایت فرمایا ہے۔ آج جو تفرقہ علمائے دین میں واقع ہوگیا ہے وہ یہی ہے کہ توحید کو نہیں سمجھا۔ سب سے پہلے کلمہ طیّبہ کے معنیٰ پر غور کرنا چاہیئے۔ کلمہ شریف کے معنیٰ باعتبار شریعت لَامعبود اِلَّا اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کلمہ شریف کے معنیٰ باعتبار حقیقت لَاموجود اِلَّا اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ کلمہ شریف کے معنیٰ باعتبار معرفت لَاموجود اِلَّا انا۔ میرے سوا کوئی موجود نہیں۔

لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ میں لا نفی جنس اسم ہے جو صرف الٰہ کی نفی نہیں بلکہ تمام جنس اسم غیر اللہ الوہمی کی نفی کرتا ہے۔ یعنی کوئی شئے غیر اللہ نہیں بلکہ عین اللہ ہے۔ جیسا کہ مولانا رومی ارشاد فرماتے ہیں۔

تیغ لا در قتل غیرے حق براند
لا کی تلوار غیر اللہ پہ چلادے

ورنگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند
پھر غور کر کہ لا کے بعد کیا باقی رہا

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
صرف اللہ رہا اور باقی فنا ہوگیا

شادباش اے دل کہ شرکت سوخت رفت
اے دل شاد ہو کہ شرک جاتا رہا

خود ہموں بود اولین و آخریں
شرک جز دیدۂ احوال نہیں!

شرک بجز دو دیکھنے کے اور کچھ نہیں　　　خود ہی دو ، اوّل اور آخر تھا

لانفی جنس اسم و خبر کو چاہتا ہے۔ تو اسم اللہ ہے اور خبر اسکی غیر اللہ پس غیر اللہ مسلوب ہوگیا۔ یعنی کوئی الٰہ غیر اللہ نہیں ہے بلکہ عین اللہ ہے۔ مانند اِلاَّ اللہ خبر اثبات ہے۔ باقی جملہ رفت نفی پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ رد زعم باطل و خبیثہ کے واسطے نازل ہوا ہے۔ اسلئے کفار و مشرکین یہ گمان خبیثہ رکھتے تھے کہ ہر چیز غیر خدا ہے اور خدا خود فرماتا ہے کہ کوئی شے غیر خدا نہیں بلکہ عین خدا ہے۔ پس کلمہ طیّبہ نے زعم خبیثہ کو رد اور باطل کر دیا۔ کیونکہ وجود واحد ہے دو دیکھنا ہی شرک ہے کہ اللہ بھی ہے اور اس کا غیر بھی۔

رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نزول نبوت کفّار و مشرکین مکّہ کی ایک جماعت پر اسی کلمہ طیبہ کو پیش فرمایا۔ اس جماعت میں زبان عربی کے بڑے بڑے ماہرین موجود تھے جو عربی زبان اور اسکے قواعد و ضوابط سے بخوبی آگاہ تھے اور اہل زبان ہونے کی وجہ سے آج کے عربی داں طبقہ سے زیادہ عربی زبان کو سمجھتے تھے۔ نبی کریم نے اُن سے سوال فرمایا وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پ۲۵ ع (تم لوگ بتاؤ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے) مشرکین نے جواب دیا لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ پ۲۵ ع (اللہ غالب اور علم والے نے پیدا کیا) اسکے بعد حضور اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب اللہ ہی کو خالق اور اسکے سوا ہر شے کو مخلوق جانتے ہو تو ایک واحد خالق کو چھوڑ کر ہزاروں بتوں کو کیوں پوجتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا "مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳ ع۱۵) ہم نہیں پوجتے ہیں ان کو مگر یہ کہ یہ ہم کو اللہ سے ملادیں گے اور ہمارے سفارشی ہو جائیں گے۔ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ لا پ۲۳ ع (جب اُن سے کہا گیا کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو انھوں نے انکار کر دیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کی وجہ پوچھی تو جواب دیا اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ج اِنَّ ھٰذَا الشَّیْءٌ عُجَابٌ ۵ پ۲۳ ع۱۰

(آپ نے ہمارے سب بُتوں کو ایک واحد خدا بنا دیا اور تحقیق یہ ایک بہت عجیب بات ہے)

حاصل کلام یہ کہ تمامی بت نہیں ہیں غیر خدا بلکہ عین خدا اور یہ کل کثرت وحدت ہے اس بات نے ہمکو حیرت میں ڈال دیا کہ کل ایک کیسے ہے اسلئے ہمکو کلمہ طیبہ قبول کرنے سے انکار ہے۔ اہل زبان ہونے کی وجہ سے انھوں نے کلمہ طیبہ کے جو معنی سمجھے تھے وہی معنی صحیح ہیں۔ کہ نہیں ہے کوئی شئے غیر اللہ مگر عین اللہ۔ دھوکہ یہ ہوا کہ ذات واحد بیرنگ ہے اور اس بیرنگی کے دریا سے مختلف صور و اشکال کی موجیں پیدا ہیں وہ تو دکھائی دے رہی ہیں مگر ذات بیرنگ جو نہایت لطیف ہے دکھائی نہیں دیتی۔ اسلئے تمامی تعینات الگ الگ معلوم ہو رہے ہیں حالانکہ دے سب ایک دوسرے سے ویسے ہی ملے ہیں جیسے کہ دریا کی لہریں دریا سے ملی ہوئی ہیں اور دے سب عین دریا ہیں نہ کہ غیر دریا۔ اسی طرح دریائے بیچونی سے صورت کی لہریں یا برآمد ہوئی ہیں جو کہ غیر حق نہیں بلکہ عین حق ہیں ؎

ز دریا موج گوناگوں برآمد　　ز بیرنگی برنگ چوں برآمد

دریا سے طرح طرح کی موج پیدا ہوئی　　اسی طرح دریائے بیرنگی سے صورتیں پیدا ہوئیں

اگر کلمہ طیبہ کے یہی معنی ہوتے کہ اللہ اور غیر اللہ دونوں موجود ہیں اور اُن دونوں میں محض اللہ معبود ہے اور باقی سب مخلوق تو ہرگز وہ لوگ کلمہ پڑھنے سے انکار نہ کرتے۔ اسلئے کہ وہ بتوں کو صرف سفارشی اور خدا رسیدہ سمجھتے تھے نہ کہ معبود حقیقی۔ اللہ کو واحد اور خالق تو پہلے ہی سے جانتے

تھے اور اسکے سوا ہر چیز کو مخلوق - پس بقول محی الدین ابن عربی - جو حق اور خلق کو دو جانے مشرک ہے اور جو دونوں کو ایک کہتا ہے وہ موحد ہے۔

اب پورے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اصلی مفہوم کو سمجھنا چاہئے یہ کلمہ کہا گیا ہے جسمیں ایک ہی کی خبر ہونی چاہئے نہ کہ کلام جسمیں ایک سے زائد کی خبر ہوتی ہے۔ یہ بات ثابت ہو چکی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اصلی مفہوم یہی ہے کہ اللہ کا غیر موجود نہیں ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ موصوف ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکی صفت۔ لہٰذا اب کلمہ طیّبہ کی یہ تشریح ہوئی کہ کوئی شئے موجود نہیں ہے مگر اللہ جو بشان تشبیہ[1] تنزیہ نما ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلَائِقَ مِنْ نُوْرِیْ (میں اللہ کے نور سے ہوں اور کل عالم میرے نور سے ہے) ظاہر ہے کہ نور میں انفکاک یعنی جدائی محال ہے لہٰذا کوئی تعین اللہ سے جدا نہیں بلکہ متحد ہے۔ جیسے لہریں دریا سے جدا اور منفک نہیں ہوتیں پس معلوم ہوا کہ محمد صلعم اللہ کے عین ہیں نہ کہ غیر۔

اللہ صاحب جلال ہے اور جلال سے جمال ظاہر ہوا جس پر اطلاق عالم لاہوت یا حقیقت محمدیہ صلعم کا ہے۔ وہ آفتاب جمال اس قدر روشن تھا کہ اس سے اٹھارہ ہزار کرنیں پھوٹیں۔ وہی ہیژدہ ہزار عالم کہلائے۔ وہی حقیقت محمدیہ صلعم مطلسم بشکل بشری ہو شان رسول عرب میں ظاہر ہوئی۔ جیسا کہ حضور اکرم صلعم کے قول سے ثابت ہے۔ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ وَاَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ ۝ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ میں بلا میم کا احمد اور بلا عین کا عرب

---

[1] یعنی اللہ جو بشان تشبیہ (محمد) یعنی قابل تعریف ہے، جو رسول اللہ یعنی اللہ کے خبر ہیں"۔

ہوں۔ میرا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ہے۔

مولانا رومی

ہر قرنے کہ دیدے | نے نے کہ ہموں بود کہ می آمد و می رفت

جہیں نہیں وہی ہے کہ ہر زمانہ میں۔ آتا ہے اور جاتا ہے۔

تا عاقبت آں شکل عرب وار بر آمد | دارائے جہاں شد

آخر میں عربی شکل اختیار کرکے | آیا اور دنیا کا بادشاہ ہوا۔

رومی سخن کفر نہ گفتست و نگوید | منکر مشو بد اتش

رومی کفر کا جملہ نہیں کہتا ہے۔ | ان باتوں کا انکار نہ کرو

کافر شود آنکس کہ بہ انکار بر آمد | مردود جہاں شد

جو انکار کرے وہ کافر ہے | اور دنیا کا مردود ہوگیا۔

حضرت نیاز احمد بریلوی

حق اندر شان تشبیہی محمد نام خود خواندہ | محمد غیر حق نبود بحکم ذوق عرفانی

اللہ نے خود صورت کی شان میں اپنا نام محمد رکھ لیا۔ عرفانی ذوق سے محمد اللہ کے غیر نہیں ہیں

باب پنجم ۵

اثبات در تصدیق توحید از آیات قرآنی

۱۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ پ۲۷ ع۱۷ (وہی اللہ ہی اوّل ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہی ہر شئے کا علیم ہے) معلوم ہوا کہ غیر موجود نہیں ہے اور ہر شئے اُسکے احاطہ علم میں اسی طرح ہیں جیسے پانی کے علم میں برف یا زر کے علم میں زیور۔

۲۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۝ پ۱۴۔ ع (نہیں پیدا کیا ہم نے زمین و آسمان اور جو اس کے بیچ میں ہے مگر ساتھ حق کے)

حاصل کلام یہ کہ ہر شئے کی حقیقت خود ذات ہی ہے کہ اسی سے تخلیق ہوئی ہے لہذا ہر شئے عین حق ہے نہ کہ غیر حق۔ حضرت مغربی

دفتر حسن بتان سرا بنظر می آرم ازتو در ہر ورقے نام و نشاں می بینم

۳۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۝ پ۲۵ ع۱ (ہم جلد دکھا دیں گے ان کو اپنی نشانیاں تمام عالم میں اور انکی جانوں میں یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے گا انکے واسطے کہ یہ حق ہے) معلوم ہوا کہ اللہ ہی ہے غیر اللہ کا دھوکا ہو گیا ہے۔ جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اصلی مفہوم سمجھ میں آجائے گا تو خود بخود یہ بھید کھل جائیگا کہ اللہ ہی جو تنزیہ ہے۔ وہی بشان تشبیہ ظاہر ہے حضرت مغربی

معنیٔ حسن تو در جلوہ جاں می بینم　　عکسِ رخسار تو در جامِ جہاں می بینم

تیرے حسن کا جلوہ جان میں دیکھتا ہوں　　اور دُنیا کے ہر تعین میں تیرے چہرے کا عکس پاتا ہوں

۴۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط پ ۱ ع ۱۴ (پس جدھر منہ کرو ادھر اللہ کا چہرہ ہے) معلوم ہوا کہ مخلوق اللہ کا غیر نہیں بلکہ عین ہے۔

خواجہ اجمیری

چہ جبّے بادۂ و جام و کدام ساقی ہست　　خموش باش معین دم مزن ہمہ اوست

کہاں شراب و پیالہ اور کہاں ساقی ہے　　خاموش ہو اے معین دم نہ مار وہ سب وہی ہے

۵۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج پ ۴ ع ۱۱ (اے ہمارے پروردگار تونے باطل نہیں پیدا کیا) حضور صلعم نے باطل کی تشریح میں فرمایا کہ ما سوا اللہ کو باطل کہتے ہیں۔" پس معلوم ہوا کہ مخلوق غیر اللہ نہیں بلکہ عین اللہ ہے۔

۶۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى ج شَهِدْنَا ج پ ۹ ع ۱۲ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ کہا ہاں شاہد ہوئے ہم) اللہ تبارک و تعالیٰ نے روحوں سے سوال کیا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ چونکہ روحیں اس وقت بے جسم کے تھیں اور اپنے کو روح الارواح یعنی اللہ سے متحد پاتی تھیں۔ جیسے کہ لہریں دریا سے اپنے کو متحد پاتی ہیں۔ روحیں اپنے اور ذات کے درمیان حجاب نہ پاکر شاہد تھیں کہ ہم فانی ہیں اور اللہ ہی باقی ہے۔ اللہ کی امانت یعنی ذات کی امین تھی نہ کہ خائن۔ شرک۔ دوئی، خودی یا شیطنت نہ تھی۔ اپنا انکار اور اللہ کا اقرار تھا سائل و مسؤل میں عینیت تھی نہ کہ غیریت۔

لیکن روحوں کا تعلق جسم سے ہو جانے کے بعد اُن کو دھوکہ ہوگیا اور اپنی خودی کو الگ قائم کرلیا اور اللہ کو اپنے سے خارج اور اپنا غیر سمجھ

بیٹھیں۔ حالانکہ وہی خودی جو خدا کی تھی وہی یہاں بھی موجود تھی۔ جب حجاب جسمانی اوڑھ لیا تو نشۂ بے خودی جو بلیٰ کہتے وقت موجود تھا اتر گیا اور شرک کے مرض میں مبتلا ہو گئیں اللہ پاک نے اسی بات کی تنبیہہ کے لئے جب رُوح کو قالب آدم میں داخل فرمایا تو تمامی فرشتوں کو آدم کے سجدے کا حکم دیا۔ تاکہ روحیں اپنی اصلیت کو فراموش نہ کردیں اور انھیں یہ باور ہو جائے کہ وہی مسجود ملائک ہیں۔ روح اللہ کی عین ہیں نہ کہ غیر ورنہ اپنے غیر کو اللہ حکم سجدے کا کبھی نہ فرماتا۔ بقول مولانا روم

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود　　　کے روا بودے ملک کردن سجود

اگر اللہ کی ذات آدم میں موجود نہ ہوتی　　　تو فرشتوں کو ہرگز اس کا سجدہ جائز نہ ہوتا

۷۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ پ ۱۵ ع ۱۰ (روح کے متعلق آپ سے سوال کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ روح اللہ کا امر ہے اور تم کو اس بارے میں تھوڑا علم دیا گیا) واضح ہو کہ اللہ نے روح یعنی جان کو امر ربی یعنی اللہ کا حکم فرمایا امر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اپنے سے غیر پر جو بشان کلام ہوتا ہے اور کلیم سے منفک یعنی جدا ہو جاتا ہے۔ دوسرا اپنی ذات پر جو بشان خیال یا ارادہ ہوتا ہے اور آمر سے جدا نہیں ہوتا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہئے کہ اللہ کا غیر تو موجود ہی نہ تھا جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا کَانَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْءٌ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (اللہ اکیلا موجود تھا اور اسکے ساتھ کوئی شئے موجود نہ تھی اور وہ جس شان سے پہلے تھا ویسے ہی آج بھی موجود ہے) لہٰذا ظاہر ہے کہ امر ربی خود اپنی ہی ذات پر بشان خیال یا ارادہ ہوا۔ اور آمر و امر و مامور تینوں ایک ہی ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ روحِ انسانی ذاتِ بحت کی عین ہے

اور اسی لئے معرفتِ الٰہی اپنی ہی معرفت پر منحصر ہے جیساکہ رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (اپنی معرفت اللہ کی معرفت ہے) جیساکہ حضرت مغربی کے قول سے بھی ثابت ہے

طالب حق جان شود جانست حق　　طالب جان شو بگیر از ما سبق

طالب حق جان ہے اور جان ہی حق ہے　　طالب جاں ہو اور مجھ سے سبق لو

جب ہم کو اپنی معرفت حاصل ہوگی تو ہم اپنی جان کو روح الارواح یعنی اللہ سے متحد پائیں گے۔ اور معلوم ہوگا کہ جسم جامد ہے اور روح متحرک ہے اور اللہ کے مرید وکلیم و سمیع، بصیر، حی، قدیر اور علیم کی مظہر ہے۔ اور جب یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے تو جسم وجان ایک ہو جاتے ہیں۔ جیساکہ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست　　لیک کس را دید جاں دستور نیست

بدن سے جان اور جان جسم پوشیدہ نہیں ہے　　لیکن کسی کو جان کی معرفت کا طریقہ ہی معلوم نہیں

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں　　لامکاں برتر ز وہم سالکاں

صورت زمین پر ہے اور جان لامکاں میں　　لامکان سالکوں کے وہم سے بہت اعلیٰ ہے

خواجہ اجمیری

تن میانِ خلق و جاں نزد خداوند جہاں　　تن گرفتار زمیں و روح در ہفت آسماں

تن درمیان خلق اور جان خدا کے نزدیک　　تن گرفتار زمیں اور روح ساتویں آسمان پر

معلوم ہوا کہ انسان صورت کے اعتبار سے تو محدود ہے اور روح کے اعتبار سے لامحدود ہے۔

۸۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ۲۸ پ ع (اے آنکھ والو اعتبار کرلو)

کس چیز کا اعتبار کرایا جارہا ہے جبکہ اللہ کا غیر موجود ہی نہیں ہے اور وہی اول

و آخر ظاہر و باطن ہے تو اسی کو ہر شے میں دیکھنا چاہئیے ؎

منزّہ مشتبہ مشبّہ منزہ — یہ روح تصوف ہے کیا سمجھا تو نے

فرید الدین عطار :

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار — متجلّی است از در و دیوار

آنکھ کھولو کہ جلوۂ دلدار — ہر در و دیوار سے روشن ہے

۹۔ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ پ۱۵ ع۸ ترجمہ (اور جو دنیا میں اندھا ہے پس وہ آخرت میں اندھا اور کھویا ہوا ہے راہ)

حاصل اس آیۃ پاک کا یہ ہے کہ جو دنیا میں معرفت الٰہی سے محروم رہا وہ آخرت میں بھی دیدار الٰہی سے محروم رہے گا۔ اسلئے کہ ہر شئے میں وہی ظاہر تر ہے اور جب ہماری آنکھیں یہاں بند رہیں تو وہاں بھی بند رہیں گی ؎

آنکھ والو دیکھ لو پہچان لو روز قیام — کل وہی دیکھے گا جس نے آج صورت دیکھ لی

۱۰۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ پ۲۹ ع۱ (تحقیق آیا ہے اوقات دھر سے انسان پر ایک ایسا وقت کہ یہ تھا، لیکن شے مذکور نہ تھا)

یعنی ارواح انسانی بحر عما، ذات میں اس طرح مدغم تھیں جس طرح ساکن دریا میں اسکی لہریں۔ معنی یہ کہ اے انسان تو موجود تھا لیکن بشان روح تجھ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہ تھا۔ یعنی تیری خودی نہ تھی۔ لیکن جب جسم سے تعلق پیدا کر دیا گیا تو تجھے دھوکہ ہو گیا اور تو اپنے کو بجائے روح کے جسم یقین کرنے لگا۔ مولانا رومی

ایں کہ می بینی خلاف آدم است — نیست ایں آدم غلاف آدم است

یہ جو دیکھتا ہے یہ آدم نہیں ہے — یہ آدم کا خول ہے نہ کہ آدم

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ — مابقی تو استخوان و ریشہ

اے بھائی تو وہی خیال ہے — اسکے علاوہ جو کچھ ہے ہڈی و ریشہ ہے

حاصل کلام یہ کہ اطلاق آدمیت روح پر ہے نہ کہ جسم پر اور روح اللہ سے منفک اور جُدا نہیں بلکہ حقیقت میں ایک ہے۔

۱۱۔ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۝ پ ۴ ع (ایک گروہ ایسا ہے جسکے نفوس نے ہمت کی ہے اس گمان پر کہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ بھی موجود ہے سو یہ خیال جہالت یعنی گمراہی ہے) مقصد یہ کہ اللہ محض موجود ہے اس کا غیر نہیں ہے۔ اور جو ایسا گمان کرے وہ جہالت و گمراہی میں جا پڑا ہے۔ اسی علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے۔ دارا شکوہ نے حضرت شاہ محب اللہ شیخ ثانی الہ آبادی سے چند سوالات کئے تھے منجملہ ان سوالوں کے ایک سوال یہ بھی تھا کہ وہ کون سا علم ہے جو حجاب اکبر ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو علم، عالم اور معلوم کو ایک دوسرے سے الگ بتائے وہ علم حجاب اکبر ہے اور جو تینوں کو ایک کہے وہی برحق ہے۔ اس لئے کہ وجود محض ایک ہے جس کا غیر ناممکن ہے۔ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی

حسن جاناں جلوہ گر ہر شے میں ہے ۔۔۔ دید میں اپنے نہیں کوئی زبوں

۱۲۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝ پ ۲۸ ع (اور مت ہو جاؤ اُن لوگوں کی طرح جو اللہ کو بھول گئے۔ پس اُن کا نفس ہی اُن سے بھلا دیا گیا اور یہی وہ لوگ ہیں جو فاسق ہیں) یعنی اللہ کا بھولنا خود اپنی حقیقت کو بھلا دینا ہی ہے جس طرح انڈا (فاسق) (گندا) ہو جاتا ہے تو اسمیں بچہ پیدا ہونے کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فاسقوں کی معرفت الٰہی سے محرومی ہو جاتی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اللہ خود ہی بشان روح اُن کی جانوں میں موجود ہے جیسا کہ قرآن خود شاہد ہے وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (میں تمہاری جانوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے) اگر درمیان

زمین و آسمان کہ غیر اللہ ہوتے سوا اللہ کے تو یقیناً بگڑ جاتے معلوم ہوا کہ ساری کثرت وحدت ہے اللہ کی عین ہے نہ کہ غیر۔ جو منزہ ہے وہی مشبّہ ہے۔ جو مشبّہ ہے وہی منزہ ہے کیونکہ وجود واحد ہے۔

۱۴۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ پ ۱

(اور جب کہا کہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہ تحقیق میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں) ظاہر ہے کہ جعل مصدر ہے دو مفعول ہے۔ ایک مفعول لفظ اِنّی دوسرا مفعول لفظ خلیفةً یقیناً ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ میں اپنے آپ کو زمین پر خلیفہ گردانے والا ہوں اسلئے کہ اس کا غیر تو ممکن ہی نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعد المعرفت اہل اللہ نے انانیت کا نعرہ بلند کیا ہے۔ کیونکہ وہ غیریت نہیں پاتے بلکہ عینیت دیکھتے ہیں۔ اور بقول حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ خود وہی بازیگر بنکر برائے تماشہ دنیا میں آیا۔ شعر

آستیں بر رخ کشیدی ہمچو مکار آمدی
باخودی خود در تماشہ سوئے بازار آمدی

ایک پاور ہاؤس تاروں کے ذریعہ بلبوں میں روشنی بن جاتا ہے اور وہ روشنی بلب کی فی نفسہٖ نہیں ہوتی۔ بلکہ اسی پاور ہاؤس کی رہین منت ہوتی ہے۔ لہٰذا بلب پاور ہاؤس کا خلیفہ ہوا۔ کیونکہ اسی پاور ہاؤس کی کرنٹ ہی روشنی کی شکل میں بلب کے اندر موجود ہے۔ بلب اپنی معرفت کے بعد اپنے کو پاور ہاؤس سے متحد پائے گا۔ اور صحیح معنوں میں اس پاور ہاؤس کا خلیفہ ہو جائے گا بعینہٖ یہی مثال ذات واحد کی ہے۔ کہ وہی بذریعہ سانس جسم انسانی میں جلوہ گر ہے۔ یعنی اسی کی حیات، قدرت، کلام، سماعت و بصارت ارادہ اور علم کا مظہر اتم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

اسے خلیفہ کے معزز لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ یوں تو ہر انسان خلیفۃ اللہ ہے۔ مگر دراصل وہ انسان خلیفہ یا قائم مقام ہے جس نے اپنے آپ کو درج پایا۔ اور روح الارواح سے متحد ہو گیا۔ بقول حضرت شاہ نیاز احمد بریلویؒ

لباس بوالبشر پوشیدہ مسجود ملک گشتم   بتصویر محمدؐ حامد و محمود بودستم
نیازم اندر حقیقت لایزال و لم یزل ہستم   مگر باین تعین نیست و نابود بودستم

آدم کی شان اختیار کر کے خود ہی فرشتوں کا مسجود ہوا ہوں۔ محمدؐ کی صورت میں حامد اور محمود ہوا ہوں حقیقت میں میں نیاز لازوال ہوں مگر اس شکل کے اعتبار سے فانی ہوں۔

۱۵۔ اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطَانٍ پ۲۷ ع (اللہ کے نام کے سوا جتنے بھی نام ہیں وہ کورے نام ہی نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گڑھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری) حاصل کلام یہ کہ تمام شیونات اسی کے ہیں جسکو تم نے اس سے جدا سمجھ لیا ہے۔ اور اپنی فہم سے انکا نام رکھ لیا ہے۔ ہر جگہ اور ہر شان میں وہی موجود ہے۔ ہر چیز اسی کی مظہر ہے کوئی چیز اس کی غیر نہیں۔ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیریؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ ہی ہر جگہ موجود ہے تو دوسری چیز کس طرح موجود ہو سکتی ہے۔ لہٰذا غیر اللہ نہ موجود تھا، نہ ہے، نہ ہو گا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ حضرت فرید الدین عطارؒ۔

چو حق ہر جا بود من در کجا یم

جب اللہ ہی ہر جگہ موجود ہے تو پھر میں کس جگہ موجود ہوں۔ یعنی ہر شان میں وہی موجود ہے۔ کوئی اس کا غیر نہیں۔ حضرت شاہ نیاز احمد بریلویؒ۔

اے طالباں اے طالباں من باشما ہمراہ ستم ٭ ہم جلوہ گر در دیدہ ہا ہم مضمر دلہا ستم

اے طالبو میں تمہارے ساتھ ہر جگہ ہوں آنکھوں میں اور دلوں میں میں ہی سمایا ہوں

۱۶۔ وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ؕ پ ۱۱ ع

(اے محمد صلعم! آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ حق ہے۔ کہہ ہاں قسم ہے میرے رب کی یہ حق ہے) تصدیق ہوئی یہ بات کہ حق ہی حق ہے غیر حق موجود نہیں ہے اور نہ تھا۔

۱۷۔ اِقْرَأْ كِتَابَكَ ؕ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ؕ پ ۱۵ ع

(پڑھ تو اپنی کتاب۔ کافی ہے تیری جان ہی آج کے روز تیرے اوپر محاسب)

اے انسان اپنی کتاب حقیقت کی ورق گردانی کر کہ تو کون ہے تو تجھے معلوم ہوگا کہ تو روح ہے۔ اور روح الارواح سے متحد ہے۔ تیری ذات ذات باری تعالیٰ کی غیر نہیں اور جس کو تو اپنا محاسب سمجھا ہوا ہے وہ بعد المعرفت تیری ہی ذات نکلے گی۔ یعنی تو خود ہی اپنے اوپر محاسب ہو گا۔ پس جس نے پہچان لیا اپنے آپ کو اس نے پہچان لیا اللہ کو اس لئے کہ اللہ مثل آئینہ ساز کے ہے صورت انسان مثل آئینہ کے اور روح مثل عکس کے ہے۔ آئینہ ساز یعنی اللہ اپنے عکس یعنی روح سے کہہ سکتا ہے۔ شعر

اے میرے دل شیدا جو تو ہے وہی میں ہوں ÷ پھر کھلے ہر پردہ جو تو ہے وہی میں ہوں
آئینہ بنایا پھر عکس سے یوں بولے ÷ کیوں بات نہیں کرتا جو تو ہے وہی میں ہوں

۱۸۔ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝ پ ۲۵ ع (خبردار ہو کہ وہ یعنی اللہ ہر چیز کو محیط ہے)

جس طرح پانی اولہ کو محیط ہے اور کہہ سکتا ہے کہ (انا بک محیط) اسلئے کہ محیط اور محاط دو غیر چیزیں نہیں بلکہ عین ہیں۔ اسی طرح اللہ ہر شئے کو محیط ہے۔

۱۹۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ؕ پ ۲۷ ع (جہاں تم ہو وہیں میں ہوں)

جس طرح زر زیور سے کہہ سکتا ہے کہ اَنَا مَعَكَ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ جہاں تو ہے

وہیں میں ہوں یعنی دونوں میں غیریت نہیں بلکہ عینیت ہے۔ اسی طرح بندے
اور مولا کے درمیان غیریت نہیں بلکہ عینیت ہے۔

حضرت شاہ نیاز احمد بریلویؒ

بس میری آنکھوں میں تو اس قدر ۔۔۔ کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے

۲۰۔ وَفِیٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۵ پ ۲۶ ع ۱۸ (میں تمہارے نفس میں ہوں
کیا تم نہیں دیکھتے) اللہ ہمارے نفس یعنی ہماری جانوں میں اسی طرح ہے جس
طرح روئی کپڑے میں۔ روئی کپڑے سے کہہ سکتی ہے اَنَا فِیْ نَفْسِكَ اَفَلَا
تُبْصِرُوْنَ (میں تیرے اندر ہی موجود ہوں کیا تو مجھے نہیں دیکھتا) بالکل اسی طرح
ہم اللہ کے نور سے بنے ہیں۔ اور ہم ہیں اور اس میں عینیت ہے۔

بقول مولانا رومیؒ

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من ۔۔ می نگنجم با صنم در پیرہن
پردہ اٹھا اور مجھ سے عریاں بات کر ۔۔ کیونکہ میں محبوب کیساتھ کسی لباس میں نہیں سما سکتا

۲۱۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۵ پ ۲۶ ع ۱۶ (ہم تمہاری شہ رگ
سے زیادہ تمہارے قریب ہیں) جیسے دریا حباب یا لہر سے زیادہ اسکے قریب ہے
یعنی دریا ہی حباب یا لہر کی شکل میں نمودار ہے۔ پس دریا کو یہ حق حاصل
ہے کہ وہ لہر سے کہے کہ انا اقرب الیك میں تجھ سے قریب تر ہوں۔ پس
اس آیت سے بندے اور مولا کے درمیان اتحاد ثابت ہوا۔ شعر

زیور میں تو زر ڈھونڈ خدا ڈھونڈ خودی میں
وفی انفسکم کیا نہیں قرآن میں آیا

کیوں علم پڑھا تو نے کیا خو سے سمجھا تو ۔۔ اقرب ہی نہ سمجھا گر علامہ گری کیوں ہے
اے عالم ناداں تو بریں علم غروری ۔۔ نزدیک بہ معبود نئی بلکہ تو دوری

دردل نہ کنی زاہد گر الفت مرشد ۔ حق را نہ شناسی تو از یں کنز و قدوسی

۲۲۔ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ پ ۳۰ ع ۲۰

(قسم ہے انجیر کی، زیتون کی، طور پہاڑ کی اور کعبہ شریف کی کہ تحقیق انسان کو ہم نے بہترین تقویم سے بنایا ہے) غور کی بات ہے کہ آخر اللہ پاک نے ان چاروں چیزوں کی قسم کیوں کھائی ہے۔ یقیناً تخلیق انسان میں ان چیزوں کو مناسبت ضرور ہے۔ لہذا ہر ایک چیز کی الگ الگ تشریح ضروری ہے۔

(الف) انجیر: اس کا بیج بو دیا جائے تو وہی پودا بن جاتا ہے۔ پھر پیڑ اور پھر اسی پیڑ میں پھل آجاتا ہے جسمیں وہی بیج بویا گیا تھا موجود ہو جاتا ہے۔ تو اب وہی پھل اس بیج کا قائم مقام یعنی خلیفہ ہے۔ اگر وہ پھل اپنی معرفت حاصل کرے تو اسمیں اور بیج میں عینیت ہو گی۔ اسی طرح اللہ کے نور سے نور محمدی اور اس سے تمام عالم جو مثل درخت کے ہے اور حضرت انسان درخت کا پھل ہے اور روح انسانی مثل بیج کے ہے۔ یعنی نور الٰہی ہے۔ اس لئے انسان خلیفہ ہے اس ذات واحد کا۔ مسجود ملائک ہے۔ اور امانت کا امین بھی ہے۔ وہی روح جو نور الٰہی ہے حضرت انسان کے پاس امانت ہے۔ شعر

قطرے میں دریا سما قطرے کا قطرہ رہا ٭ بلبلہ کی تیری اُف رے سمندر کے چور
مغربیؒ

تو بمعنی جان جملہ عالمے ۔ ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

اے انسان تو تمام عالم کی جان ہے ۔ ہر دو عالم خود تو ہی ہے ذرا دیکھ تو

اسی لئے اللہ نے انجیر کی قسم کھائی کہ جس طرح بیج دیکھنے میں جز

ہے لیکن اس میں سموچا درخت سمایا ہوا ہے۔ اسی طرح انسان دیکھنے میں تو جز ہے مگر حقیقت کے اعتبار سے جز کل نما ہے۔

(ب) زیتون: اس کا روغن ایک مادّی اور کثیف شئے ہے لیکن اگر چراغ میں بتی کے ذریعہ روشن کر دیا جائے تو اسکی کثافت دُور ہو جاتی ہے اور نہایت ہی لطیف روشنی دیتا ہے۔ مادیت ختم ہو کر نوری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان کو سچّی طلب پیدا ہو جائے۔ اور کسی شیخ کامل اور اکمل کے ذریعہ عشق و معرفت کی دیا سلائی لگا دی جائے تو وہ بجائے مادّہ کے اپنے کو نوری پائے گا اور روح جسم اور جسم روح کا مظہر ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ پ ۳۰ ع ۱۶

جس نے اپنا تزکیہ کر لیا یعنی بجائے جسم کے روح پا لینے لگا وہ فلاح پا گیا۔ یعنی قید جسمی سے نجات پا گیا۔ اور جس نے اپنے آپ کو گرد آلود کر دیا یعنی اپنے کو مادّہ ہی یقین کر رکھا وہ نامراد رہا۔ اور غائت تخلیق کو پورا نہ کیا۔ یعنی معرفت حاصل نہ کی۔

(ج) طور سینین: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے دیدار کی تمنّا کی مگر صدائے لَنْ تَرَانِي ہی سنائی دی جب آپ نے اصرار فرمایا تو جواب ملا فَارِقْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ اپنے خودی سے جُدا ہو اور آجاؤ۔ موسیٰ عؑ نے خودی کے پردے کو چاک فرمایا تو بقول ذات باری تعالیٰ خَرَّ مُوسىٰ صَعِقًا موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی اور وہیں سے آواز آئی إِنِّي أَنَا اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا (تحقیق میں ہی اللہ ہوں میرا سوا نہیں ہے) یعنی موسیٰ خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہو گئے

ان کی خودی خدا کی خودی سے مبدّل ہو گئی۔ اسی لئے باری تعالیٰ قسم کھا رہا ہے کہ اے انسان اگر تو کسی کامل کے ذریعہ اپنی معرفت حاصل کرلے تو تجھ پر وہی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ جو موسیٰ پر طور پہاڑ پر ہوئی تھی۔ اور تیری زبان سے بھی انا الحق کا نعرہ نکلنے لگے گا۔

حضرت عارف صفیؒ

گر انا الحق بول اٹھوں کیا عجب　　خود وہی مجھ میں سما دیکھے
حیرت جو وہاں چھائی پردے سے ندا آئی　　بیہوش نہ ہو موسیٰ جو تو ہے وہی میں ہوں

(۵) کعبہ: کعبہ تو محض مکان ہی مکان ہے لیکن اصلی کعبہ تو خود قلب انسانی ہے۔ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشَ اللّٰہِ تَعَالٰی

حدیث: لِاَنَّ حُرْمَۃَ الْمُسْلِمِ اَرْجَحُ مِنْ حُرْمَۃِ الْکَعْبَۃِ ۝

(ایک مسلمان کی حرمت کعبہ کی حرمت سے کہیں زیادہ ہے) کیونکہ کعبہ والا خود اسی کے وجود میں موجود ہے۔ اور وہ اسی کی حیات سے زندہ و قائم ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ

تو خود حضرت مسمائی وازاسما چہ میجوئی
تو کل الکل خود باشی وازاجزا چہ میجوئی

تو خود مسمیٰ ہے اسماء سے کیا تلاش کر رہا ہے؟ تو کل کا کل ہے اور اجزا سے کیا ڈھونڈ رہا ہے؟

۲۳۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ پ۱۵ ع۹ (اور اتارا ہم نے قرآن سے وہ چیز کہ شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کو اور ظالموں کیلئے محض خسارہ) لفظ مومن عربی کے تین الفاظ امن، ایمن اور امانت سے مشتق ہے۔ امن بمعنی بے خوفی۔ یعنی

مومن بے خوف ہوگا۔ اسلئے کہ وہ اللہ کے اسم ولی کا مظہر ہے جسکی شان میں خود قرآن فرماتا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (خبردار ہو جاؤ۔ تحقیق کہ اللہ کے ولی کو کوئی خوف ہے نہ کوئی رنج وغم) یمن بمعنی راست بازی۔ صادق القولی یعنی اللہ سے روز میثاق میں جو وعدہ کیا تھا اس پر قائم رہنے والا روز ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں بَلٰی کہا تھا۔ یعنی اپنا انکار اور اللہ کا اقرار تھا کہ اے اللہ تو ہی میری حقیقت ہے۔ شعر

اَلَسْتُ ازل میں ہمیں نے کہا تھا!
بَلٰی کہنے والے بھی قربانی ہمیں ہیں

امانت بمعنی دھروہر۔ حضرت انسان نے امانت الٰہی اٹھانے کا وعدہ کیا جیسا کہ قرآن شاہد ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ○ (تحقیق پیش کیا تھا ہم نے اپنی امانت کو اوپر آسمانوں اور زمینوں کے اوپر اور پہاڑوں کے پس انکار کیا امانت کے اٹھانے سے اور ڈر گئے۔ اور اٹھایا اسکو انسان نے اور وہ سخت تاریکی اور جہل میں تھا) وہ امانت کیا ہے یعنی روح جو اولاد آدم کے قالبوں میں موجود ہے۔ چونکہ روز عہد روحوں اور ذات کے درمیان کوئی حجاب نہ تھا۔ اسلئے انھوں نے اپنا انکار اور خدا کا اقرار کیا تھا۔ دوئی شرک یا خیانت نہ تھی۔ اور امین ہونے کا عہد کیا تھا۔ یہی اللہ کے فرمان کا مطلب ہے کہ جو اللہ کی ذات کا امین یعنی مومن ہو کر قرآن پڑھے گا اس کیلئے وہ رحمت شفا ہے۔ جو خائن ہو کر یعنی اپنی خودی و دوئی اور شرک قائم کر کے قرآن پڑھے گا۔ وہ ظالم اور

خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(اور رنجیدہ نہ ہو اور حزن مت پکڑو تمہیں غالب رہو گے۔ اگر تم مومن رہے)

افسوس کہ اللہ تو غلبہ کی خوشخبری سنا رہا ہے اور ہم اپنی شیطنت و خودی کے غلبہ میں اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور بجائے غالب ہونے کے مغلوب و مغضوب ہو رہے ہیں معلوم یہ ہوا کہ ہمارے اندر جو جوہر ایمان تھا وہ نہیں رہا یعنی ہم امانت کے امین نہیں رہے اور دین اسلام پر جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ قائم نہیں ہے۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۝ (اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی پسندیدہ ہے) افسوس یہ کہ نفسانیت اور مادہ میں پھنس کر ہم نے اپنی حقیقت کو بھلا دیا ہے اور دین و دنیا دونوں کو خراب کر رہے ہیں۔

مولوی رومی رح

تن ترا در سوئے آب گل کشید!
دل ترا در سوئے صاحب دل کشید

کار خود کن کار بیگانہ مکن
بر زمین دیگراں خانہ مکن
چیست بیگانہ تنِ خاکئ تو
کز برائے اوست غمناکئ تو

تن کے اعتبار سے تو دنیا کی طرف مائل ہے۔ اور دل کے اعتبار سے اپنی حقیقت اللہ کی طرف کھینچ رہا ہے۔

۲۴۔ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝ پ ۲۱ ع ۱۲ (اے لوگو نہ تمہارے لئے خلق کیا جاتا ہے نہ پھر سے اُٹھایا جاتا ہے مگر مانند ایک نفس واحد کے تحقیق اللہ ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اس آیت پاک میں حقیقت کی طرف اشارہ ہے نہ کہ مجاز کی طرف۔ اللہ ہی اصل ہے اور تمام عالم اس کا وہم اور خیال ہے جیسے تمہارا خیال تو تم خود ہی ہو۔ جو خواب میں ایک وہمی و خیالی دنیا کو تخلیق کرتا ہے۔

مثلاً تم نے الہ آباد میں ایک خواب دیکھا کہ میں ایک ہزار میل کے فاصلے پر بمبئی میں ۲۰ برس سے درزی کا پیشہ کر رہا ہوں اور اہل و عیال، رنج و خوشی سب کیا ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ ظاہر ہے کہ تمہارے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ تمہارے وہم خیال نے ہی ایک وہمی دنیا بسالی ہے۔ اگر درزی بیدار ہو جائے تو معلوم ہو کہ تمہارے سوا کسی کا وجود نہ تھا نہ ہے۔

اسی طرح تمام عالم اللہ کا خیال ہے۔ نہ زمان ہے نہ مکان ہے نہ اور کوئی شے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ بعد المعرفت اپنے کو خوابندہ ہی پاتے ہیں۔ بقول حضرت مولانا مرشدنا صوفی باصفا حضرت افتخار الحق قدس اللہ سرہٗ۔ شعر

ادب مجھ کو مدنظر ہے وگرنہ　　میں اک خواب ہوں جس کا خوابندہ تو ہے

ہمہ ہستی محض خیال ہے اور ذات واحد کے سوا اسکا کوئی غیر نہیں ہے

جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ فریب خواب ہستی ہے　　تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے

اسی مفہوم کو حضور صلعم نے مدنظر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ ۝ (جس نے تصدیق قلبی کے ساتھ کہدیا کہ نہیں ہے کوئی غیر اللہ پس داخل ہو گیا جنت میں) یعنی واصل بحق ہو گیا۔ خودی ختم

ہوگئی شیطنیت جاتی رہی۔ شعر

دھوکا تھا مجھ کو غیر کا الجھا تھا اپنے خواب میں
یار نے اب جگا دیا باقی نہ کچھ ملال ہے

سب لوگ سو رہے ہیں جگنے پر اس بات کی تنبیہہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی اصل خیال ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ فصوص الحکم کے فص سلیمانی میں فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا الْكَوْنُ خِيَالٌ وَهُوَ الْحَقُّ فِي الحقيقت
كُلُّ مَنْ يَّفْهَمُ هٰذَا حَازَ اَسْرَارُ الطَّرِيْقَتْ

ہمہ عالم محض خیال ہے اور وہ اصل میں حق ہے پس جس نے ان باتوں کو سمجھ لیا وہ طریقت کے سمندر سے پار ہوگیا۔ حضرت عبدالکریم بن جیلیؒ اپنی تصنیف انسان کامل میں فرماتے ہیں۔

ان الخیال حیات روح العالم ھو اصل تیك و اصله ابن الآدم لیس الوجود سوی خیالٌ عند من یدری الخیال بقدرۃ المعاظم (خیال روح عالم کی حیات ہے وہ ان کی اصل ہے۔ اور اس کی اصل ابن آدم ہے جو شخص خیال کی حقیقت کو قدرت عظیمہ سے جان لیتا ہے۔ اسکے نزدیک وجود سوائے خیال کے کچھ نہیں)

باب ششم

اثبات در تصدیق توحید از احادیث

۱۔ کَانَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ شَیْئٌ مَّعَہٗ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ۝

(اللہ اکیلا تھا اسکے ساتھ کوئی چیز موجود نہ تھی اور جیسا وہ پہلے تھا دیسا ہی وہ اب بھی ہے) یعنی اللہ محض موجود ہے نہ اس کا غیر تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

یہ دنیا عالم خواب ہے۔ بتوسل بیعت رحمت عالم صلعم کے جو لوگ خواب سے بیدار ہو گئے۔ اپنے کو خوابندہ پایا۔ بقول سرکار پیر مرشدؒ

کیسا مولا کون بندہ مجھ کو سودا ہو گیا | جب سے الآن کما کان تو پھر کیا ہو گیا

حضرت مولانا طالب حسین صاحب فرخ آبادیؒ

فقط ایک دریا ہے بے حد و پایاں | نہ میں ہوں نہ وہ ہے یہ اسرار کیا ہے

نہ مومن نہ کافر نہ مولا نہ بندہ | میں جیسا تھا ویسا ہی ہوں اور کیا ہے

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ اجمیریؒ

چوں حین ذرہ صفت پئے نور ازلی

نہ طلوع نہ غروبے نہ زوالے بینم

روحیم نہ جسمیم نہ نوریم نہ اللہ | ما ہستی صرفایم نہ اینیم نہ آں نیم

حضرت بیدم وارثیؒ

وہاں ہم ہیں جہاں بیدم نہ ویرانہ نہ بستی ہے   نہ آزادی نہ پابندی نہ ہشیاری نہ مستی ہے

۲- اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِّنْ نُوْرِیْ۔ (میں اللہ کے نور سے ہوں اور کل چیز میرے نور سے ہے) معلوم ہوا کہ نور الٰہی مثل بیج کے اور نور محمدیؐ مثل انکھوا کے اور تمام عالم مثل درخت کے ہے۔ جیسے درخت اور اس کا ہر جز بیج کا غیر نہیں اسی طرح عالم اللہ کا غیر نہیں۔

۳- وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ وَلَوْ اَنَّکُمْ لَوْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَہَبَطَ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ قَرَاَ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ ۝ (میں اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے قبضہ قدرت میں میری (محمد صلعم) جان ہے کہ اگر رسّی سے ڈول باندھ کر اوپر سے گراؤ تو وہ اللہ پر گرے گا۔ پھر اس بات کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت تلاوت فرمائی کہ وہ یعنی اللہ ہی اول ہے آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے) معلوم ہوا کہ مخلوق اللہ کی عین ہے نہ کہ غیر۔

۴- اَنَا عِنْدَ الظَّنِّ عَبْدِیْ بِیْ (قسم ہے کہ میں اپنے بندے کے خیال کے قریب ہوں) یعنی جب بندہ غیریت و دوئی کے وہمی پردوں کو چاک کر ڈالتا ہے اور اس کے تمامی تعینات و حجابات دُور ہو جاتے ہیں۔ تو اسکے آئینۂ خیال میں مکین ہوتا ہوں۔ شعر

دم بدم آتی ہے مجھکو پاس سے خوشبوئے یار
ہم ہیں خود اپنے گلے کے یار خوشبو دار ہار

مولانا رومؒ

اے برادر تو ہمیں اندیشہ   ما بقی تو استخوان و ریشہ

اے بھائی تو وہی خیال ہے   اور باقی سب گوشت پوست ہڈی ہے

۵- مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ (جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا)

حضورؐ چونکہ سراپا نور الٰہی ہیں۔ اسلئے ان کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ہی کیونکہ وہ اپنی ذات سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہیں۔ حضرت مولینا نیاز احمد بریلویؒ

دُر دریائے تجریدی گل بستان تفریدی ‌‌ ‌ ‌ بشکل و صورت انساں نمایاں ذات اللّٰہی

۶۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا) اس لئے کہ حقیقت کے اعتبار سے وجود ایک ہے انسان مانند برف کے اور اللہ مثل پانی کے ہے۔ پس برف گھل جائے تو پانی ہی ہوگا۔ بعینہ انسان اس قید جسمانی سے آزادی کے بعد اپنے کو فانی اور اللہ کو باقی پائے گا۔ شعر

ہوا میں جو فانی تو ہے کون یارب ‌ ‌ ہلاتا ہے اب جو مرے دست و پا کو
موئے کو دوبارہ میں کس طرح ماروں ‌ ‌ یہ حسرت رہے گی ہماری قضا کو

۷۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنِّیْ اَظْهَرُ فِیْ كُلِّ صُوْرَةٍ۔ (جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا۔ کیونکہ میں ہر صورت میں ظاہر تر ہوں) چونکہ رحمت عالم ہی کی ذات بابرکات تمام کائنات کی اصل ہے۔ اسلئے ہر صورت میں وہی جلوہ فرما ہیں۔ حضرت سرکار پیر مرشد مولانا صوفی محمدؒ افتخار الحقؒ ۔

ز ہستیہا کنم چہ بر تو ایثار ‌ ‌ توئی جسم و توئی جان و شبیہم
نہ من ظاہر نہ من باطن توئی تو ‌ ‌ تعالی اللہ زہے شان قریبم
اپنے وجود سے کیا چیز آپ پر نثار کروں ‌ ‌ آپ ہی جسم و جان و صورت ہیں
نہ میں ظاہر میں ہوں نہ باطن میں ہوں ‌ ‌ اللہ کی شان بلند ہو یہ شان قربیت

یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ اَنَا الدَّهْرُ ـــــــ (ابن آدم زمانہ کو گالی دے کر مجھ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں) پس اس حدیث سے زمان

و مکان کی نفی ثابت ہوئی۔ اور ردِّ غیریت و دوئی۔ مولانائے رومؒ

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دوں — شیرِ صافی پہلوہائے جوئے خوں

ناپاک دُنیا کے پہلو بہ پہلو خدا کا نور — اور دودھ کے پہلو بہ پہلو خون بہہ رہا ہے

۶۔ لِاَنَّ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ الْوَاحِدِ اَرْجَحُ مِنْ حُرْمَةِ الْكَعْبَةِ۔

(بالتحقیق ایک مسلمان کی حرمت کعبہ کی حرمت سے کہیں زیادہ ہے) جب رحمتِ عالم صلعم فرض پڑھ چکتے تو مقتدیوں کی طرف چہرۂ انور فرماتے۔ اور کعبہ کی طرف پشت وجہ دریافت کرنے پر ارشاد فرماتے کہ اے مسلمانوں تمہارا مرتبہ کعبہ سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ تو محض مکان ہی مکان ہے لیکن تمہارے وجود کے اندر صاحبِ مکان یعنی خود اللہ موجود ہے۔ تمہارا قلب اللہ کا عرش ہے۔ شعر

سارے عالم کی تو گنجائش ہمارے دل میں ہے — دیکھ تو مجنوں نہ بن لیلیٰ اسی محمل میں ہے

کر غور ذرا دل میں کچھ جلوہ گری ہے گی — یہ شیشہ نہیں خالی دیکھ اس میں پری ہے گی

مولانا مغربیؒ

تو بمعنی جانِ جملہ عالمے — ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

اصل میں تو ہی تمام دنیا کی جان ہے — دونوں عالم خود تو ہی ہے ذرا دیکھ

۱۰۔ لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ

(اللہ کے ساتھ ایک وقت معیت کا ایسا ہوتا ہے کہ اس حالت میں کسی مقرب فرشتہ یا رسول کی گنجائش نہیں رہتی)

جناب عائشہ صدیقہ رضؓ نے خلوت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی تو پوچھا کون؟ فرمایا آپ کی زوجہ۔ پوچھا کون زوجہ؟ فرمایا عائشہ پوچھا کون عائشہؓ؟ کہا بنت ابی بکرؓ۔ فرمایا کون ابی بکر؟ حضرت عائشہ یہ حال دیکھ کر گھبرا کر واپس چلی آئیں۔ جب جلوت میں گفتگو ہوئی تو

آپ نے فرمایا لَا یَسَعُنِی فِیهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرسَل کہ وہ وقت خاص قربیت کا ہوتا ہے کہ بشریت ختم ہو کر جہت الوہیت غالب ہوتی ہے۔

برد اے عقل نامحرم کہ امشب با خیالِ او
چنان خوش خلوت دارم کہ من ہم نیستم محرم

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم　　گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

کھلے جاتے ہیں اسرار نہانی　　گیا دور حدیث لن ترانی

۱۱۔ مَاسِوَا اللّٰهُ بَاطِلٌ۔ رحمت عالم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ماسوی اللہ کو باطل کہتے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (اللہ نے خلق کو باطل نہیں بنایا) معلوم ہوا کہ غیریت و دوئی محض وہم ہے۔ ہر شے اسی کے نور سے ہے۔

باب ہفتم

اقوال عرفاء باللہ در اثبات فہمیدن توحید حقیقی

۱۔ قول حضرت علی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ

جب آپ پر غلبۂ توحید ہوتا تو ارشاد فرماتے

عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ آسمان و زمین سب میں ہوں۔

دوسرے موقع پر فرمایا:۔

دَآءُكَ فِيكَ وَمَا تَشْعُرُ دَوَآءُكَ فِيكَ وَمَا تُبْصِرُ وَتَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيرٌ۔ وَفِيكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ وَاَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ الَّذِىْ بِاَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُضْمَرُ

درد تیرا درمیان تیرے ہے اور تو نہیں جانتا۔ دوا تیری تجھ سے ہے اور تو نہیں دیکھتا۔ اور تو گمان کرتا ہے کہ تو چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ بیچ تیرے سمٹا ہے بڑا جہان اور تو وہ کتاب روشن ہے کہ جسکے حرفوں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے پوشیدہ چیز۔

فَلَا حَاجَةَ لَكَ مِنْ خَارِجٍ وَ فِكْرُكَ فِيكَ وَمَا تَفَكَّرُ

پس نہیں کوئی حاجت واسطے تیرے خارج سے اور فکر تیرا بیچ تیرے ہے

۲۔ قول امام عالیمقام سید الشہداء شہید کربلا علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام

مراٰۃ العارفین میں تحریر فرماتے ہیں

وَمَا فِی الْعِلْمِ الْحَقِّ ظَاهِرٌ عَلَى الْوَجْهِ الْجُزْئِيِّ وَالتَّفْصِيلِيِّ فَهُوَ فِيْ عِلْمِ الْاِنْسَانِ الْكَامِلِ ظَاهِرٌ عَلَى الْوَجْهِ الْجُزْئِيِّ وَالتَّفْصِيلِيِّ بَلْ عِلْمُهٗ عِلْمُهٗ وَذَاتُهٗ ذَاتُهٗ بِلَا اِتِّحَادٍ مَّعَهٗ وَلَا حُلُوْلٌ فِيْهِ وَلَا صَيْرُوْرَةٌ هُوَ لِاَنَّهَا مُحَالٌ لِاَنَّ الْاِتِّحَادَ يَحْصُلُ مِنَ الْوُجُوْدَيْنِ وَكَذَا الْحُلُوْلُ وَالصَّيْرُوْرَةُ مَا ثَمَّ اِلَّا وُجُوْدٌ وَّاحِدٌ ۝

ترجمہ: اور جو بیچ علم حق کے ظاہر ہے اوپر وجہ جزئی و تفصیلی کے پس وہ بیچ انسان کامل کے ظاہر ہے۔ اوپر وجہ جزئی و تفصیلی کے بلکہ علم انسان کامل علم حق ہے۔ اور ذات اسکی ذات حق ہے بسبب نہ ہونے اتحاد کے ساتھ اس انسان کے اور حق کے اور نہ ہونے حلول کے درمیان ان دونوں کے اور نہ ہونے تقلب کے (اسی صورت کا ہوجانا) اس واسطے کہ یہ سب محال ہے۔ کیونکہ تحقیق اتحاد حاصل ہوتا ہے دو وجودوں میں اور ایسا ہی حلول اور تقلب۔ اور نہیں ہے ذات حق مگر وجود واحد۔

اَمَا تَسْمَعُ كَيْفَ يَقُوْلُ الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ (اِقْرَاْ كِتَابَكَ ط كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ط) فَمَنْ قَرَءَ هٰذَا الْكِتَابَ فَقَدْ عَلِمَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَّمَا هُوَ يَكُوْنُ۔

ترجمہ: اے بیٹا زین العابدین (علیہ السلام) کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے پڑھ تو اپنی کتاب کافی ہوگا تیرا ہی نفس آج کے دن اوپر تیرے محاسب۔

پس جس نے پڑھ لی اپنی کتاب کو معلوم کیا اس نے اس چیز کو جو ہو چکی اور ہونے والی ہے اور ہوگی۔

پھر فرمایا اے بیٹا بفرمان الٰہی وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ وَھُوَ اَنْتَ۔ نہیں ہے کوئی خشک اور تر جو نہ ہو کتاب مبین میں (اور وہ تو ہے) شعر

تو خود حضرت سمائی وازاسماء چہ میجوئی
چوں کل الکل خود باشی دازا اجزاء چہ میجوئی
طلب را دور کن از دل تو خود مطلوبی اے طالب
عجب سرّے عیاں گفتم وگر افشا چہ میجوئی
بیا اے قادری کن فکرِ محو بیخودی بگزیں
دریں املا چہ میخواہی وزیں انشا چہ میجوئی

۳۔ قول امام زین العابدینؑ

اگر جوہر علم کو لوگوں پر ظاہر کروں تو وے مجھ کو بت پرست کہیں اور میرے قتل کو جائز قرار دیں۔ وہ توحید حقیقی ہے کہ اللہ کے سوا موجود نہیں اور ہر شے اسکی عین ہے نہ کہ غیر۔

۴۔ قول سیدنا غوث الاعظمؓ در تحفہ سبحانی

اے قوم اللہ کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے اپنے دلوں سے غیر اللہ کو اس طرح نکالو جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔ پھر اپنے کو اور عبدالقادر کو پہچانو کہ کون ہے۔ پھر فرمایا بیٹا شرک کی زنار

کو توڑ یعنی اپنے آپ سے نکل اپنے اور اپنے رب کے درمیان تو ہی حجاب بنا ہوا ہے۔ اپنے سے جُدا ہو اور اللہ کو دیکھ۔

۵۔ قول ابُوسعید ابوالخیرؒ۔ شیخ حضرت غوث پاکؓ

در تحفہ مرسلہ۔ اس وجود کیلئے نہ کوئی شکل ہے نہ حد ہے نہ تعین ہے نہ احاطہ۔ باوجود اسکے حد و شکل و احاطہ میں ظاہر ہوا اور تجلی فرمائی اور اسکی بے حدی و بے شکلی میں کوئی فرق نہ آیا۔ جیسا کا تیسا ہے۔ غیریت اور دوئی محض وہم ہے۔ جو باطل ہے۔ پہلے اس وہم کو دُور کرو پھر حق کو اپنے باطن میں ثابت کرو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا یہی مفہوم ہے۔

۶۔ قول مجدّد الف ثانیؒ

لا آدم فی الملك ولا ابلیس لاملك سلیمان ولا بلقیس
فلکل عبارۃ انت المعنٰی یامن ھوالقلوب مقناطیس۔

ترجمہ: عالم میں نہ آدم ہے نہ ابلیس۔ نہ ملک سلیمان ہے نہ بلقیس پس جو کچھ اس صفحہ ہستی میں ہے وہ کل تیرے کلمات کی عبارتیں ہیں۔ جسکے معنٰی۔ اے اللہ تو ہی ہے اے دلوں کے جذب کرنے والے مقناطیس۔

۷۔ قول خلیفہ اوّل حضرت صدّیقؓ

مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ۔ ہر شے کو دیکھنے سے پہلے اللہ کو دیکھ لیتا ہوں یعنی ہر چیز میں اللہ ہی کو دیکھا۔

۸- قولِ محی الدینؒ ابن عربیؒ شیخ اوّل - در فصوص الحکم

فص نوحی - اشعار و تشریح

۱- فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْہِ کُنْتَ مُقَیَّدًا — وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُحَدَّدًا

اگر تو تنزیہ کہتا ہے تو تو نے ذات کو مقید کر دیا — اور اگر تو تشبیہ کہتا ہے تو تو نے محدود کر دیا

۲- وَاِنْ قُلْتَ بِالْاَمْرَیْنِ کُنْتَ مُسَدَّدًا — وَکُنْتَ اِمَامًا فِی الْمَعَارِفِ سَیِّدًا

اور اگر تو صورت و بے صورت دونوں کہتا ہے تو راست ہے — اور تو معارف کا امام اور سردار ہے

۳- فَمَنْ قَالَ بِالْاَشْفَاعِ کَانَ مُشْرِکًا — وَمَنْ قَالَ بِالْاَفْرَادِ کَانَ مُوَحِّدًا

اور جو حق و خلق کو دو کہتا ہے مشرک ہے — اور جو دونوں کو ایک کہتا ہے وہی موحد ہے

۴- فَمَا اَنْتَ ھُوَ بَلْ اَنْتَ ھُوَ وَتَرَاہُ فِیْ — عَیْنَ الذُّھُوْرِ سَرَحًا وَّمُقَیَّدًا

تو من حیث الاطلاق وہ نہیں ہے بلکہ باعتبار — عینیت و ہویت کے تو وہی ہے اور تو اسکو اسما کے عین میں مطلق و مقید دیکھتا ہے۔

فص اسماعیلی

۱- فَلَا تَنْظُرْ اِلَی الْحَقِّ
فَتُعَرِّیْہِ عَنِ الْحَقِّ

پس تو حق کی طرف ان موجودات خارج میں مت دیکھ اور لباس خلق سے حق کو برہنہ کر۔

۲- وَلَا تَنْظُرْ اِلَی الْخَلْقِ وَ
تَکْسُوْہُ سِوَی الْخَلْقِ

اور تو مخلوق کو حق تعالیٰ سے باہر مت دیکھ اور تو خلق کو سوا حق کے اور کوئی لباس نہ پہنانا۔

۹۔ قول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

۱۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ فی زمان فی مکان واحد اللہ اور غیر اللہ دونوں جمع ہوسکیں ۔اللہ کا غیر نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا ۔ اگر تجھکو اللہ ہی اللہ کا اعتبار ہے تو تو خدا کے ساتھ ہے ورنہ اس سے دُور۔

۲۔ چہ جائے بادہ و جام و کدام ساقی ہست — خموش باش معین دم مزن ہمہ اوست
کہاں بادہ و جام اور کہاں ساقی ہے — اے معین دم نہ مارو خاموش رہو کہ سب وہی ہے

۳۔ بگیر در دار بقا حبل انا الحق در دست — چند در زیر فنا دار و رسن می طلبی
مقام بقا میں انا الحق کی رسی کو مضبوط پکڑ لے — کبتک زیر فنا میں پھانسی اور رسی تلاش کریگا

۴۔ اگر بچشم حقیقت وجود خود بینی — قیام جملۂ اشیاء بود خود بینی
اگر حقیقت کی نظر سے اپنے وجود کو دیکھے — تو معلوم کرے کہ تمام عالم خود تیرے وجود سے قائم ہے

۵۔ دمے ز ہستی خویش بگزری بہ از صد سال — کہ روز روزہ داری و شب نماز کنی
اگر ایک سانس کیلئے اپنی خودی سے الگ ہو جا تو سال سے — بہتر ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور شب کو نماز پڑھے

۶۔ گفت من بے پردہ ام گر پردہ بینی آں توئی — چوں تو باشی در ہزاراں پردہ پنہاں زنی
کہا بے پردہ ہوں اگر پردہ دیکھتا ہے تو وہ خود تو ہے — جبتک تو ہے مجھ پر ہزاروں پردے پڑے ہیں

۷۔ شہود حق طلبی از وجود خود بگزر — کہ جز وجود تو اورا حجاب دیگر نیست
اگر حق کو دیکھنا ہے تو اپنی خودی سے گزر جا — کہ تیرے وجود کے علاوہ اسکے لئے دوسرا پردہ نہیں

تن میان خلق و جاں نزد خداوند جہاں
تن گرفتار زمین و روح در ہفت آسماں

تو تن کے اعتبار سے خلق میں ہے اور جان تیری حق کے پاس ہے۔ تن کے اعتبار سے تو فرشی ہے اور روح کے اعتبار سے ساتوں آسمان میں ہے۔ یعنی لامحدود ہے۔ وجود آدم میں

غیر خدا موجود نہ تھا کس واسطے کہ ایک وجود میں دو وجود موجود نہیں ہوتے۔ ایک ہی وجود ہوتا ہے پس وہ وجود خدا کا ہے۔ جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیس فی جبتی سوی اللہ ولیس فی الدارین الا اللہ "یعنی نہیں ہے بیچ جبہ میری کے سوا اللہ کے۔ اور نہیں ہے بیچ دونوں جہان کے سوا اللہ کے" خواجہ صاحب اجمیریؒ:

آنچہ روز ازل بودیم ہمانیم　　شکلے کہ گرفتیم ازاں ہیچ نہ گشتیم
ماہستی صرف ایم نہ اینیم نہ آنیم　　نہ ردحیم نہ جسمیم نہ نوریم نہ اللہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

خود کوزہ و خود کوزہ گرد خود گل کوزہ　　خود رند سبو کش
خود بر سر آں کوزہ خریدار بر آمد　　بشکست و رواں شد

خود ہی (اللہ) کوزہ ہے۔ خود کوزہ گر اور خود کوزہ کی مٹی۔ خود پینے والا خود کوزہ کا خریدار ہوا پھر توڑا اور روانہ ہو گیا۔

۱۰ــــ اقوال قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

خدائی اور بندگی۔ دوئی اور جدائی محض دیکھنے اور ماننے کہنے اور سننے کے لئے ہے تو خود ہی بے خود تھا۔ جب اپنے آپے میں آیا تو اپنی صنعت سے اپنے آپ کو خیالی اور وہمی عالم کی صورت میں ظاہر کیا۔ اور قسم قسم کی تجلیات سے متجلی ہوا۔

عجب بے رنگ ہے کہ اس قدر رنگ اس بیرنگی کے ہیں
عجب بے نشاں ہے کہ اس قدر نشاں اس بے نشاں کے ہیں

ماضی اور مستقبل سب خیال ہے جہاں ذات کا آئینہ ہے اسکی تمامی صفتیں اس میں

ظاہر ہوئیں۔ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ پ ۳ ع ۱۳
(اور انھوں نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے) دین دنیا نیکی و بدی۔ کافر، مسلم۔ زندگی اور موت۔ قبر اور سوال قبر۔ صراط اور حساب بہشت اور دوزخ اور ثواب اور عذاب یہ سب مکر ہے۔

جس کو خدا چاہتا ہے وہی اس مکر کی فریب سے نجات پا سکتا ہے۔ اور نجات حاصل نہیں ہوگی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے۔ اور ان کی پیروی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر پیر کے فرمان میں کوئی خود بخود کامل اور مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک پیر کی پرورش نہ پاوے اور اپنے آپ کو اس کے حکم کے سپرد نہ کردے اسلئے کہ جو کام پیر کی ایک نظر کرتی ہے وہ سو چلوں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ خودی با خدا توحید اور ایمان ہے۔ خودی با خود کفر اور شرک ہے۔ مولانا فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

گر تو با خویشتن خدا گوئی ۔۔۔ مشرکے باشی و خدا آزار

۱۱۔ اقوال حضرت شبلی خلیفۂ اعظم سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ

ایک روز جمعہ میں بر سر منبر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ خواہ کہیں ایک موجود ہو خواہ دس، خواہ سو، خواہ ہزار لیکن وہ سب ایک اللہ ہے چنانچہ میں بھی اللہ ہوں اور میرا کلام بھی اللہ ہی ہے۔ اور دونوں جہانوں میں سوائے میرے اور کوئی موجود نہیں ہے۔

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

آستیں بر رخ کشیدی ہمچو مکار آمدی ۔۔۔ با خودی خود در تماشہ سوئے بازار آمدی

خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا — آئینہ اسم نہادی خود بہ اظہار آمدی
شورِ منصورؒ از کجا بُود از منصورؒ از کجا — خود زدی بانگ انا الحق خود بسرِ دار آمدی
گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

۱۲۔ قول عبدُ الکریم بن جیلی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تصنیف "انسان کامل" میں فرماتے ہیں: حدیث شریف میں وارد ہیں ہے کہ جو کچھ کتب منزلہ میں ہے وہ قرآن میں ہے اور جو قرآن میں وہ فاتحۃ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ میں ہے اور جو سورہ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ (ب) میں ہے۔ اور جو بے میں ہے۔ وہ اس نقطہ میں ہے جو بسم اللہ کی (ب) کے نیچے ہے۔ اس حدیث کے مفہوم پر نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح نقطہ جو ذات واحد ہے اس سے تمامی حروف ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ہر حرف میں وہی نقطہ محیط ہے۔

اسی طرح بحر عماء ذات مثل ایک نقطہ کے ہے۔ اور تمامی تعینات اور شیونات مثل حروف کے ہیں۔ اور وہی ذات سب میں محیط ہے۔ حرف کو لازم ہے کہ حرف ہو کر نقطہ کو یاد نہ کرے۔ بلکہ نقطہ ہی نقطہ کو یاد کرے اسلئے کہ حرف کا نقطہ سے خارج میں کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ ہی اللہ کو یاد کرے۔ ورنہ شرک ہو جائے گا کیونکہ دونوں کے درمیان دوئی نہیں ہے۔ بقول مولانا رومؒ

اللہ، اللہ گفت، اللہ میشود — ایں سخن حق ست باللہ میشود
اللہ نے خود کہا اللہ تو اللہ ہوگا — یہ بات بالکل سچ ہے قسم اللہ کی ہو جائیگا

دوسرے مقام پر فرمایا

کہ اللہ مثل پانی کے ہے۔ اور تمام عالم مثل برف کے۔ بستہ چیز پر برف کا نام محض عاریتاً ہے۔ اور پانی کا حقیقتاً۔ یونہی حق اور خلق کا حال ہے۔ اس لئے کہ باطن یعنی تنزیہ خود ظاہر یعنی تشبیہ بنا ہوا ہے۔ اللہ ظاہر ہے اور تمام عالم مظہر۔

۱۳۔ قول شیخ ثانی حضرت شاہ محبُ اللہ الٰہ آبادی

جو کچھ انسان میں ہے وہ سب عالم میں ہے اگر اپنی حقیقت کو معلوم کرتے تو جانتے کہ ہم کل ہیں ۔ اور عالم ہمارا جز ہے ۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، خناس ۔ زمین و آسمان ۔ ہوا اور آگ وغیرہ سب ہم میں ہیں ۔ بیت المقدس، مکہ، مدینہ وغیرہ سب ہم میں ہے ۔ شعر

در کل وجود ہر کہ جز حق بیند　　باشد ز حقیقت الحقائق غافل

تمامی وجود میں جو اللہ کا غیر دیکھتا ہے وہ اصلیت سے غافل ہے جیسے انسان ذات کے اعتبار سے واحد ہے اور اسماء و صفات کے اعتبار سے کثیر ہے اسی طرح اللہ ذات کے اعتبار سے واحد ہے اور اسماء و صفات کے اعتبار سے کثیر ہے ۔ ہر موجود اللہ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور مظہر عین ظاہر ہے اسلئے ہر موجود عین حق ہے جس کو باطل سمجھ رکھا ہے وہ عین حق ہے کیونکہ وہی اوّل آخر ظاہر باطن ہے ۔ وحدت کو کثرت میں دیکھو اور کثرت کو وحدت میں دیکھو ۔ انس علماء باللہ کو خود اپنی جانوں سے ہوتا ہے نہ کہ اللہ سے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دونوں میں عینیت ہے ۔ نہ کہ غیریت جب جمع کرے تو اللہ اور جب تفریق کرے تو عالم نظر آئے گا ۔ علم عالم اور معلوم ایک ہیں جو تحقیق اسکے خلاف ہو وہ حجاب اکبر ہے ۔ بلکہ جدائی کا سبب اور حصول کا مانع ۔ اگر کسی شیخ کامل سے علم باطن نہیں ملا تو علم ظاہری حقیقت کا حجاب ہو جاتا ہے ۔ حقیقت علم ہے اور علم حقیقت ہے ۔

۱۴۔ قول معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

لَیْسَ فِیْ وَجُوْدِ اَحَدٌ اِلاَّ اللّٰہ ۔ کسی کے وجود میں اللہ کا غیر نہیں اس لئے سب کی حقیقت اللہ ہی ہے۔ جیسے زر زیور کی حقیقت ہے۔ شعر

خود شناسی کار باشد اے فلاں
کار دیگر ہیچ و پوچ و ہیچ داں

۱۵ـــ قول حضرت شرف الدینؒ بہاری رحمۃ اللہ علیہ

تمہاری ہستی میں ایک کیفیت کا نام رسول اللہ ہے۔ جو اس وقت تک خودی کے لباس میں ملبوس تھی اور انتہائی شرک میں تم کو مبتلا کئے ہوئے تھی۔ لہٰذا لَاۤ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کے اشارہ سے تمامی محسوسات کے لباس کو ہٹا دو تو قابل حمد اور لگاؤ اللہ ٹھہرے گا۔ اور اسی لئے وہ محمدؐ ہے اور جب لباس رسول سے ملبوس ہو کر وہ کیفیت نمودار ہو گی تو تم مقام رسالت (فنافی الرسول) پر ہو گے۔ ایک روز فرمایا کہ تمہارا وجود وجود الٰہی کا ایک نقطہ ہے یہی نقطہ نقطۂ الٰہی کو حل کرتا ہے۔ اس کو لا الٰہ الا اللہ سے غسل دے دو اور لباس رسول سے آراستہ کر دو کس قدر آسان بات کو مشکل بنا رکھا ہے۔

غلبۂ توحید

۱ـــ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ   میں پاک ہوں اور میری شان عظیم ہے

۲۔ لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہ   میرے وجود میں اللہ کا غیر نہیں۔

۲ــــ حضرت منصور حلّاج رحمۃ اللہ علیہ

نعرہ انا الحق لگاتے تھے۔ دار پر چڑھائے گئے، جلائے گئے۔ خاک دریا میں ڈالی گئی مگر انا الحق کی صدا بند نہ ہوئی۔

۳ــــ مولانا رومیؒ

من آدم مست خدا مے خوردم از دست خدا
ہستی من مست خدا ہذا جنون العاشقی
آں شمس بگذشت از جہاں ایں شمس آمد نا گہاں
آں عین ایں، ایں عین آں، ہذا جنون العاشقی

میں مست خدا ہوں۔ خُدا کے ہاتھ سے میں نے شراب پیا ہے۔ میری ہستی خدا ہی کی ہستی ہے یہ عشق کا جنون ہے۔ وہ شمس (پیر) جہاں سے گزر گیا میں خود ہی شمس ہو گیا۔ وہ یہ اور یہ وہ یہ بدولت عشق کے غلبہ کے ہے۔

۴ــــ حضرت مغربی رحمۃ اللہ علیہ

ایں جہاں پر نُور شد از نور ما	نور خورشید و قمر ارض وسما
یہ جہاں میرے نور سے روشن ہے	سورج و چاند و زمین و آسماں
ہر شے را نیست در خارج وجود	آنچہ می بینی ہمہ از من نمود
کسی چیز کا مجھ سے خارج میں وجود نہیں ہے	جو کچھ دیکھتا ہے وہ سب مجھی سے ظاہر ہے

۵ــــ خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو ٭ چوں نگویم چوں مرا دلدار میگوید بگو

۶ــــ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحؒ

اگرچہ بیخودم مستم ولے ہشیار میگردم ٭ بباطن شاہ کونینم بظاہر خار میگردم

۷ــــ حضرت شاہ مولانا نیاز احمد بریلویؒ

گاہے نیاز ایماں من گہ بے نیازی شان من

ایں ہر دو می زیبد بمن ہم بندہ ہم مولاستم

من آں نورم کہ اندر لامکاں موجود بودستم

باشراق خودم خود شاہد و شہود بودستم

۸۔ حضرت مولانا محمد حُسین الہ آبادیؒ

از بادۂ عشق خویش مستی کردم ٭ گلگشت بہار باغ ہستی کردم

رفتم بطواف کعبۂ دل کانجا ٭ دیدم خود را و خود پرستی کردم

اپنے عشق کی شراب سے مست ہوا اور اپنی ہستی کے باغ کی سیر کی۔ اپنے دل کے کعبے کے طواف کیلئے جو گیا تو وہاں اپنے ہی کو دیکھا اور اپنی عبادت آپ کی۔

۹۔ حضرت شاہ طالب حسین فرخ آبادیؒ

نہ مومن نہ کافر نہ بندہ نہ مولا ٭ میں جیسا تھا ویسا ہی ہوں اور کیا ہے

۱۰۔ حضرت سرکار پیر و مرشد شاہ صوفی محمد افتخار الحق رحمانی مجیبیؒ

۱۔ ہوا جب مجھے شوق عرفان پیدا　　تو اپنی خودی سے جدا ہو گیا میں

۲۔ ہوا اپنے عرفاں کا تکملہ جب　　تو جیسا تھا ویسا ہی پھر ہو گیا میں

۳۔ خدائی بُھلائی تو صورت کو پایا　　جو صورت بُھلائی خدا ہو گیا میں

۴۔ خودی اپنی کھوئی ہوئی پا گیا میں　　غلط ہے خدا پا گیا کھو گیا میں

۱۱۔ حضرت شاہ عزیز اللہ صفوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ ہو گئے ہیں دیکھ کر وہ حُسن مست!

پارسا، مفتی، و مُلّا خراب

۲۔ شدم بر ذات خود شید اصفاتم شد زمن پیدا

بہر شانے نمود ارم بگرد خویش میگردم

۳۔ پرستش میکنم خود راچہ پروا گر کنی رسوا
نباشد باکسے کارم بگرد خویش میگردم

۱۲۔ مصنف کتاب ہٰذا۔

۱۔ یار کا ہیں خیال ہوں ہجر ہے نے وصال ہے
ذات جو میری تھی وہ ہے اسکو کہاں زوال ہے

۲۔ نقطہ ہوں بحر ذات کا مبداء ہوں کائنات کا
میرا سوا نہ تھا نہ ہے جو بھی ہے وہ خیال ہے

۱۳۔ حضرت شاہ عارف صفی الہ آبادی مرید و خلیفہ حضرت شاہ قل ہو اللہ رح

۱۔ در حقیقت من خدا ئیم من خدا   رو نمایم من بشکل مصطفٰے

۲۔ باللہ حق بگویم سلطان دو جہانم   واللہ بینیازم من ذات جل شانم
دریائے بیچگونم انوار بحر جویم   در شانِ ہر شئونم بیروں ز ہر گمانم

باب ہشتم

آیات بینات در اثبات شان

رسالتمآب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ پ۲۲ ع۴ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ؕ

ترجمہ: آیت بالا اِنَّ اللّٰہ (تحقیق اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے مسلمانوں تم بھی مدام درود و سلام بھیجو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ حق ہے) اس آیت پاک سے شان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ اس عظمت و بزرگی میں آپ کا کوئی غیر نبی تو کیا کوئی رسول اور نبی تک شریک نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ خود اور اسکے فرشتے اس امر کے مکلف ہیں۔ تیسرے یہ کہ لفظ یُصَلُّوْنَ اشارہ ہے دوام کی طرف کہ ہمیشہ ہمیش صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ ۴۔ چوتھے یہ کہ تمام عبادتیں بڑی سے بڑی یا چھوٹی سے چھوٹی فرائض ہوں یا واجبات، سنن ہوں یا مستحبات نمازیں ہوں یا اذکار یا اوراد۔ اعمال ہوں یا وظائف ان تمام افعال کے صرف مخلوق ہی مکلف ہے۔ خالق کائنات ان پر مکلف نہیں۔ وہ ان سب باتوں سے بے نیاز ہیں۔ پانچویں یہ کہ چونکہ نمازیں اور اوراد و اذکار فرشتوں کی نقل ہے۔

اس لئے بفرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جس قوم کی تشابہت اپناؤ گے اسی قوم کے ساتھ حشر ہوگا) ہمارا حشر ملائکہ کے ساتھ ہوگا۔ لیکن اس تشریح کی روشنی میں اگر ہم غور کریں تو درود کا پڑھنا ایک ایسی عبادت ہے جو مولا اور بندے کے درمیان مشترک ہے۔ اور کوئی دیگر عبادت اسکے ہم پلّہ نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ درود خوانی تمام عبادتوں میں افضل ہے۔ اور اسی عبادت کا خود مولائے کائنات مکلف ہے تو ہمارا حشر بھی اظہر من الشمس ہے یعنی ہم کو خود پروردگار کی پیروی نصیب ہوئی۔

خوشا نصیب اس بندے کا کہ مولا کے فعل میں شریک ہو چھوٹے یہ کہ اور عبادتوں میں زمان و مکان اور طہارت کی قید لگا دی گئی ہے۔ مگر یہ ایسی عبادت ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ اسی طرح درود خوانی بھی زمان و مکان و طہارت کی قید سے آزاد ہے۔ اور بے انتہا اجر و ثواب کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باری تعالیٰ زور دے رہا ہے کہ اے ایمان والو! تم بھی صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ پھر ترکیب بھی ارشاد فرما رہا ہے کہ جس شان و عظمت کا ہمارا محبوب ہے اسی شان و عظمت کے ساتھ مؤدبانہ (سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) سلام تسلیم کے ساتھ پیش کیا کرنا۔ غائب جان کر نہیں بلکہ حاضر و ناظر جان کر کیونکہ تمہارے نبی تمہارے جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ پ۲۱ ع) وہ تمہاری فریاد سن رہے ہیں۔ تم سے باہر نہیں ہیں۔ تمہارا سلام سنتے ہیں اور تم کو جواب بھی دیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ درود خوانی باعث رحمت الٰہی و شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب والدین سائل کو اپنے بچے کے صدقے میں کچھ نہ کچھ دے دیا کرتے ہیں تو پروردگار عالم جو اپنے محبوب کا عاشق ہے اس شان محبوبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے صدقے وطفیل میں ہم کو کیسے محروم فرمائے گا اور اللہ کے حبیب بھی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ کی شفاعت ہمارے حق میں یہی ہے کہ خودی وشیطنیت دُور ہو کر جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ ہو جائیں۔ اور ہر صورت وعکس دو چیز نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔ شعر

وہی صورت ہے وہی آئینہ یہ خیال دل سے جو جائے نہ
تو وہ رو برو ہے ہر آئینہ یہی شان شان کمال ہے

صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کا درود بھیجنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا (صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ ثَنَاءٌ فِی الْمَلٰئِکَۃِ)
ترجمہ: (اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ فرشتوں میں ہماری ثنا بیان کرنا) پس ہم لوگ آپ کے مراتب کو کیا جانیں۔ اسلئے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار تو ہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا بیان فرما کہ جیسا کہ حق ہے۔ بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (یا ابابکر لم یعرفنی حقیقتی غیر ربی) **ترجمہ**: اے ابوبکر میری حقیقت کو اللہ کا غیر نہیں جانتا) جس طرح باعتبار جسمانی ہر آدمی اولاد آدم ہے۔ اسی طرح باعتبار نورانی یا رُوحانی ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ انہیں کا نور ہماری جان ہے۔ پس درود شریف کا مقصد یہ ہوا کہ باری تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر یعنی ہم پر بھی یہی وجہ ہے کہ درود خوانی کیلئے اللہ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دونوں زور دے رہے ہیں تاکہ ہم پر بیشمار رحمت کا نزول ہو۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ پ ع

ترجمہ : اور اگر لوگ اپنے نفس پر ظلم (گناہ) کر بیٹھیں تو وہ آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ ان کی سفارش فرما دیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم پائیں گے معلوم ہوا کہ آپ کی شفاعت کے بغیر توبہ ہی قبول نہیں ہوتی۔ معافی تو درکنار۔ چنانچہ حیات طیبہ میں بھی اور آج بھی جو لوگ مرقد انور پر حاضر ہوتے ہیں اسی آیتہ کے تحت شفاعت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ حیات النبی ہیں۔ اگر کوئی شخص خود اپنے وجود ہی میں حاضر و ناظر جان کر معافی کا طلبگار ہو تو خوب ہے کیونکہ بفرمان الٰہی آپ ہمارے ہی اندر ہیں۔ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ فِيۡكُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰهِ جان کہ اللہ کا رسول تم میں ہے۔ شعر

عالم کا ہر اک ذرّہ شیشہ نظر آتا ہے

ہر شئے میں محمد کا جلوہ نظر آتا ہے

۳۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ‏ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا پ ۲۲ ع ۳

ترجمہ : (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو بھیجا بنا کر گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور دعوت دینے والا طرف اللہ کے میرے حکم سے اور آپ ہی ہیں چراغ روشن) مندرجہ بالا آیت کے معنی پر غور کرنے سے کچھ راز سربستہ کھلتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ نبی بمعنی غیب داں جو خبر دیتا ہو اللہ کے طرف سے غیب کی لہٰذا آپ کو علم غیب کا خزانہ غیب سے ملا ہے۔ دوسرے شاہد بمعنی گواہ۔ گواہی دیکھنے والے کی مقبول ہوتی ہے۔ نہ کہ بے دیکھے کی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے، ہوگا سب کچھ آپ کے احاطہ علم میں باری تعالیٰ کی عطا سے ہے۔

کوئی چیز ظاہر و باطن اول و آخر آپ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم خود شاہد ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھیوں والوں سے کیا معاملہ کیا) طرزِ تخاطب سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ یہ واقعہ فیل قبل پیدائش سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا مگر آپ بچشم خود ملاحظہ فرماتے تھے۔ کیونکہ کوئی شئے اُن کی غیر نہیں ہے بلکہ انہیں کے نُور سے بنی ہے۔ تیسرے یہ کہ آپ بلانے والے ہیں۔ طرف اللہ کے یعنی پہچنوانے والے ہیں اللہ کے حکم سے چوتھے یہ کہ آپ روشن چراغ ہیں معرفت کلی ان کو حاصل ہے۔ پس بجھے ہوئے چراغ روشن چراغ سے ہی جلائے جاتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو غیر عارف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہی بذریعہ بیعت معرفت الٰہی حاصل کر سکتے ہیں اور فنا فی الرسول ہونے سے ہی فنا فی اللہ کی منزل ہاتھ آسکتی ہے۔ غرضیکہ یہ آیت بذاتِ خود ایک سمندر ہے جسکی تشریح کوئی کیا کر سکتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت خود مولائے کریم فرماتا ہے تو بندہ کیا بیان کر سکتا ہے۔ مولانا محمد حسین الہ آبادیؒ۔

سلطانِ رسل مبدءِ کل احمد مرسل   نوریست ہمہ گرچہ بصورت بشر آمد

پس جس نے معرفت حاصل کرلی وہ حیات النبی کا راز ہو گیا۔

حضرت شاہ عزیز اللہ صفویؒ

اے جمالِ پاک تو ایمانِ من   جلوۂ حسن تو نورِ جانِ من
اے کہ آپ کا جمال پاک میرا ایمان ہے   آپ کے حسن کا جلوہ میری جان کا نور ہے
یا محمد یا نبی یا مصطفیٰ   جز تو نبود صورت عرفانِ من
یا محمد یا نبی یا مصطفیٰ   بجز آپکے میرے عرفان کی کوئی صورت نہیں

۴۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ پ ۲۴ ع ۲۔ ترجمہ: (کہدیجئے اے محمد) اے میرے بندو اگر تم گناہ کر بیٹھو تو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بالتحقیق اللہ گناہوں کا معاف کرنے والا ہے تحقیق وہی ہے گناہوں کا معاف کرنیوالا اور مہربان) اللہ فرما رہا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ، لوگوں کو اپنا بندہ کہکر مخاطب فرمائیں۔ اسلئے کہ آپ تو فنا ہیں۔ آپکا ارشاد تو میرا ارشاد ہے۔

بقول مولانا رومؒ

جملہ عالم را بخواں قُل یا عباد	بندہ خود خواندا احمدؐ در رشاد
اللہ کے حکم سے جملہ عالم کو فرمایا اے میرے بندو	تبلیغ میں احمدؐ نے اپنا بندہ فرمایا

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلویؒ

یا عبادی کہہ کے مجھ کو شاہ نے	اپنا بندہ کر لیا پھر تجھکو کیا

۵۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

ترجمہ (اے ایمان والو مت کہو راعنا۔ اور کہو انظرنا یعنی نظر فرمایئے۔ اور سنو کافروں کے واسطے سخت عذاب ہے) اللہ کو منظور نہیں کہ محبوبؐ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی ہو پس یہ آیت بطور وعید نازل فرمائی (لفظ راعنا) کو یہودی لوگ کھینچ کر (رَاعِیْنَا) بمعنی چرواہا کہا کرتے تھے اور مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پس منع فرمایا اللہ نے مومنوں کو (راعنا) کہنے سے اور سکھایا (انظرنا) تاکہ ادب برتیں۔ یہ آیت گستاخوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے کہ جو اس سے بڑھ کر گستاخیاں کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی برابری کا دم بھرتے ہیں۔ بقول مولانا رومؒ

ہمسری با انبیا برداشتند   اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

انبیا کی ہمسری پر کمر بستہ ہیں   اور اولیاء کو اپنا جیسا جانتے ہیں

ایں زمین پاک و آں شورست و بد   ایں فرشتہ پاک و آں دیوست و دد

یہ زمین پاک ہے اور وہ شور اور بدتر   یہ پاک فرشتہ صفت وہ شیطان و درندے

۶۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ پ ۲۶ ع ۱۲

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے باتیں کرتے ہو ویسا نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائینگے۔ اور تم کو اس کا احساس بھی نہ ہوگا۔ اس آیت پاک کی شان نزول یہ ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی تھے جو اونچا سنتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زور سے بولتے تھے پس اللہ نے تنبیہہ فرمائی۔ یہ بات بھی بے ادبوں کیلئے تازیانۂ عبرت ہے۔ مولانا رومؒ۔

از خدا جوئیم توفیق ادب   بے ادب محروم گشت از فضل رب

اللہ سے ادب کی توفیق کا طالب ہوں   بے ادب اللہ کی مہربانی سے محروم ہو جاتا ہے

۷۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (پ ۱۸ ع ۱۵)

(اے لوگوں رسول اللہ کا بلانا ایسا مت سمجھو جیسا کہ تم میں کا بعض بعض کو پکارتا ہے) حاصل یہ کہ اپنے جیسا انسان مت سمجھو۔ تم میں اور ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مصرعہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ترجمہ: مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔

۸۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ پ۹ ع۱۸

(اے محمدؐ اللہ ہرگز ایسا نہ کرے گا کہ آپ کے اُنکے اندر ہوتے ہوئے اُن پر عذاب کرے) اسلئے کہ آپ اللہ کے صفت رحیمی کے مظہر ہیں۔

حضرت احمد جام زندہ پیلؒ۔

پشت و پناہ ما توئی اقبال و جاہ ما توئی ؛ چوں عذر خواہ ما توئی در بار آخر کارہا

ہماری پشت و پناہ آپ ہی ہیں۔ ہمارا اقبال و مرتبہ آپ ہی ہیں۔ ہمارے عذر خواہ آپ ہی ہیں۔ ہر ایک کام میں۔

۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ؀ پ۹ ع۱۷

ترجمہ: (اے ایمان والو جب بُلائیں تمہیں اللہ اور اسکے رسول تو حاضر ہو جایا کرو کہ زندہ کرے تم کو) اور جان لو کہ تحقیق اللہ بازگشت کر رہا ہے تمہاری صورت اور قلب کے درمیان اور تمہارا حشر اللہ ہی کے ساتھ ہوگا۔) شان نزول یہ ہے کہ ابوسعید ابن معلّی صحابیؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ رحمت عالم نے آواز دی اور وہ تاخیر سے آئے۔ پس نازل ہوئی یہ آیت کہ کسی بھی حالت میں تمکو بلائیں اللہ کے رسول تو حاضر ہو جایا کرو اسلئے کہ وہ تمکو حیات ابدی بخشیں گے۔

بقول مولانا روم

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گفت حق   اے ستوران ستیزہ رگ و پے

نبیؐ کی زبان سے تمہیں حق پکار رہا ہے   مگر اے انسان نما بیلو تمہاری رگ و پے افسردہ ہو چکی ہے

۱۰۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ
اَصِيْلًا۔ (پ۲۶ ع۹)

ترجمہ: (اے محمدؐ ہم نے آپ کو شاہد، مُبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ تاکہ لوگ ایمان لے آئیں۔ اللہ پر اور اسکے رسُولؐ پر اور آپ کی تعظیم کریں و توقیر کریں۔ اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں) پس تعظیم کیلئے مراتب رسالت جاننا از بس ضروری ہے۔ ورنہ بقول رحمت عالم کفر عائد ہو جائے گا۔

مَنْ اَهَانَنِيْ فَقَدْ اَهَانَ اللّٰهَ وَمَنْ اَهَانَ اللّٰهَ فَقَدْ كَفَرَ (میری توہین ہی اللہ کی توہین ہے۔ اور اللہ کی توہین موجب کفر ہے) پس حاصل اس آیت کا ادب و تعظیم اور محبت رسُول ہے۔ اور عشق رسول ہی معرفت الٰہی کا زینہ ہے وہ خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی تھے۔

حضرت شیخ سعدیؒ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحب جمال اور انسانوں کے سردار — آپکا چہرۂ پاک مثل چاند کے روشن ہے
ممکن نہیں کہ جو حق ہے اس اعتبار سے آپکی تعریف ہو سکے — اللہ کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے قصہ مختصر یہ ہے

۱۱۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ (پ۱۴ ع۵)

(آپ کی جان کی قسم یہ لوگ اپنی خودی کے نشہ میں بھٹک رہے ہیں) یعنی یہ آپ کو پہچانتے نہیں اسلئے گستاخی کرتے ہیں۔ ایسے گمراہوں کی باتوں کا اثر نہ لیجئے کس قدر اللہ پاک کو اپنے محبوب کی خاطر ملحوظ ہے۔ بد باطنوں کیلئے

سخت تازیانۂ عبرت ہے۔ مولانا رومؒ

گوش بعضے زیں تعالوہا کر است ہر ستو لے را اصطبلے دیگر است

بعض کے کان آپ کی آواز سننے سے بہرے ہیں کیونکہ ہر بیل کا اصطبل جدا ہوتا ہے

۱۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ (پ۱۰ ع۱۳) — (اور کاش کہ وہ راضی ہوتے اس چیز سے کہ دی ہے ان کو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور کہتے کہ کفایت ہے ہم کو اللہ شتاب دیگا۔ اللہ ہم کو اپنے فضل سے اور اس کا رسول تحقیق ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں) شان نزول۔ ایک موقع پر مال غنیمت کے تقسیم کے وقت ہرقوس بن ظہیر ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انصاف سے تقسیم فرمایئے گا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار خاطر گزرا۔ حضرت عمرؓ نے تلوار ہرقوس کی گردن پر رکھدی۔ اور فرمایا یا رسول اللہ حکم فرمائیں تو میں اس منافق و بے دین کو قتل کر دوں۔ لیکن اللہ کے رسول نے دوربین نبوت سے دیکھ لیا اور فرمایا کہ آئندہ اس کی نسل سے ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی جو تقویٰ کے لحاظ سے بڑھی ہوگی۔ مگر ایمان یعنی عشق و ادب رسول ان کے دلوں میں نہ ہوگا۔ ایمان ان کے دلوں میں کمان سے تیر کی طرح نکل جائے گا۔ پس معلوم ہوا کہ آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے رسول عطائے الٰہی سے مختار کل ہیں جس کو چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت ہے۔ اَللّٰهُ مُعْطِيْ وَاَنَا قَاسِمٌ اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔

جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

۱۳- وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ (پ۴ ع۲) ترجمہ (کیسے انکار کرو گے تم حالانکہ پڑھی جاتی ہیں تم پر آیتیں اللہ کی اور تم میں اللہ کا رسول ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اپنی خودی کے ساتھ قرآن کا پڑھنا بے سود ہے اس کا اصلی مفہوم کچھ سمجھ میں نہ آئے گا۔ اور اگر حضور کو اپنے اندر موجود یقین کر کے پڑھا جائے گا تو فائدہ ہوگا۔ کیونکہ ہم انھیں کے نور سے ہیں۔ حضرت احمد جامؒ

نورِ دلِ آدم توئی کامِ ہمہ عالم توئی　ہر خستۂ رامرہم توئی اے دردِ دلہا را دوا

(آدم کے دل کا نور اور تمام عالم کے کارساز آپ ہی ہیں۔ اے دلوں کے درد کی دوا اور زخموں کے مرہم)

حضرت خواجہ اجمیریؒ

درجاں چو کرد منزل جانانِ ما محمدؐ　صد در کشاد در دل از جانِ ما محمدؐ

(میرے محبوب نے جب سے میری جان میں جلوہ گری کی ہے تو تمامی پردے دُور ہو گئے)

۱۴- مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ پ۵ ع۸ (اور جس نے اطاعت رسول کی تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ کی۔ اور جو پھرا اس بات سے پس نہیں بھیجا آپ کو اس کا نگہبان) پس بفرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعد المعرفت مومن کی آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پیر وغیرہ اللہ کا ہو جاتا ہے یعنی وہ باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا نور ہیں۔ اور ذات الٰہی

ہیں باقی تو پھر ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت کیسے نہ ہو۔ حضرت عارف صفی الہ آبادیؒ۔

احد اور احمدؐ میں بتاؤ فرق کیا دیکھا — فقط اک میم کا پردہ اٹھانے پر صفائی ہے

۱۵۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (پ ۹ ع ۷)

ترجمہ: (اور نہیں پھینکا تھا جس وقت پھینکا تو نے و لیکن اللہ نے پھینکا تھا)

جو کنکریاں آپ نے کفار پر پھینکی ان کو اللہ اپنی طرف منسوب فرما رہا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فانی ہیں اور اللہ باقی۔ ان کا سننا، دیکھنا، بولنا وغیرہ اللہ ہی کا ہے۔

۱۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ پ ۲۶ ع ۹

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل مجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے)

اسلئے کہ آپ سراپا نور ہیں۔ اور یہ اللہ کا طلسم ہے کہ شکل انسانی میں مبعوث فرمایا آپ کی پرچھائیں تک زمین پر نہ پڑتی تھی۔ شعر

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مُشدّد کا

نیاز احمد بریلویؒ

حق اندر شان تشبیہی محمدؐ نام خود خوانده
محمدؐ غیر حق نبود بحکم ذوق عرفانی

اللہ نے شان تشبیہ میں (صورت میں) اپنا نام محمدؐ رکھ لیا ہے معرفت کے اعتبار سے محمدؐ غیر حق نہیں ہیں۔

۱۷- وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (پ۲۸-ع۱۳)

ترجمہ: عزت اللہ کیلئے ہے اور اسکے رسول کے لئے ہے۔ اور مومن کیلئے ہے ولیکن منافق نہیں جانتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہیں اور مومنین بذریعہ بیعت فنا فی الرسول ہو کر بقا باللہ کے مرتبہ پر فائز ہیں پس جس طرح لکڑی کے آگ میں جل جانے کے بعد اس میں اور آگ میں کوئی افتراق باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح اللہ میں رسول اور مومن فانی ہیں۔ اور جو اُن کے مرتبے سے واقف نہیں ان کو اللہ منافق فرماتا ہے۔ اسلئے کہ جب وہ رسول اور مومن کو ہی عارف باللہ نہ جانیں گے تو ان کو اپنی معرفت کیسے حاصل ہوگی۔ کیونکہ حاصل تخلیق معرفت الٰہی ہے۔ اور جب یہ ہی حاصل نہ ہوئی تو دین کا تکملہ اور نعمتوں کا خاتمہ کیسے ہوگا۔ بقول قرآن پاک۔

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔

(اے محمد میں نے دین کا تکملہ اور نعمتوں کا خاتمہ آپ پر کر دیا) پس اصلی نعمت معرفت الٰہی ہے۔

حضرت مخدوم علی الدین احمد صابر کلیریؒ

(۱) امروز شاہ شاہاں مہماں شدست مارا ✿ جبریل با ملائک درباں شدست مارا

آج بادشاہوں کے بادشاہ ہمارے مہماں ہوئے ہیں　اور جبریلؑ مع فرشتوں کے میرے درباں ہوئے ہیں

(۲) احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است

ہر دم رضائے جاناں رضواں شدست مارا

احمد عاشقوں پر دوزخ و بہشت حرام ہی اور ہر دم جاناں کی مرضی ہی ہماری رضوان ہے

۱۸۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پ۳-ع۱۲)

ترجمہ : (اے محمدؐ جو لوگ اللہ کی محبت کے دعویدار ہیں۔ اُن سے کہدیجئے کہ وہ آپؐ کی اتباع کریں۔ اللہ تم سے محبت کریگا۔ وہ تم کو تمہارے گناہ بخشدیگا وہ بڑا ہی غفور اور رحیم ہے) پس معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں مضمر ہے اور ان کا عشق اور پیروی ہمارے لئے مغفرت کا باعث ہے۔ پس سچّی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے لیلےٰ کی طلب پر مجنون صادق نے اپنے جسم کے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر دیدیا اور جھوٹے مجنون اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر بھاگنے لگے۔ اگر عشق رسُولؐ ہے تو ان کی شریعت و احکام کی پیروی کرنی چاہئے۔ اور جب عشق صادق ہوگا تو بمصداق اَلْعِشْقُ نَارٌ یُّحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبُ (عشق وہ آگ ہے جو معشوق کے سوا سب کو جلادیتی ہے) بندہ فنا فی الرسول ہو کر باقی باللہ کی منزل پر پہونچ جائیگا۔

شعر

خدا خود آپ آتا ہے خریدار ونکی صورت میں
مرے یوسف کا جب سودا سر بازار ہوتا ہے

جب شمع محمدی روشن ہوجاتی ہے تو خود خدا جو اس شمع کا پروانہ ہی موجود ہوجاتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ

معیں ز نام ونشاں درگزر کہ در رہ عشق
غلامئ سگ کویش ترا بس است لقب

اے خواجہ نام ونشان سے گزر جا کہ رہ عشق میں معشوق کی گلی کے کتّے کا لقب کافی ہے۔

حضرت جامیؒ

بصدق وصفا گشت بیچارہ جامی — غلام غلامانِ آلِ محمدؐ

(جامی صدق وصفا کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے غلاموں کا غلام ہوگیا)

۱۹۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ ۲۹ ع ۱۲)

ترجمہ: (اللہ غیب کا جاننے والا ہے۔ پس کسی کو اپنے غیب سے خبردار نہیں کرتا مگر اس پیغمبر کو جس کو قبول فرمالیتا ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ثابت ہے کہ آپ اللہ کے محبوب ہیں اللہ نے یقیناً آپ کو علم غیب بخشا جو لوگ منکر ہیں یقیناً وہ نص کے منکر ہیں ان سے اللہ سمجھے۔ مولانا روم رح

دست پیر از غائباں کوتا نیست

دست او جز قبضۂ اللہ نیست

پیر کا ہاتھ غیب سے کوتاہ نہیں ہے اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

۲۰۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۝ پ ۴ ع ۹ (اور نہیں ہے اللہ کہ تم کو اپنے غیب سے آگاہ کرے لیکن اپنے مقبول پیغمبروں میں سے جس کو چاہے) اس سے ظاہر ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا کہ آپ سے زیادہ کون محبوب ہے۔ جبکہ اللہ کا فضل جمادات کو خبیر و دانا بنا دیتا ہے۔ تو پھر محبوب تو محبوب ہی ہے۔ مولانا روم رح

ہر جمادی را کند فضلش خبیر — عاقلاں را کردہ قہر او ضریر

اسکا فضل جمادات کو خبیر و دانا کرتا ہے — اور اس کا قہر عاقلوں کو اندھا کرتا ہے

۲۱۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (پ ۵ ع ۱۴)

ترجمہ : (اور اتاری اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھکو جو کچھ تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے) اس آیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے ہر قسم کی غیب کی باتیں منکشف فرمانے کی تصدیق کر دی۔ لہٰذا آپ عالم الغیب ثابت ہوئے۔ حضرت شاہ عزیز اللہ صفوی رحمۃ اللہ علیہ

احمد پاک توئی صاحب لولاک توئی　　عاصیاں بکرم مایہ ناز آمدۂ

آپ ہی احمد پاک ہیں اور باعث ایجاد خلق ہیں گنہگاروں کے لئے اپنے کرم سے مایہ ناز ہیں

خلوت لاہوت را شاہد تو بودی مرحبا　　تا شدی از خود تہی و پر ز اسرار آمدی

مرحبا لاہوت کی منزل میں آپ ہی شاہد تھے خود سے فانی اور اسرار سے بھرے ہوئے تشریف لائے۔

۲۲۔ یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ (پ۶-ع۴)

(اے لوگو! تمہارے پاس آئی دلیل تمہارے رب کے پاس سے اور نازل فرمایا ہم نے نور روشن تم پر) معلوم ہوا کہ اللہ کے اثبات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجت بن کر آئے اور آپ سراپا نور تھے۔ شاہ عزیز اللہ صفوی رحمۃ اللہ علیہ۔

در ازل موجود بودی ہمچو انوار آمدی　　وز ابد مقصود ہستی تا باظہار آمدی

ازل میں آپ موجود تھے مثل نور کے تشریف لائے ابد تک آپ ہی کی ہستی مقصود بنکر ظاہر ہوئی۔

روشن از نور تو شد چوں روز نورانی دو کون
با جمال شمع آسا در شب تار آمدی!

آپکے نور سے دونوں جہاں روشن ہیں۔ مثل چراغ کے آپ کا جمال اندھیری رات میں آیا۔

۲۳۔ یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ پ۶ ع۳ (اے لوگو! تحقیق آیا تمہارے پاس رسول ساتھ حق

کے پس ایمان لاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا) واضح رہے کہ اللہ کا اسم حق بھی ہے

شعر

چو یار آمد ز خلوتخانہ بیروں   بہموں نقش دروں بیروں بر آمد

جب یار غیب سے ظاہر ہوا   تو وہی جو اندر تھا باہر آگیا

حضرت شاہ عزیز اللہ صفویؒ

اے کہ با نور خدا غازہ طراز آمدۂ   خواجۂ عالمی و بندہ نواز آمدۂ

اے کہ آپ نور خدا کا غازہ مل کر تشریف لائیے   عالم کے مالک اور بندہ نواز بن کر تشریف لائیے

قل ہو اللہ احد حق بزبانت گفتہ   اللہ اللہ بہ عجب راز و نیاز آمدہ

آپکی زبان سے خود حق نے قل ہو اللہ احد فرمایا   اللہ اللہ عجب راز و نیاز کے ساتھ تشریف لائیے

۲۴۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پ ع)

(بالتحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب) معلوم ہوا کہ نور مطلق پر حجاب بشری ڈال کر ہماری ہدایت کو بھیجا۔ آفتاب نور محمدیؐ کا ایک ذرّہ ہے۔ مگر اس سے آنکھ ملانا دشوار ہے مگر جب اس پر ہلکا سا ابر آجاتا ہے تو آنکھ ٹھہر جاتی ہے اسی طرح اگر آپ نوری شکل میں تشریف لاتے تو فیض حاصل کرنا ناممکن ہو جاتا۔ اسی لئے شکل نوری پر ایک لطیف سا حجاب بشری ڈال کر بھیجا کہ فیض حاصل کر سکیں۔ حضرت عراقیؒ

خوشا چشمے کہ رخسارے تو بیند   خوشا جانے کہ جاناں تو باشی

کتنی مبارک وہ آنکھ ہے جو آپ کے جمال کو دیکھتی ہے کتنی مبارک وہ جان ہے کہ جسکی جان آپ ہی ہیں

ہمہ خوبی وحدت باشد اے دوست   دراں خانہ کہ مہمانش تو باشی

جس گھر میں آپ مہمان ہوں تمامی یگانگت کی خوبیاں اے دوست وہاں موجود ہیں۔

۲۵۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پ۲۶ ع

(فرما دیجئے اے محمدؐ کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے میری طرف وحی کی جاتی ہے تمہارا معبود تو ایک واحد معبود ہے) واضح رہے کہ اللہ نے خود نہیں فرمایا کہ آپ بشر ہیں بلکہ حضورؐ کو حکم ہوا کہ آپ فرما دیجئے کہ مثل تمہارے بشر ہوں نہ کہ اصل مثل کبھی اصل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے کہ اللہ خود فرماتا ہے (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ ط (پ۱۸ ع۱) اللہ نور ہے زمین اور آسمان کا اسکے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہی) اس مثال سے ظاہر ہے کہ طاق کے چراغ کو اللہ کے نور سے کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہ محض تمثیل ہے۔ نہ کہ حقیقت اسی طرح اللہ نے حضور کی نسبت مثل بشر فرمایا۔ ورنہ آپؐ نور ہیں۔ تشبیہہ تنزیہ نما ہیں۔

مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادیؒ

سلطان رُسل مبدءِ کل احمد مرسل — نور یست ہمہ گرچہ بصورت بشر آمد

(رسولوں کے بادشاہ کل کے مبدءُ محمدؐ — سراپا نور ہیں بظاہر انسانؐ کی شکل میں تشریف لائے)

تو معلوم ہوا کہ کوئی ایسی ضرورت پیش آئی کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بشر فرمانے کو کہا۔ وجہ یہ تھی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خرق عادات، یعنی معجزے ظاہر ہوتے تھے مثلاً انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا۔ مُردوں کو زندہ کر دینا وغیرہ وغیرہ لہٰذا اس خیال سے کہ لوگوں کو کہیں آپ پر اللہ ہونے کا گمان نہ ہونے لگے جیسے دوسری امتیں اپنے نبیوں کے بارے میں کرنے لگی تھیں۔ ابراہیم نے نمرود سے کہا تھا کہ اگر تم خدا ہو تو بجائے مشرق کے مغرب سے آفتاب نکال دو۔ یہ بات مشہور چلی آ رہی تھی۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ (حضرت علی کی قضا نماز ہونے کی صورت میں)

سرزد ہوا تو لوگوں کا آپ کی طرف یقین الوہیت پختہ ہونے کا اندیشہ تھا لہٰذا خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ لوگ آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مان کر بت پرستی شروع کردیں اسلئے ضرورت تھی کہ اس کی تردید کی جائے لہٰذا حضور نے فرمایا کہ اللہ تو لاحد و لاشکل ہے اور واحد ہے۔ اور میں تو واحد اور تعین میں ظاہر ہوں۔ اور حد کو خدا نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ تو اسے سجدہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ لہر ہر چند کہ دریا سے جدا نہیں ہے لیکن اس کو دریا نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا اطلاق الوہیت اور واحدیت کل پر ہے۔ نہ کہ اس کے مظاہر اور شیونات پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہیں۔ لہٰذا ان کو فنا فی اللہ کہہ سکتے ہیں نہ کہ اللہ لیکن افسوس کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھنے والے اور ان کے مراتب سے ناواقف آپ کو مجبور محض اور جاہل الغیب سمجھ بیٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے زد میں آگئے۔ مَنْ اَهَانَنِیْ فَقَدْ اَهَانَ اللّٰهَ وَمَنْ اَهَانَ اللّٰهَ فَقَدْ كَفَرْ (جس نے ہماری توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی اور جس نے اللہ کی توہین کی وہ کافر ہوگیا) ایسے ہی لوگوں کے لئے مولانا روم نے نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں ؎

همسری با انبیاء برداشتند | اولیاء را همچو خود پنداشتند
انبیاء سے برابری کی | اور اولیاء کو خود جیسا جانا
گفته اینک ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستهٔ خوابیم و خور
کہا ہم بھی بشر ہیں وہ بھی بشر ہیں | ہم اور وہ یکساں کھاتے سوتے ہیں
ایں ندانستند ایشاں از عمی | هست فرقے درمیانے منتہا!
یہ نہ سمجھا اپنے اندھے پنے میں | کہ دونوں کے درمیان بے انتہا فرق ہے

مسخر کردیا ہے) ولی خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہوتا ہے۔ اور اللہ کا آئینہ ہوجاتا ہے۔ بقول کسے۔ شعر

آئینہ ذات حق نے رکھا سامنے　　پھر اسی شکل کا دوسرا ہوگیا

اگر وہ غضب میں آتا ہے تو اللہ بھی غضب میں آجاتا ہے۔ وہ راضی ہوتا ہے تو اللہ بھی راضی ہوجاتا ہے۔ شعر

ظل میں عاکس چھپ گیا مفت عکس رسوا ہوگیا

آپ ہوکر مبتلا بدنام کروایا ——— مجھے!

۲۶۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (پ ۲۸ ع)

ترجمہ: (اور خوشخبری دینے والا اس رسول کا کہ میرے بعد آئیگا اس کا اسم احمدؐ ہے)

جاننا چاہئے کہ اسم معرفہ کے اقسام سے ایک اسم معرفہ علم ہوتا ہے۔ جسکے لئے سوائے نفس معرفت عن الغیر کوئی دوسری توجیہہ نہیں ہوتی جیسے زید و بکر و عمر وغیرہ دوسرا اسم اسم معرفہ غیر علم ہوتا ہے جسکے لئے سوائے نفس معرفت عن الغیر کوئی دیگر توجیہہ بھی اس نام کے رکھنے میں ہوتی ہے۔ جیسے جمعہ سے جمعراتی۔ شبرات سے شبراتی۔ رمضان سے رمضانی وغیرہ۔

اللہ نے اپنا نام حمید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد بہ اعتبار قابل حمد ہونے کے ظہور سے قبل ہی بذریعہ انبیاء لوگوں کو جتا دیا تھا۔ لہٰذا اسمائے حمید اور احمدؐ غیر علم متحقق اور مسلّم ہیں۔ اور فاعل فعیل مطلق اور فاعل افعل مقید والشہادۃ ہونا احمد حمید سے لہٰذا جو باعتبار حمد بمرتبہ حمید مطلق عالم الغیب والشہادہ ہوگا باعتبار حمد بمرتبہ احمد اعلم الغیب والشہادہ بقاعدۂ علمی ضرور ہوگا۔ نہ کہ برعکس و بالضد آں جاہل الغیب والشہادہ یا علیم الغیب والشہادہ معلوم ہوا کہ ذات قدیم موصوف بالقویٰ ہی مرتبۂ دالِ مسمّیٰ

این خورد گردد پلیدی زو جدا　　　وآں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

یہ کھاتا ہے تو اس سے گندگی نکلتی ہے　　　اور وہ کھاتا ہے تو سب نورِ خدا ہو جاتا ہے

ایں زمین پاک واں شورست و بد　　　ایں فرشتہ پاک وآں دیو ست و دد

یہ زمین پاک اور وہ شور و بد ہے　　　یہ فرشتہ پاک اور وہ شیطان و درندہ ہے

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ قوت تھی کہ جاندار تو جاندار بے جان چیزوں نے بھی کلمہ شہادت پڑھا۔ اسلئے کہ نبی کے اندر روحی طاقت اور علمِ غیب کا ہونا ضروری ہے۔ ابوجہل بھی یہ جانتا تھا کہ نبی روحانیت کا مالک ہوتا ہے۔

بقول مولانا رومؒ

سنگہا اندر کفِ بوجہل بود　　　گفت کاے احمدؐ بگو ایں چیست زود

ترجمہ: بوجہل کی مٹھی میں کنکریاں تھیں　　　کہا کہ اے محمدؐ بتاؤ جلدی یہ کیا ہے

گر رسولی چیست در دستم نہاں　　　چوں خبر داری ز رازِ آسماں

ترجمہ: اگر رسولؐ ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے　　　جبکہ تم آسمانوں کے بھید سے واقف ہو

آپ نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے؟ یا وہ چیز خود بتائے کہ میں کون ہوں؟ چنانچہ کنکریاں کلمہ شہادت پڑھتی ہوئی مٹھی سے باہر نکلیں۔ افسوس کہ ابوجہل کے برابر بھی بعض مسلمانوں میں عقیدت اور عقل نہیں ہے۔ نبی کے معنی ہیں خبردار (غیب داں)۔ رسولؐ تو درکنار ایک ولی میں قدرت پیدا ہو جاتی ہے۔ بقول مولانا رومؒ

اولیاء راہست قدرت از الٰہ　　　تیرِ جستہ باز می آرند ز راہ

اولیاء اللہ کو اللہ کی طرف سے یہ قدرت　　　حاصل ہے کہ پھینکا ہوا تیر واپس لاتے ہیں

اولیاء کی شان میں قرآن کریم میں یہ آیت وارد ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (ہم نے انکے لئے زمین و آسمان اور سب کچھ

بہ ہاہوت میں جلی مطلق موسوم بحمید و موصوف بامہات صفات از علم و ارادہ و کلام و قدرت و سماعت و بصارت و حیات سے علیم و مرید و کلیم و قدیر و سمیع و بصیر و حیّ محض اور وہی بمرتبۂ ثانی مسمّٰی بہ لاہوت میں اپنے صفات کو فعلاً اجلّٰی کر حمید سے احمد علیم سے اعلم مرید سے اُرِیْدُ کلیم سے اکلم قدیر سے اقدر سمیع سے اسمع بصیر سے ابصر حیّ سے احیّ فعلاً ہے جیسے کہ آفتاب درمرتبۂ اوّل از روئے حرارت و حرقت و نورجلی محض ہوتا ہے۔ اور وہی بمرتبہ ثانی شیشہ آتشی میں متجلّی ہو اَجلّٰی و احرق و انور ہوجاتا ہے۔ اسی طرح آفتاب الوہیت ہی بمرتبۂ ہاہوت و حمید جلی عالم الغیب والشّہادہ مطلقاً تھا وہی بمرتبۂ لاہوت و احمد اجلّٰی حمید سے احمد علیم سے عالم الغیب والشہادۃ فعلاً ہے۔ بات یہ ہے کہ ذات ہی بمنزلۂ لاہوت جسکو حقیقتِ محمدیہؐ بھی کہتے ہیں مطلسم بشکل بشری ہو۔ عرب شریف میں بشان رسُولِ ظہُور فرمایا۔

صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ۔

اللہ نے قرآن پاک میں بہت سے مقام پر آپ کو نُور فرمایا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

چوں محمد پاک بود از نار و دود
ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگ اور دھوئیں یعنی مادّیات سے پاک ہیں۔ جدھر رُخ کیا ادھر وجہ اللہ تھا۔

شاہ دیں را منگر اے ناداں بہ طیں
کین نظر کرد ست ابلیس لعین

اے نادان دین کے بادشاہ کو اپنی نادانی سے بشر محض یعنی مادہ نہ دیکھ۔ اسلئے کہ اس نظریئے سے شیطان لعین نے دیکھا ہے۔ لہٰذا جس نے بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے نُور کے مادّہ دیکھا وہ شیطان مردود ہے۔ شعر

وہی نور ازلی جو گنج نہاں تھا
عیاں اب مطلسم بشکل بشر ہے

جمال الہٰی کا ہے نام احمدؐ   بشر ہی کے پردے میں رب البشر ہے

یوں سمجھنا چاہیئے کہ منزل ہاہوت مثل ایک غنچہ کے ہے۔ اور منزل لاہوت یعنی حقیقت محمدیہ مثل پھول کے ہے۔

۲۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ پ ۲۶ ع ۱۴۔ تحقیق کہ جو لوگ گھر کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے بے عقل ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پ ۲۶ ع ۱۳ (اور اگر وہ صبر کریں یہاں تک کہ نکلے تو ان کی طرف تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) اللہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر پیار ہے کہ ذرا سی بے ادبی گوارا نہیں کرتا۔ اور بے ادبوں کو بذریعہ وحی تنبیہہ فرمادیتا ہے۔

۲۸۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ پ ۲۹ ع (قسم ہے نون اور قلم کی اور جو تحریر میں آئی اے محمدؐ اللہ کے "فضل" سے آپ مجنون نہیں ہیں اور آپ کے لئے بیحد ثواب ہے۔ اور بیشک آپؐ بڑے اخلاق والے ہیں)

شانِ نزول: ایک دن ولید بن مغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہہ دیا۔ آپ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ اللہ کو یہ بات شاق گزری اور قسمیں کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ نٓ سے مراد ذات بحت۔ قلم سے مراد حقیقت محمدیہ ہے۔ اس لئے کہ اسی سے تمام عالم کا ظہور ہوا۔ اور یسطرون سے مراد تمامی ظہور اور ممکنات۔ مقصد یہ کہ اللہ نے اپنی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام عالم کی قسم کھائی ہے۔ بعد میں غضب میں آکر اللہ نے ولید بن مغیرہ

کے دس عیوب بیان فرمائے۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۙ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۙ پ ۲۹ ع ۳ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات نہ سنو جو جھوٹی قسمیں کھانے والا ذلیل خوار۔ طعنہ باز۔ بڑا چغل خور۔ بھلائی سے روکنے والا۔ حد سے بڑھنے والا سخت گنہگار سخت دل ہے اور اس پر طرہ یہ کہ حرامی ہے) اور تو خرابی اسکے اندر تھی ہی حرامی کے متعلق اپنی ماں سے جاکر غصہ میں دریافت کیا کہ اس نے گھبرا کر اور خوف زدہ ہو کر سب بیان کر دیا کہ تمہارا باپ نامرد تھا اور بڑا مالدار تھا میں نے ایک چرواہے سے نطفہ لیا تھا۔ غور کرنا چاہیئے کہ اللہ کو کتنی پاسداری اپنے محبوب کی منظور ہے کہ اگر کوئی بے ادبی کرے تو اس کو بہت شاق گزرتا ہے۔

شعر

ایمان ہے جسکا نام وہ حب رسول ہے
جب یہ نہیں تو ساری عبادت فضول ہے

بَابِ نہم ۹

شانِ رسولِ کریم درنظر اہل اللہ و علمائے ربانی

۱۔ فرمان حضرت محی الدین ابن عربیؒ در فصوص الحکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحہ (الحمد) کی پہلی آیتوں اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں میں سے مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور سورہ فاتحہ کی پہلی آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ پس اسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم ارواح اور اجسام کے جامع ہوئے اور اس کو ربوبیت کہتے ہیں۔ جہت ربوبیت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اسمیں پھینکنے کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ اور یہ ربوبیت اس وقت متصور ہو سکتی ہے جب ہر مستحق کو اس کا حق ادا کیا جائے اور عالم کے کل حاجات کی چیزوں کا فیضان اسی سے پایا جائے۔ اور یہ بات بغیر پوری قدرت اور تمام صفات الٰہیہ کے ممکن نہیں ہے۔ اسی واسطے ان کو تمام اسماء پر حکومت حاصل ہے۔ اور اس سے وہ عالم میں ہر ایک کی استعداد کے موافق تصرف کرتے ہیں۔ اس حقیقت محمدیہ کو بھی مارنا اور جلانا اور لطف و قہر، رضا اور سخط جمیع صفات حاصل ہیں۔ تاکہ وہ عالم میں اور اپنے نفس اور اپنی بشریت میں بھی تصرف کر سکیں اور ان کا رونا اور شکستہ خاطر ہونا اور دل تنگ ہونا ربوبیت کے خلاف نہیں کیونکہ وہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت اقتضار تھی۔ اور صفت بشریت کا ظہور تھا اور آپ کے مرتبہ کی جہت سے آسمان اور زمین میں ایک دانہ رائی کے برابر بھی کوئی شئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے نہیں چھپی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت عالم میں صفت الٰہی سے تھی پس آپ کا اس عالم میں نزول کرنا بھی کمال ہے۔ جیسے لیلۃ المعراج میں عروج کرنا آپ کا کمال ہے۔

۲۔ امام احمد بن حجر مکی جواہر المعظم میں تحریر فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بڑے خلیفہ ہیں اور رب کے کرم کے خزانے ہیں اور ساری نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہیں جسکو چاہیں دیدیں۔

۳۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سوئم میں تحریر فرماتے ہیں۔ انبیائے کرام کو خدا نے اس قدر علم معرفت دیا ہے کہ وہ حضرات مخلوق کے اندرونی حالت اور ان کی جانوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور ان کو ایسی قدرت دی ہے کہ ظاہر پر بادشاہت کرتے ہیں۔

۴۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں رقم طراز ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملک، ملکوت، جن و انسان اور سارے عالم رب کی عطا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ متولی امور مملکت الٰہیہ وگماشتۂ درگاہ الٰہی ہیں تمام کون و مکان ان کے سپرد ہیں۔

۵۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل شواہد الحق میں ارقام فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں اور منع بھی کر دیتے ہیں۔ سائلوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں اور مصیبت زدوں کی مصیبت دور فرماتے ہیں۔ اور شفاعت فرما کر جس کو

چاہیں گے جنّت میں داخل کریں گے۔

۶۔ امام احمدؒ بن محمدؒ خطیب قسطلانی مواہب لَدُنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ میرے ماں باپ اِس شہنشاہ حقیقیؐ پہ قربان جو اس وقت سے بادشاہ ہیں جب کہ آدمؑ پانی اور مٹی میں تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ چاہ لیں تو اسکے خلاف ممکن نہیں اور نہ کوئی اس کو روک سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسمؐ ہے کیونکہ جنتیوں کو جنّت بانٹتے ہیں۔

۷۔ امام اعظم ابوحنیفہ قصیدہ نعمان میں رقم طراز ہیں۔ یارسُول اللہ میں آپکی دین و عطا کا امیدوار ہوں اور خلقت میں آپکے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔

۸۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ (ماخوذ از قصیدۂ اطیب النغم)

وَصَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ خَیْرَ خَلْقِہٖ　وَیَا خَیْرَ مَامُوْلٍ وَّیَا خَیْرَ وَاھِبِ

تم پر درود کہ یا اے بہترین کائنات　اے بہترین اُمید گہہ اے بہترین صاحب عطا

وَیَا خَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ　وَمَنْ جُوْدُہٗ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

اور اے بہتر ان سے جن سے ہے دفع مصیبت کی امید　فائق ہی جود ابر سے سرکار کی جود و سخا

وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِّنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ　اِذَا اَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

سختی کے حملوں سے تمہیں دوگے پناہ اے شاہِ دیں　جب دل میں پنجے ڈالدے بدتر مصیبت کی بلا

۹۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مختار کل تسلیم کرتے ہیں اور حاجت روائی کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حرف ندا کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں

جہاز اُمّت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
اب چاہے ڈباؤ یا ترا یا رسُول اللہ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں

اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسُول اللہ

۱۰۔ علامہ ابوسیریؒ قصیدہ بردہ میں رقمطراز ہیں: یارسُول اللہ دنیا و آخرت آپ کی سخاوت سے ہے اور لوح اور قلم کا علم آپ کے علم کا ایک حصّہ ہے۔

۱۱۔ مولانا ابوالقاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی اپنے دادا پیر (حاجی امداد اللہ صاحب) کی پیروی میں سرکار دو عالم کو حرف ندا سے پکارنے کے ساتھ مدد کے بھی طالب ہیں۔

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے — کرے ہیں اُمتی ہونے کا یا نبی اقرار

طفیل آپکے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہئے اگر تم کو مبدء الآثار

کروروں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام — کریگا یا نبیؐ اللہ کیا یہ میری پکار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

۱۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی (ماخوذ از شمیم الطیب ترجمہ شمیم الحبیب ص۱۴۵)

دستگیری کیجئے میرے نبیؐ — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولا خبر لیجئے میری

۱۳۔ حضرت مُلّا جامیؒ فرماتے ہیں:۔

جہان روشن است از جمال محمدؐ — دلم زندہ شد از وصال محمدؐ

خوشا چشم کو بنگرد مصطفےٰ را — خوشا دل کہ دارد خیال محمدؐ

بصدق و صفا گشت بیچارہ جامی — غلام غلامان آل محمدؐ

۱۴۔ **ذیل کے درود شریف** جو حضرت سیدّا احمدؐ ابن ادریس قطب الاقطاب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب اور شان پر

کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ جو اُن کی تصنیف الاوراد الجلیلۃ الادریسیہ سے نقل کی گئی ہیں۔ یہ کل پندرہ درود شریف ہیں جو ترتیب وار مع ترجمہ کے درج کیجاتی ہیں۔

اَلصَّلوٰةُ الاُولیٰ (پہلی درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی طَآمَّةِ الْحَقَائِقِ الْکُبْرٰی سِرِّ الْخَلْوَتِ الْاِلٰهِیَّةِ لَیْلَةِ الْاِسْرَا تَاجِ الْمَمْلَکَةِ الْاِلٰهِیَّةِ طَلْبُوْعِ الْحَقَائِقِ الْوُجُوْدِیَّةِ بِسِرِّ الْوُجُوْدِ وَسِرِّ بَصِیْرَةِ الشُّھُوْدِ حَقِّ الْحَقِیْقَةِ الْعَیْنِیَّةِ وَھُوِیَّةِ الْمَشَاھِدِ الْغَیْبِیَّةِ تَفْصِیْلِ الْاِجْمَالِ الْکُلِّیِّ الْاٰیَةِ الْکُبْرٰی فِی التَّجَلِّیْ وَتَدَلِّیْ نَفْسِ الْاَنْفَاسِ الرُّوْحِیَّةِ کُلِّیَّةِ الْاَجْسَامِ الصُّوْرِیَّةِ عَرْشِ الْعُرُوْشِ الذَّاتِیَّةِ صُوْرَةِ الْکَمَالَاتِ الرَّحْمَانِیَّةِ لَوْحِ مَحْفُوْظِ عِلْمِکَ الْمَخْزُوْنِ وَسِرِّ کِتَابِکَ الْمَکْنُوْنِ الَّذِیْ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یَا فَاتِحَةَ الْمَوْجُوْدَاتِ یَا مَجْمَعَ مَجْرَایِ الْحَقَائِقِ الْاَزَلِیَّاتِ وَالْاَبَدِیَّاتِ یَا عَیْنَ جَمَالِ الْاِخْتِرَاعَاتِ وَالْاِنْفِعَالَاتِ یَا نُقْطَةَ مَرْکَزِ جَمِیْعِ التَّجَلِّیَاتِ یَا عَیْنَ حَیَاةِ الْحُسْنِ الَّذِیْ طَارَتْ مِنْہُ رَشَاشَاتٌ فَاقْتَسَمَتْھَا بِحُکْمِ الْمَشِیْئَةِ الْاِلٰهِیَّةِ جَمِیْعُ الْمُبْدَعَاتِ یَا مَعْنٰی کِتَابِ الْحُسْنِ الْمُطْلَقِ الَّذِیْ اعْتَکَفَتْ فِیْ حَضْرَتِہٖ جَمِیْعُ الْمَحَاسِنِ لِتَقْرَاءَ حُرُوْفَ حُسْنِہِ الْمُقَیَّدَاتِ یَا مَنْ اَرْخَتْ حَقَائِقُ الْکَمَالِ کُلُّھَا بُرْقُعَ الْحِجَابِ دُوْنَ الْخَلْقِ وَاَجْمَعَتْ اَنْ لَّا تَنْصُرَ لِغَیْرِہٖ اِلَّا بِہٖ مِنْ جَمِیْعِ الْمُکَوَّنَاتِ یَا مَصَبَّ یَنَابِیْعِ ثَجَّاجِ الْاَنْوَارِ السُّبْحَانِیَّاتِ الشَّعْشَعَانِیَّاتِ یَا مَنْ تَعَشَّقَتْ بِکَمَالِہٖ جَمِیْعُ الْمَحَاسِنِ الْاِلٰهِیَّةِ یَا یَاقُوْتَةَ الْاَزَلِ یَا مَغْنَاطِیْسَ الْکَمَالَاتِ قَدْ

اَیِسَتِ الْعُقُوْلُ وَالْفُهُوْمَ وَالْاَلْسُنُ وَجَمِیْعِ الْاِدْرَاکَاتِ اَنْ تَقْرَأَ رُقُوْمَ مَسْطُوْرِ کُنْهِیَّاتِکَ الْمُحَمَّدِیَّاتِ اَوْ تَصِلَ اِلٰی حَقِیْقَةِ مَکْنُوْنَاتِ عُلُوْمِکَ اللَّدُنِّیَّاتِ وَکَیْفَ لَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ کُنْهِکَ قَرَأَ الْمُقَرَّبُوْنَ کُلُّهُمْ حَقِیْقَتَ التَّجَلِّیَاتِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ یَازَیْنَ الْبَرَایَا یَامَنْ لَوْلَاهُ لَوْلَمْ تَظْهَرْ لِلْعَالَمِ عَیْنٌ مِّنَ الْخَفِیَّاتِ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهُ عِلْمُ اللّٰهِ ۞

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اس ذات نفیسہ پر کہ جو بڑی سے بڑی اور زبردست سے زبردست کبریٰ حقیقتوں کی تمام یعنی قیامت بھی ہو اور سیر کرائی جانے والی شب کی الٰہیہ خلوت کی وہ بھید بھی اور حقیقت عینیہ کی حقیقتوں کا وہ حق بھی ہو اور غیبیہ مشاہدے کی جگمگتی وہ ہویت بھی اور اجمال کلی کی وہ تفصیل بھی اور ہر تجلی میں وہ ایک نشان بیّن بھی ہو اور تدلّی میں وہ ایک بھاری پتہ بھی ہو، روحیہ سانسوں کا وہ سانس بھی ہو اور صورت والے اجسام کی وہ کلیت بھی ذاتیہ عروش کا عرش بھی ہو اور رحمانیہ کمالات کی وہ صورت بھی تیرے پوشیدہ علم مخزنوں کی لوح محفوظ بھی ہو۔ اور تیری وہ کتاب بھی کہ جس کو کسی نے کبھی چھوا ہی نہ ہو مگر منتہائی مرتبہ کے پاک حضرات نے اے فاتح موجودات اور اے ازلیات وابدیات کی حقیقتوں کے دو زخار بحر کے مجموعے اے اختراعاتی وانفعالاتی مخلوق کی جمال عین اور اے جمیع تجلیات وتعینات کے نقوش وخطوط کے نقطے اور اے ایسے حسن کی عین زندگی کہ جس میں سے بے انتہا پھوار حسن کی اڑ اڑ اور مشیت الٰہیہ کے حکم سے اپنی جمیع کثرت میں منتشر ہو اور پھیل گئیں۔ اے حسن دلکش مطلق کی کتاب کے معنیٰ معتکف ہو گئے۔ تجھ میں مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ جمیع حسنا تا کہ

ہر کوئی نہ پڑھ سکے۔ حسن مقید کے حرفوں کو اے وہ کہ جس نے ڈھیلی کر دیں حقیقتِ کمال کی ساری کی ساری حجب کے رخوں پر سے رقعوں کے پھاڑ ڈالنے اور نیست کر دینے سے اپنے ظہور کے سبب سے اور ایسا اس وجہ سے ہوا تاکہ تو کسی کو دیکھے ہی نہیں اپنا غیر ہونے کے باعث سے مگر اسی کو کہ جس میں یا جس پاس تجھے خود تو بھی نظر آئے۔ تمامی مُکَوَّنَاتِ الٰہیہ (ترجمہ، مکونات فی زبانِ اُردو وہ مخلوقات کہ جو بود و نمود دی گئی بحیثیت تعیّن) سے اے اپنی ہستی کے وہ زبردست پہاڑ کہ جس میں سے تیری بیشمار تجلّیوں کے چھوٹے اور چشمے ٹپک اور بہہ رہے ہیں اور جاری ہیں۔ انوار جلالِ اللہ کے ایسے منور جیسے آفتاب اے وہ ذات نفیسہ کہ جس کے کمالاتِ صوری و معنوی پر جمیع محاسن الٰہیہ لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ اے ازلی وصف عشق ذاتی کے ازلی یاقوتی جوہر اور اے اسی ازلی ذات کے کمالات کلی کو اپنی طرف جذب کرنے والے ازلی مقناطیسی تحقیق مایوس و مجبور ہو گئی ہیں، عقلیں اور فہمیں اور زبانیں اور تمامی مدرکات چہ جن وانسانی وچہ ملکی اس سے کہ جس لوح کنہی پر تیری ثنائے حقیقی لکھی ہوئی ہے۔ اسے پڑھ سکیں اور پھر پڑھ کر اسے سمجھ بھی سکیں یا یہ کہ رسائی بھی کر سکیں۔ تیری حقیقت کی بھی حقیقت کے لَدُنّیّات تک اور کیسے ایسا ممکن ہو سکتا ہے اے رسُول اللہ کے کیونکہ تیری کہنہ حقیقت جس لوح پر لکھی ہوئی ہے اس کو سوائے اَخصّ انبیاء و اولیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام و الرحمۃ و الرضوان نہ اسے کوئی پڑھ ہی پایا ہے اور نہ سمجھ ہی۔ رحمت کاملہ اور سلام تامّہ نازل محبوب تجھ پہ اے زین برایا، اے آراستگی و زینت مخلوقات احق صحیح و اصل تو یہی ہے۔ کہ اگر تو کنز مخفی میں ہوتا ہی نہیں بحیثیت وجود اپنے کے تو کوئی چیز بھی شان عدم و خفی چھوڑتی اور نہ ظہور و جلاء کے عالم میں تعیّن و حدِّ مقرر کئے تھا مشاہدے

میں مشہود ہو پاتی ہر لمحہ اور سانس بھر کے زمانے میں اتنی دفعہ کہ جتنے اعداد کا علم تجھے ہو۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اَلصَّلٰوۃُ الثَّانِیَّۃُ (دُوسری درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَظْھَرِ الْعَظْمَۃِ الذَّاتِیَّۃِ جَمْعِیَّۃِ عُیُوْنِ الْحَقَائِقِ الرَّحْمُوْتِیَّۃِ سِرِّ مَلَکُوْتِ الْاَسْمَآءِ الْمُعَبَّرِ عَنْہُ بِالْعَمَآءِ قَبْلَ خَلْقِ اَرْضٍ وَّسَمَآءٍ ۝ سَارِجِ الذَّاتِ الْاَحَاتِیَّۃِ الْوُجُوْدِ نُقْطَۃِ دَائِرَۃِ الْکَمَالِ الْاِلٰھِیِّ فِی الْغَیْبِ وَالشُّھُوْدِ نَفْخِ رُوْحِ النَّفَسِ الرَّحْمَانِیِّ فِیْ کُلِّیَّاتِ الْوُجُوْدِ الْعَیَانِیِّ ۝ غَیْبِ ھُوَ فِیْ ھُوَ ھُوَ مِنْ ھُوَ ھُوَ فَصَلِّ اللّٰھُمَّ عَلَیْہِ بِھُوَ ھُوَ فِیْ ھُوَ ھُوَ مِنْ ھُوَ ھُوَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ۝ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اس ذاتِ نفیسہ پر کہ جو تیری ذاتیہ عظمت کی مظہر بھی اور تیری رحموتیہ حقیقتوں کے عیون کی جمعیت بھی اور تیرے اسماء ملکوتیہ عماء نامیہ کا بھید بھی اور ذات سارج و فرد و تنہا و یکتا کہ جو قبل تخلیق زمین و آسمان تھا موجود بھی اسکے وجود کی احاطیت کے دائرۂ کمالِ الٰہیہ غیبی و شہودی نامی کی وہ نقطہ بھی اور کلیّات وجود عیانی میں نفخ رحمانی کا وہ نفخ روحی بھی اور ضمیر ہُو کے غیب میں خود وہ عین ہُو بھی۔ بلکہ وہ خود بھی اور وہ اس سے بھی پس رحمت کاملہ نازل فرما میرے اللہ ایسی رحمت کاملہ کہ جو اسکے اندر خود اسی سے خود اسی کے اور اے وہ کہ خود وہ اور اسکے آل و اصحاب پہ بھی اسی شان کی رحمتِ کاملہ اور سلام تام نیز ہر لمحہ و سانس

بھر کے زمانے میں اتنی دفعہ کہ جتنے عددوں کا علم تجھ کو ہو۔

الصَّلوٰۃ الثَّالِثَۃِ (تیسری درود)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَسۡئَلُکَ بِجَلَالِ وَجۡھِکَ وَعَظۡمَۃِ ذَاتِکَ وَکَمَالِ عِلۡمِکَ وَجَمَالِ اَسۡمَآئِکَ وَصِفَاتِکَ اَنۡ تُصَلِّیَ اَعۡلَی النُّوۡرِ الذَّاتِیِّ وَالۡمَنۡظَرِ الصِّفَاتِیِّ مَجۡلٰی الۡحَقَائِقِ الۡقُرۡاٰنِیَّۃِ صُوۡرَۃِ مَادَّۃِ التَّجَلِّیَاتِ الۡفُرۡقَانِیَّۃِ الرُّوۡحِ الۡقُدُّوۡسِیِّ وَالسِّرِّ السُّبُّوۡحِیِّ بَرۡزَخِ الۡعَظۡمَۃِ الذَّاتِیَّۃِ الۡحَاجِزِ بَیۡنَ خَلۡقِکَ وَسُبُحَاتِ وَجۡھِکَ کُلِّ الۡکُلِّ فِیۡ سِرِّ کُلِّ الۡکُلِّ حَیۡثُ الۡکُلُّ لِلۡکُلِّ فُیُوۡضِ الۡجَمَالِ وَالۡجَلَالِ وَالۡکَمَالِ مِنۡ حَیۡثُ لَاحَیۡثُ اِلٰی حَیۡثُ لَاحَیۡثُ فِیۡ حَیۡثُ لَاحَیۡثُ فَصَلِّ اللّٰھُمَّ عَلَیۡہِ وَسَلِّمۡ مِنۡ حَیۡثُ لَاحَیۡثُ فِیۡ حَیۡثُ لَاحَیۡثُ کَمَا اَنۡتَ حَیۡثُ لَاحَیۡثُ عَدَدَ الۡاَعۡدَادِ الۡمُتَنَاھِیَۃِ کُلِّھَا مِنۡ حَیۡثُ اِنۡتِھَاءُ ھَا فِیۡ عِلۡمِکَ مِنۡ جَمِیۡعِ الۡحَیۡثِیَّاتِ وَمِنۡ حَیۡثُ لَا اَعۡدَادَ مِنۡ وُجُوۡدٍ عَدَمِ الۡحَیۡثِیَّاتِ کُلِّھَا فِیۡ مَکۡنُوۡنِ عِلۡمِکَ مِنۡ غَیۡرِ اِنۡتِھَاءٍ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ فِیۡ کُلِّ لَمۡحَۃٍ وَّنَفۡسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلۡمُ اللّٰہِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ تحقیق میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے بےمثل اور منتہائی منور چہرے کے جلال اور نیز تیری ذات کی عظمت اور نیز تیرے علم کے کمال اور نیز تیرے وصفوں اور ناموں کے جمال کے طفیل میں یہ کہ تو رحمت کاملہ نازل فرما اپنے نور عین ذات پر اپنے تمامی صفات کے منظر یعنی مشہود کلی ناسوت پر قرآنیہ یعنی جمعی حقیقتوں کی تجلی گاہ پر فرقانیہ یعنی انتشاری

اور فرقی جدا جدا علیحدہ علیحدہ الگ الگ کا وصف رکھنے والی مادّہ کی مجموعی صورت کے افراد پر کہ جسمیں کی ہر صورت ایک روح وصف قدّوسیہ اور سرّ وصف سُبّوحیہ ہے اور کیونکہ وہی نور مصلّٰی علیہ کہ جس پر یہ درود پڑھی جارہی ہے وہ برزخ عظیم اور حاجز ہے یعنی حائل و پردہ ہے۔ انوارِ جلال اللہ یعنی سُبُحَات کا لہٰذا ایسے وصف والے نور ذات پر کہ وہی تو ہے۔ کل کا بھی کل اور کل کے بھی کل کا بھید حیثیت کل کی رکھنے والا کل کے لئے جلال و جمال و کمال الٰہیہ کا وہی توفیض و فیضان بھی ہے۔ اے اللہ میرے ایسی حیثیت سے رحمت کاملہ نازل فرما کر جو حیثیت کے اندر حیثیت سے حیثیت کی طرف لاحیثیت ہو پس رحمت کاملہ نازل فرما اے میرے اللہ اور سلامتی تامّہ بھی اسی حیثیت کی کہ جو حیثیت کے اندر حیثیت سے حیثیت کی طرف لاحیثیت ہو جیسی کہ تو شان حیثیت بھی رکھتا ہے اور شان لاحیثیت بھی کل اعداد کے عدد کی تناہی حیثیت جس قدر علم بھی اعداد کا تیرے علم میں ہو اس حیثیت سے بھی جمیع حیثیات کے اعتبار سے بھی اور ہاں حیثیت بھی کہ جس حیثیت سے مطلقاً اعداد ہی ندارد ہیں۔ تیرے علم کی انتہائی اعتباری جہت و وجہ سے تحقیق ہو ہر حیثیتِ شئے کے تعین و حد کے نمودار کرنے پر قادر و قدیر مطلق ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول علیہ السّلام ہی بہتر جانتے ہیں۔ اصل حقیقت یعنی صواب کو اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ ؕ

الصَّلٰوۃُ الرَّابِعَۃ (چوتھی درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِكَ اللَّامِعِ وَمَظْهَرِ سِرِّكَ الْجَامِعِ الَّذِیْ طَرَّزْتَ بِجَمَالِهٖ الْاَكْوَانَ وَزَیَّنْتَ بِبَهْجَةِ جَلَالِهٖ الْاَوَانِ الَّذِیْ فَتَحْتَ ظُهُوْرَ

الْعَالَمِ مِنْ نُوْرِ حَقِيْقَتِهٖ وَخَتَمْتَ كَمَالَهٗ بِاَسْرَارِ النُّبُوَّةِ فَظَهَرَتْ صُوَرُ الْحُسْنِ مِنْ فَيْضِهٖ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ وَلَوْلَا هُوَ مَا ظَهَرَتْ لِصُوْرَةٍ عَيْنٌ مِنَ الْعَدَمِ الرَّمِيْمِ الَّذِيْ مَا اسْتَغَاثَكَ بِهٖ جَائِعٌ اِلَّا شَبِعَ وَلَا ظَمْاٰنٌ اِلَّا رَوِيَ وَلَا خَائِفٌ اِلَّا اٰمِنَ وَلَا لَهْفَانٌ اِلَّا اُغِيْثَ وَاِنِّيْ لَهْفَانٌ مُسْتَغِيْثُكَ اَسْتَمْطِرُ رَحْمَتَكَ الْوَاسِعَةَ مِنْ خَزَائِنِ جُوْدِكَ فَاَغِثْنِيْ يَا رَحْمٰنُ يَا مَنْ اِذَا نَظَرَ بِعَيْنِ حِلْمِهٖ وَعَفْوِهٖ لَمْ يَظْهَرْ فِيْ جَنْبِ كِبْرِيَاءِ حِلْمِهٖ وَعَظْمَةِ عَفْوِهٖ ذَنْبٌ اِغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَتَجَاوَزْ عَنِّيْ يَا كَرِيْمُ ۝ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ہر لمحہ و نفس میں اتنی مرتبہ جتنے اعداد کا علم تجھے ہو ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نامی پر کہ جو تیرا، منتہائی روشن اور چمکتا ہوا نورِ عین ذات بھی ہے۔ اور نیز تیرے روشن اور چمکتے ہوئے عینِ نورِ ذات کا ایسا مظہر بھی ہے وہ منقش کیا ہے تو نے اسکے جمال سے عالم اکوان کی ساری تجلیات کو اور مزین و زیبا و مرصع کیا ہے۔ تو نے اسکے جلال سے عالم آوانکی ہر آنی تجلی کو اس کی حقیقت کے نور سے تجھے اپنے کنزِ مخفی سے نفوح میں پایا تو نے عالم ناسوت کا ظہور اسی نوری ذاتی کے واسطے سے اور عالم انسانی کے کمالات کو ختم کیا ہے تو نے اسی کی نبوت کے واسطہ سے جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ظاہر ہوگئیں عالم ناسوت میں تمام انسانی حسینہ اور جمیلہ صورتیں احسن تقویمی شان کو لئے ہوئے اسی نور کے فیضان سے اور اگر نہ ہوتا تو وہ عدم رمیم کے عالم یعنی عماء و بحث سے کوئی تجلی صورتیہ کبھی نہیں ظہور میں آتی۔ اور بے حسّی اور بے ادراکی کے

غیب کے عالم میں یکایک وناگاہ تجھے اسی ننشا پر پہنچنے کی بھوک کی مشابہ حرکت بے حرکتی ہوئی حالانکہ عشق کی غذائے حُسنی سے تو ازل ہی سے سیر تھا کہ جسے تیری تجلی ازلیہ درازلیہ جائع بالقویٰ سے جائع بالفعل ہوگئی۔ حالانکہ ازل در ازل میں سیر در سیر تھا تو، حقیقت درحقیقت تو یہ ہے کہ تیری ثناء بجالانے کے لئے زبان کے لئے گویائی ہے ہی نہیں۔

پس جو بولا وہ غلط جو سمجھا وہ غلط اولیٰ در اولیٰ خموشی ہی ہے۔ مگر ترجمۂ عبارت نے لاچار کردیا نہ تو جائع تھا نہ ظمآن یعنی نہ بھوکا تھا نہ پیاسا نہ بالقویٰ نہ بالفعل مگر بات کئے بغیر عمیق نکات سمجھ میں نہیں آسکتے۔ غیب الغیب تیری عماء وبحت کا عالم تو وہ تھا کہ وہاں کیلئے نہ تجھے بالقویٰ کہتے ہوئے بنتا نہ بالفعل نہ خائف کہتے ہوئے بنتا نہ امین نہ تھا تو خوف زدہ بالقوت تو کہ امن میں آگیا ناطق اور غیر ناطق دونوں کیلئے بحیثیت مخلوق لَا لِسَانَ لِمَخْلُوقٍ يَبْلُغُ الثَّنَاءَ عَلَيْكَ (مخلوق کیلئے زبان ہے ہی نہیں کہ کما حقہٗ ثناء بجا لاسکے) اے میرے اللہ تحقیق میری شان یہ ہے کہ میں افسوس کنندہ بھی ہوں اور میں ہی تجھ سے استغاثہ طلب کرتا ہوں۔ یعنی فریادرسی، نہ تو افسوس کنندہ ہے اور نہ مُستغیث۔ اپنے اوپر میں تیری رحمت کی تجھ سے موسلا دھار بارش برسنا طلب کرتا ہوں تیری جود وبخشش کے خزانوں سے فَاَغِثْنِيْ يَا رَحْمٰنُ (پس میری فریاد کو پہنچ اے انتہائی مہربانی کرنے والے یعنی وہ ذات ہستی) يَا مَنْ اِذَا نَظَرَ بِعَيْنِ حِلْمِهٖ وَعَفْوِهٖ لَمْ يَظْهَرْ فِيْ جَنْبِ كِبْرِيَآءِ حِلْمِهٖ وَعَظَمَةِ عَفْوِهٖ ذَنْبٌ اِغْفِرْ لِيْ عَلَيَّ وَتَجَاوَزْ عَنِّيْ يَا كَرِيْمُ ہر سانس اور لمحہ بھر کے زمانے میں اتنی دفعہ جتنے عددوں کو تیرا علم جانتا ہو۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۝

لَا الْمُحَرِّرُ وَ الْمُتَرْجِمُ وَ الْمُفَسِّرُ اِلَّا اَنْتَ وَ رَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے میرے اللہ میری فریاد کو پہونچ کر میری توبہ قبول فرما کر میری خطاؤں اور گناہوں اور نافرمانیوں اور میری مکاریوں اور عیاریوں کو درگزر فرما۔ اٰمِین بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

اے میرے اللہ حق تو یہ ہے کہ تو نے اپنے حلم یعنی وصف بردباری اور اپنے عفو یعنی وصف معافی سے دیکھا تو تیرے وصف حلم و عفو کی عظمت و کبریائی کے وسیع پہلوؤں میں پھر خطا و گناہ اور ذنب اور عصیاں کے انبار کسی کے سر باقی رہ سکتے ہی نہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ الْخَامِسَۃ (پانچویں درود)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الذَّاتِ الْكُنْهِ قِبْلَةِ وُجُوْهِ تَجَلِّیَاتِ الْكُنْهِ ۝ عَیْنِ الْكُنْهِ فِی الْكُنْهِ الْجَامِعِ ۝ لِحَقَائِقِ كَمَالِ كُنْهِ الْكُنْهِ الْقَائِمِ ۝ بِالْكُنْهِ فِی الْكُنْهِ لِلْكُنْهِ ۝ صَلٰوةً لَا غَایَةَ لِكُنْهِهَا دُوْنَ الْكُنْهِ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا یَنْبَغِیْ مِنَ الْكُنْهِ لِلْكُنْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ الَّذِیْ هُوَ عَیْنُكَ لَا غَیْرُكَ اَنْ تُرِیَنِیْ وَجْهَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ عِنْدَكَ اٰمِیْنَ ۝ فِیْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اپنی کنہہ کی ایسی ذات پر کہ جو کنہہ کی تجلیات کنہیہ کلیہ کی قبلہ کی وجوہ ہے۔ اور وہ ذات کہ جو کنہہ میں عین کنہہ جامع ہو۔ قائم کنہہ کی کنہہ کے کمال کی حقیقتوں کیلئے کنہہ کے تھا

کنہہ میں کنہہ کے لئے ایسی رحمت کاملہ نازل فرما کہ جس کے لئے نہ نہایت ہو نہ کسی حیثیت کر بھی مگر یہ کہ کنہہ ہی حیثیت کی نہایت اس کے لئے نہایت ہو نہ کہ غیر کنہہ کی اور اس کی آل پر بھی ویسی ہی رحمت کاملہ اور سلامتی تامّہ بھی خواہ رحمت کاملہ ہو یا سلامتی تامّہ اس پر اور اس کی آل پر ویسی ہی نازل فرما جس کا کہ وہ خود اور اس کی آل لائق ہے۔ اور قابل کنہہ سے کنہہ کے لئے ہر لمحہ اور ہر سانس بھر کے زمانے میں اتنی دفعہ جتنے عددوں کا علم تجھے ہو۔ اے میرے اللہ تحقیق میں تجھ سے سوال کرتا ہوں طفیل میں تیرے اس نور پاک کے کہ جو تیرے تمامی اقسام کے انوار الٰہیہ کا نور ہے۔ اور وہ نور تیرا عین مطلق ہے نہ کہ غیر تیرا اس بات کا کہ تو مجھے دکھا اپنے نبی مکرّم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چہرۂ مبارکہ کو جو تیری منشاء حقیقی کے نزدیک چہرۂ مبارک تیرے نبی مکرّم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ تیرے نزدیک آمین یعنی اے اللہ ظہوراً ویسا ہی جو جیسی میں نے دُعا کی۔

الصَّلٰوۃ السَّادسۃ (چھٹی درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کِتَابِ کَمَالَاتِ کُنْہِ الذَّاتِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ الْمُطْلَقِ الْجَامِعِ لِسَائِرِ التَّقْیِیْدَاتِ ۝ صُوْرَۃِ نَاسُوْتِ الْخَلْقِ ۝ مَعَانِیْ لَاھُوْتِ الْحَقِّ الْغَیْبِ الذَّاتِ وَ الشَّھَادَۃِ الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ النَّاظِرِ بِالْکُلِّ فِی الْکُلِّ مِنَ الْکُلِّ لِلْکُلِّیَّاتِ وَالْجُزْئِیَّاتِ ۝ کَوْثَرِ سَلْسَبِیْلِ مَنْھَلُ حَوْضِ مَشَارِبِ جَمِیْعِ التَّجَلِّیَاتِ الْمُلْتَذِّ بِصُوْرَۃِ نَفْسِہٖ ۝ فِیْ جَنَّۃِ فِرْدَوْسِ ذَاتِہٖ ۝ بِنَظْرِہٖ بِہٖ مِنْہُ اِلَیْہِ فِیْہِ ۝ بَحْرِ قَامُوْسِ الْجَمْعِ

الْمُطَمْطَمِ ۝ وَطَرَازِ رِدَآءِ الْكِبْرِيَآءِ الْمُطَلْسَمِ ۝ وَوَرَاءِ الْوَرَاءِ
وَدُوْنَ الدُّوْنِ بِلَا دُوْنِ الَّذِىْ لَا اَحَدَ يُسَاوِيْهِ ۝ وَلَا فِيْهِ يُدَانِيْهِ ۝
كُرْسِيِّ الصِّفَاتِ وَالْاَسْمَآءِ ۝ جَبَلِ طُوْرِ تَجَلِّيَاتِ الْمُسَمّٰى رُوْحِ
ذَاتِ الْوُجُوْدِ ۝ مَجْمَعِ حَقَائِقِ اللَّاهُوْتِ الْمَشْهُوْدِ ۝ كَنْزِ الْمَعَارِفِ
الذَّاتِيَّةِ ۝ قُرْاٰنِ الْحَقَائِقِ الْاِلٰهِيَّةِ قُوَّةِ الْحَوْقَلَةِ وَكِفَايَةِ
الْحَسْبَلَةِ وَرَحْمَةِ الْبَسْمَلَةِ ۝ عَيْنِ الْعَيْنِ ۝ الْحَافِظِ بِقَائِمِ
صُوْرَتِهٖ ۝ كُلَّ عَيْنِ حَرْفِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمِ ۝ وَنُقْطَةِ الْحَقِّ
الْمُبْهَمِ الَّذِىْ لَا يُتْلٰى قُرْاٰنُهٗ اِلَّا مِنْ حَيْثُ الْحَقِّ ۝ لِعُجْمَةِ
اَحَدِيَّةِ ذَاتِهٖ عَنْ لُغَةِ الْخَلْقِ ۝ عَيْنِ الْعَظَمَةِ وَهَاءِ الْهُوِيَّةِ
نُوْنِ النَّاسُوْتِ وَلَامِ اللَّاهُوْتِ مَبْدَاءِ الْكُلِّ وَمَرْجِعِ الْكُلِّ ۝
وَهُوَ الْكُلُّ فِىْ كُلٍّ ۝ بِلَا بَعْضٍ وَّلَا كُلٍّ ۝ يَا طٰهٰ يَا عَيْنَ الْحَقِّ
الْمُبِيْنِ ۝ يَا قَلْبَ قُرْاٰنِ الْحَقَائِقِ يَا يٰسٓ كَلَّتِ الْاَلْسُنُ عَنْ
تَفْسِيْرِ جَمَالِ صِفَاتِكَ وَتَحَيَّرَتِ الْعُقُوْلُ وَتَاهَتْ فِىْ مَهَامِّهٖ
حَقَائِقِ كُنْهِ ذَاتِكَ صَلَّى اللّٰهُ الْعَظِيْمُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ بِكَمَالِ
اَحَدِيَّةِ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ عَلٰى كَمَالِ جَمْعِيَّةِ اَحَدِيَّةِ ذَاتِكَ
وَصِفَاتِكَ ۝ فِىْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ذات کے کمالات کی ام الکتاب پر جو جامع ہے تمامی قیودات وجودیہ مطلقہ کی ناسوت خلق کی وہ صورت اور لاہوتِ حق کے وہ معانی ذات کی وہ غیب اور اسماء اور صفات کی وہ شہادت کل سے کل ہیں کل کا وہ بالکل دیکھنے والا کلیات وجزئیات کو اور وہ اپنی ذات کی جنت فردوس میں اپنے نفس کی صورت پر مجموعی تجلیات کے کوثر کی حوض

یا روحانی و نورانی شراب کے سَلسبیل یا مُنہَل نامی چشمے کے پینے کی جگہوں میں اپنی ہی نظر سے اپنے ہی آپ، اپنے ہی کو آپ اپنے ہی طرف سے نظر ڈالنے والا حضرت کبریار کی طلسمی چادر جمعیت کا عمیق و ناپید اکنار و مُطَمطَم بحر و دریا پرے کے بھی پرے بغیر پرے کے غیر کا بھی غیر بلا غیر کے کوئی اس کا ہمسر و ہم پلہ و برابر نہ اسکے اندر کوئی اس کا غیر جیسے ٹھوس چیز کے اندر ٹھوس ہی صفات و اسماء کی کرسی تجلیات کا کوہ طور وجود ذات کی نامی روح لاہوت مشہود کے حقائق کا مجمع معارف ذاتیہ کا خزانہ حقائق الٰہیہ کا قرآن لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ کی قوت حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ کی کفایت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کی رحمت عین کا بھی عین اپنی قائم کی ہوئی صورت کا حافظ و نگہبان ہر حرف عین کا حرف غین معجم اور اسکے اوپر حق مبہم کا نقطہ کہ جس پر اس کا قرآن تلاوت نہیں کیا گیا۔ مگر حق کی حیثیت سے اپنی احدیت ذات کی عُجمت کے خلق کی لعنت سے وہ حرف غَیْن ہے وصف عظمت الٰہیہ کا وہ حرف ھا ہے ہویتِ ذات کا اور وہ حرف نُوْن ہے عالم ناسوت کا اور وہ حرف لام ہے عالم لاہوت کا وہ کل کا مبدا یعنی جائے شروع ہے۔ وہ مرجع کل کا ہے۔ یعنی ہر تجلی کے پلٹے کی جگہ اور وہ اپنی حقیقت کے عتبار سے کل ہی اندر کل ہی ہے اے وہ ہستی کہ ملقب کی گئی اور بولی اور پکاری گئی بلقب طٰہٰ بھی اور نیز وہ ہستی ملقب کی گئی اور پکاری گئی ہے بلقب قرآن حقائق و یٰسٓ بھی اور وہ اپنی حقیقت کی بھی حقیقت کے اعتبار سے تو وہ ہے کہ گونگی کر دی گئی ہیں زبانیں اسکے جمال کا وصف کلی بیان کرنے سے اور چکر میں ڈالدی گئی ہیں عقلیں اور نیز سر گردان کر دی گئی ہیں کہ تیری ذات

کی کنہہ کے حقائق تک عقلیں رسائی نہ کر سکیں۔ نہایت عظمت والے اللہ کی رحمت کاملہ تجھ پر اور سلام نازل ہوجیو اے محمد ﷺ اللہ کے صفات اور اللہ کی احدیت کے کمال کے اعتبار سے تیرے صفات وذات کی احدیت کی جمعیت کے کمال کی حیثیت پر ہر لمحے اور ہر سانس گھڑی کے زمانے میں اتنی دفعہ جتنی اعداد کا علم تجھ کو ہو۔

اَلصَّلٰوۃُ السَّابِعَۃُ (ساتویں درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَیْنِ بَحْرِ الْحَقَائِقِ الْوُجُوْدِیَّۃِ الْمُطْلَقَۃِ اللَّاھُوْتِیَّۃِ وَمَنْبَعِ الرَّقَائِقِ اللَّطِیْفَۃِ الْمُقَیَّدَۃِ النَّاسُوْتِیَّۃِ صُوْرَۃِ الْجَمَالِ وَمَطْلَعِ الْجَلَالِ مَجْلَی الْاُلُوْھِیَّۃِ وَسِرِّ اِطْلَاقِ الْاَحَدِیَّۃِ عَرْشِ اسْتِوَآءِ الذَّاتِ وَجْہِ مَحَاسِنِ الصِّفَاتِ مُزِیْلِ بُرْقُعِ حِجَابِ ظُلُمَاتِ اللَّبْسِ بِطَلْعَۃِ شَمْسِ حَقَائِقِ کُنْہِ ذَاتِہِ الْاَنْفَسِ عَنْ وَجْہِ تَجَلِّیَاتِ الْکَمَالِ الْاِلٰھِیِّ الْاَقْدَسِ کِتَابِ مَسْطُوْرٍ جَمِیْعِ اَحَدِیَّۃِ الذَّاتِ الْحَقِّ فِیْ رَقٍّ مَنْشُوْرٍ تَجَلِّیَاتِ الشُّئُوْنِ الْاِلٰھِیَّۃِ الْمُسَمّٰی کَثُرَتْ صُوَرُھَا النَّفْسِ بِاَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ الْقُدُسِ یَا کَامِلَ الذَّاتِ یَا جَمِیْلَ الصِّفَاتِ یَا مُنْتَھَی الْغَایَاتِ یَا نُوْرَ الْحَقِّ یَا سِرَاجَ الْعَوَالِمِ یَا مُحَمَّدُ یَا اَحْمَدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ جَلَّ کَمَالُکَ اَنْ یُّعَبِّرَ عَنْہُ لِسَانٌ وَعَزَّ جَمَالُکَ اَنْ یَّکُوْنَ مُدْرَکًا لِلْاِنْسَانِ وَتَعَاظَمَ جَلَالُکَ اَنْ یَّخْطُرَ فِیْ جَنَانٍ صَلَّی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مَجْلَی الْکَمَالَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ الْاَعْظَمِ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّ

نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما لاہوتیہ، مطلقہ کے وجود کی حقیقتوں کے بحرِ زخار کے عین پر نہایت باریک وحجابی قید کئے گئے لطیفہ، ناسوتیہ کے نکاسی کی جائے پر جمال کی صورت جلال کے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ الوہیت کی تجلی گاہ احدیت بولے جانے والے بھید استواء ذات کے عرش ذات کے حسنوں کی جگہوں کے چہرے لباسی حجاب والے برقعوں کے زائل کرنے والے اپنی نہایت نفیسہ ذات کے کنہی آفتاب کے طلوع کر آنے کے سبب اور اپنی کمال والی نہایت پاک تجلیوں کے باعث احدیتِ ذاتِ حق کی جمعیت کی لکھی گئی کتاب سطور، باریک سے بھی باریک تر بالکل حجابی الٰہیہ شیونات تام کی گئی خلق کی صورتوں کی کثرت روحیہ حقیقتوں کے طور کی سمت راست جو کلام کی گئی اپنے سے آپ اپنے نفس کے موسیٰ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا کے جملے سے نہایت قدس کے حضرت میں اپنی ہستی کے حقیقی کامل اور جمیل اور اے منتہاء تمام غایتوں کی اے حق کے نور اے عوالم کلیہ کے چراغ اے محمدؐ و احمدؐ نامی اے باعتبار کنیت ابو القاسم نامی جلیل ہوا جمال تیرا کہ جسکی زبان تعبیر نہیں کر سکتی اور غالب ہو گیا جمال تیرا کہ جس کے باعث ادراک انسانی گم ہو گیا اور نہایت عظمت والا اجلال ہو گیا تیرا کہ جسکے سبب قلوب قاصر ہو گئے خطرات لانے سے رحمت کاملہ نازل ہو جیو تجھ پر اور سلامتی تامہ اے اللہ کے رسول اے کمالات الٰہیہ کے اعظم تجلی گاہ ہر لمحہ و ہر سانس لینے بھر کے زمانے میں اتنی دفعہ جتنے اعداد کا بھی کہ علم تجھ کو ہو۔

اَلصَّلٰوةُ الثَّامِنَةُ (آٹھویں درود)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سِرَاجِ اُفُقِ

الْاُلُوْهِيَّةِ وَمَعْدَنِ كُنُوْزِ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ ۞ سِرِّ اِسْتِوَآءِ الرَّحْمَانِيَّةِ
مَنْظَرِ وُجُوْدِ الْاَسْمَآءِ الْاِلٰهِيَّةِ وَمَظْهَرِ سَبُوْبِيَّةِ الْاَسْمَآءِ النَّفْسِيَّةِ
حَقِّ الْحَقِّ وَنُقْطَةِ دَائِرَةِ اِسْتِمْدَادِ وُجُوْدِ الْخَلْقِ ۞ مَصْدَرِ الْهُوْ
فِي الْهُوِّ لِلْهُوِّ مِنَ الْهُوِّ مَنْ نَبَعَتْ فِيْهِ ۞ وَمِنْهُ اَسْرَارُ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ قَلْبِ قُرْاٰنِ الْحَقَائِقِ الْحُوْقَلِيَّةِ فِيْ حَضْرَةِ كَانَ اللّٰهُ وَلَا
شَيْئَ مَعَهُ الْكِتَابُ الْمُبِيْنُ الَّذِيْ مَا فَرَّطَ اللّٰهُ فِيْهِ مِنَ الْحَقَائِقِ
الذَّاتِيَّةِ مِنْ شَيْئٍ ۞ لِسَانِ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الْمُتَرْجِمِ عَنْ
اِسْرَارِ الْعِشْقِ الْاِلٰهِيِّ مِنَّا وَمِنْ وَّرَآءِ غَايَتِ الْغَايَاتِ ۞ صَلَاةً
بِلِسَانِ حَقٍّ مِّنْ حَقٍّ لِحَقٍّ صَلَاةً لَا يَتَطَرَّقُ اِلَيْهَا الْاِحْصَآءُ وَلَا يُحِيْطُ
بِهَا عِلْمُ مَخْلُوْقٍ بِوَجْهٍ مِّنْ وُجُوْهِ الْاِسْتِقْصَآءِ ۞ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّ
نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهُ عِلْمُ اللّٰهِ ۞

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو الوہیت کے آسمان کے اُفق یعنی کنارے کے سورج رحمانی استواء کے بھید خدائے تعالیٰ کی الوہیت کے خزانوں کے معدن اسماء الٰہیہ کے جائے نظر اور صفت شانی اسماء نفسیہ الٰہیہ یعنی اسماء اُمّہات صفات ذاتِ الٰہیہ نامی کا مظہر یعنی جائے ظہور حق کا بھی حق اور خلق کے استمدادی دائرے کا نقطہ ہُو کے مصدر و منبع یعنی پہاڑ سے ہو ہی میں ہو ہی کے واسطے بحیثیت چشمہ یعنی ینبوع اسی کے بدولت کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے سارے بھید ہیں۔ وہ جو کلیہ حقیقتوں کے قرآن کا قلب ہے اس ہستی کے دربار میں کہ جو ازل سے بلا غیرہ اکیلی و تنہا موجود تھی اور وہ ایک کھلی ہوئی ایسی کتاب مبین نامی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات حقیقت کے سواء دوسری چیز کو بڑھایا

ہی نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے کلمات تامّہ اور کاملہ کی بولنے والی زبان اور وہ اسکے عشق کے بھیدوں کا محض ہمارے ہی لئے نہیں بلکہ نہایت کو بھی اس کی تجلیات کیلئے وہ ترجمان یعنی مترجم ہے۔

اے اللہ ایسی رحمت کاملہ اس پر نازل فرما جو حق کی زبان سے حق ہی کے واسطے حق ہی سے ہوئے بلکہ وہ ایسی رحمت کاملہ و تامّہ جس کی طرف لاہ یابی عقل و فہم و ادراک و علم مجاز کو نہ ہوسکے۔ اور نہ ادراک نہ ہوش خلق اس تک رسا ہوسکیں، ہر لمحہ و رفتار نفس بھر کے زمانے میں اتنی دفعہ جتنے اعداد کو تیرا علم رسا اور مخلوق کا علم قاصر ہوا ہے۔

الصَّلٰوۃ التَّاسِعَۃ (نویں درود)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الذَّاتِ الۡحَقِیۡقَۃِ الۡقُدۡسِیَّۃِ وَالۡمَعَانِی الۡکَمَالِیَّۃِ الۡجَلَالِیَّۃِ الۡجَمَالِیَّۃِ ۝ قُرۡاٰنِ حَقَائِقِ الذَّاتِ وَفُرۡقَانِ تَجَلِّیَاتِ الصِّفَاتِ ۝ عَیۡنِ الۡحَیَاۃِ الۡاَزَلِیَّۃِ مَعۡنَی التَّفۡصِیۡلَاتِ الۡاَبَدِیَّۃِ ۝ رُوۡحِ الۡمَعَانِی الۡاِلٰھِیَّۃِ وَسِرِّ صُوَرِ الۡمَبَانِی الۡخَلۡقِیَّۃِ دَھۡرِ الدُّھُوۡرِ وَکِتَابِ الۡحَقِّ الۡمَنۡشُوۡرِ مَعۡنَی الۡمُکَالَمَۃِ الۡاِلٰھِیَّۃِ الطُّوۡرِیَّۃِ فِیۡ حَضۡرَۃِ الۡوَادِی الۡقُدۡسِیَّۃِ الۡمُوۡسَاوِیَّۃِ نُوۡرِ سُبُحَاتِ الۡوَجۡہِ فِیۡ جَبَلِ قَافِ تَجَلِّیَاتِ الۡکُنۡہِ ۝ صُوۡرَۃِ الۡحَقِّ وَمَعۡنٰی سِرِّ حُرُوۡفِ الۡخَلۡقِ مَجۡمَعِ بُحُوۡرِ الۡحَقَائِقِ لِسَانِ تَرۡجُمَانِ الدَّقَائِقِ حَقِیۡقَۃِ الۡحَقَائِقِ الۡکُلِّیَاتِ وَالۡجُزۡئِیَّاتِ عَرۡشِ رَحۡمَانِیَّۃِ الذَّاتِ صَلٰوۃً جَامِعَۃً لِکُلِّ التَّجَلِّیَاتِ مُحِیۡطَۃً بِجَمِیۡعِ الۡمَعَانِیۡ وَالصُّوۡرِیَّاتِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلِّمۡ ۝ فِیۡ کُلِّ لَمۡحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ

مَاوَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما پاک حقیقت کی ذات کمالیت جلالیت جمالیت کے معنیٰ ذات کی حقیقتوں کے جمع یعنی قرآن ساری صفاتی تجلّیوں کے فرقِ بیّن یعنی فرقان ازلی حیات کے علین ابدی تفصیلات کے معنیٰ روح الٰہیہ کے معانی خلقیہ صورتوں کے مظاہر کے بھید دہر کے بھی دہر اور نشر کئے گئے حق کی کتاب پر طور پہاڑ کے وادی مقدس میں الٰہیہ حضرت کی موسادی، مکالمت کے معنیٰ سُبحاتِ ذات کے نُور، کنہی تجلیات کے کوہ قاف میں حق کی صورت حروف خلقیہ کے بھید کے معنیٰ پوری اور ساری حقیقتوں کے ذخّار بحروں کے مجموعے اسرار کے بھی اسرار دقائق کی زبان حقیقتوں کی بھی حقیقت کے کلیات و جزئیات رحمانیتِ ذات کے عرش پر ایسی رحمت کاملہ نازل فرما کہ جو جامع ہو ساری کی ساری تجلیوں کو اور محیط ہو تمامی تجلیات کے بطونوں اور ظہوروں کو اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر بھی اور اسی شان کی سلامتی تامّہ بھی نازل ہو جو اُن پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے اصحاب پر، ہر لمحے اور ہر سانس لینے بھر کے زمانے میں اتنی بار جتنے عددوں کا علم تجھ کو ہو۔

الصَّلٰوةُ العَاشِرَةُ (دسویں درود)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سُلْطَانِ حَضَرَاتِ الذَّاتِ مَالِكِ اَزِمَّةِ تَجَلِّيَاتِ الصِّفَاتِ ۝ قُطْبِ رَحَى عَوَالِمِ الْاُلُوْهِيَّةِ كَثِيْبِ الرُّؤْيَةِ يَوْمَ الزَّوْرِ الْاَعْظَمِ فِيْ مَشَاهِدِكَ الْجِنَانِيَّةِ ۝ جِبَالِ مَوْجِ بِحَارِ اَحَدِيَّةِ الذَّاتِ طَلْسَمِ كُنُوْزِ الْمَعَارِفِ الْاِلٰهِيَّاتِ ۝ سِدْرَةِ مُنْتَهَى الْاِحَاطِيَّاتِ الْخَلْقِيَّاتِ الصِّفَاتِيَّاتِ

بَیْتِ مَعْمُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْکُھِیَّاتِ الذَّاتِیَّاتِ سَقْفِ حُرُوْفِ الْکَمَالَاتِ الْاَسْمَائِیَّۃِ بَحْرِ مَسْجُوْرِ الْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّاتِ ۝ حَوْضِ الْاُلُوْھِیَّۃِ الْاَعْظَمِ الْمُمِدِّ لِبِحَارِ اَمْوَاجِ صُوَرِ الْکَوْنِ الظَّاھِرَۃِ مِنْ فُیُوْضِ حَقَائِقِ اَنْفَاسِہٖ ۝ قَلَمِ الْقُدْرَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ الْعَظَمُوْتِیَّۃِ الْکَاتِبِ فِیْ لَوْحِ نَفْسِہٖ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مِنْ مَحَاسِنِ مُبْدَعَاتِ الْعَالَمِ وَتَقَلُّبَاتِہٖ ۝ وَجَمَالِ کُلِّ صُوْرَۃٍ اِلٰھِیَّۃٍ وَسِرِّ حَقِیْقَتِھَا غَیْبًا وَّشَھَادَۃً ۝ وَجَلَالِ کُلِّ مَعْنًی کَمَالِیٍّ بَدْءً وَّاِعَادَۃً ۝ لِسَانِ الْعِلْمِ الْاِلٰھِیِّ الْمُطْلَقِ التَّالِیْ لِقُرْاٰنِ حَقَائِقِ حُسْنِ ذَاتِہٖ مِنْ کِتَابِ مَکْنُوْنِ غَیْبِ کُنْہِ صِفَاتِہٖ ۝ جَمْعِ الْجَمْعِ وَفَرْقِ الْفَرْقِ مِنْ حَیْثُ لَا جَمْعَ وَلَا فَرْقَ لَا لِسَانَ لِمَخْلُوْقٍ یَبْلُغُ الثَّنَاءَ عَلَیْکَ ۝ صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ یَا سَیِّدَنَا یَا مَوْلَانَا یَا مُحَمَّدُ عَلَیْکَ ۝ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ذات کے حضرات کے سلطان تجلیات صفاتیہ کے اونٹوں کی مہاروں کے مالک الوہیت کے سارے عالموں کی چکی کے پاٹوں کے دُھرے جنتیہ مشاہدے کی شان و حدِ معین و مقررہ یوم قیامت پر جو ذات کی احدیت کی موج کے مجموعی پہاڑ الٰہیت کے معارف کی خزانوں کے طلسم یعنی اچنبھے صفاتیت خلقیہ کے احاطوں کے سدرۃ المنتہی ساری ذاتی کنہیت کے تجلیوں کے معمور گھر اسمائیہ کمالاتی محل کی چھت لدُنّی علموں کے عمیق اور گہرے اور لبالب سمندر الوہیت کی سب سے بڑی تجلّی کے بڑھتے رہنے والے حوض، کونِ ظاہری کی ساری صورتوں کی موجوں کے بڑے بھاری دریا اپنے سانسوں کی حقیقتوں کے فیوضات کے اثرات کے باعث

قدرت الٰہیہ کے قلم اول جس نے اپنی ہستی کی لوح یعنی تختی پر جو کچھ کائنات میں ازل سے اب تک ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے زمانۂ موجودہ میں اور جو کچھ ہوگا زمانۂ آئندہ میں تخلیقِ کائنات سے قبل ہی لکھ ڈالا تھا کہ حُسن کے مظاہر میں کیا کیا کِس کِس وقت مُبدعات یعنی ادائیں اور تقلّبات یعنی چتونیں ظہور پذیر ہوں گی اور ہوتی رہیں گی تمامی الٰہیہ صورتوں کے جمال یعنی جوبن اور ان کی حقیقتوں کے بھید بحیثیت غیب و شہادت ہو کر مٹنے اور پھر پلٹنے کر کمال کے کلّی چھپاوے کے جلال پے در پے متواتر اور بتدریج نازل ہونیوالے علم مطلق کی زبان اپنی ذات کے حسن کی حقیقتوں کے قرآن کے واسطے امر کن سے مکنون شدہ کتاب کے صفات کی کہنہ کے غیب سے، جمع کی بھی جمع یعنی جمع الجوامع یا منتہی المجموع فرق کا بھی فرق بایں حیثیت کہ فی الحقیقت نہ جمع ہی ہے نہ فرق ہی، جو مخلوق ہے اسکے لئے زبان نہیں ہے کہ تعریف و ثنا بجالا سکے، تیری رحمت کاملہ نازل ہو جیو تجھ پر اور سلامتی تامّہ اے ہماری جماعت محمدیہ کے اعلیٰ اور اولیٰ سردار اور آقا محمدؐ نامی تجھ پر وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ؕ ہر لمحہ و ہر سانس بھر کے زمانے میں اتنی بار جتنے عددوں کو تیرا علم واقف ہے۔

الصّلوٰۃ الحادیۃ عشرۃ (گیارہویں درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْکُنْہِ الذَّاتِیِّ وَالْقُدُسِ الصِّفَاتِیِّ نُوْرِ الْاَسْمَآءِ وَرِدَاءِ الْکِبْرِیَآءِ اِزَارِ الْعَظْمَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ عَیْنِ الْاِحَاطَۃِ الذَّاتِیَّۃِ بِتَجَلِّیَاتِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اِنْسَانِ عَیْنِ الْحَقِیْقَۃِ الْحَقِیَّۃِ وَالْخَلْقِیَّۃِ مُحَمَّدٍ مَّحْمُوْدٍ اَھْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَرُوْحِ حَیَاۃِ الْمَاءِ الرُّوْحِ الْاِلٰھِیِّ وَالنُّوْرِ الْبَھَآءِ رَحْمَۃِ

اَلْوُجُوْدِ وَعِلْمِ الشُّهُوْدِ صَلَاۃً ذَاتِیَّۃً اَزَلِیَّۃً اَبَدِیَّۃً اَللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ مِثْلَ ذَالِکَ ہ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ہ

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اپنے ذاتی بھید پر اور اپنے صفاتِ کلّی کی پاکی پر اور اپنے اسماء کلّی کے نُور پر اور اپنی کبریائی تجلیوں کی چادر پر اور الٰہیہ عظمت کی ازار پر ذاتیہ احاطہ کے عین پر غیب کلی اور شہادتِ کلی کی تجلیاتِ اکلیہ ایسے انسان نامی پر کہ جو حقیقیہ حق اور حقیقیہ خلق کا عین محمد نامی آسمان وزمین وما فیہا سے تعریف کرایا گیا ہے۔ ہر قسم کے پانی کی زندگی اور روح الٰہی اور اوّل نُور ہے وہ، وجود کی رحمت اور شہود کا کھلا ہوا نشان ہے وہ، اے میرے اللہ وہ رحمت کاملہ اور اسی کے مثل سلامتی تامّہ نازل فرما ان پر اور ان کی آل پر جو رحمت کاملہ اور سلامتی تامّہ ذاتی ہو یا ازلی ہو ابدی ہو تیرے علم کی وسعت کے اعداد بھر ہر لمحہ و نفس میں ہ

اَلصَّلٰوۃُ الثَّانِیَۃُ عَشَرَۃَ (بارہویں درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَفَاتِیْحِ غَیْبِ ھُوِیَّۃِ الذَّاتِ بَحْرِ مُحِیْطِ الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ مَدِیْنَۃِ عِلْمِ اَنَانِیَّۃِ الْاَحَدِیَّۃِ تَعْدَادِ وُجُوْہِ صِفَاتِ الْوَاحِدِیَّۃِ نُقْطَۃِ بَحْرِ الْعَمَاءِ الذَّاتِیِّ وَحُسْنِ وُجُوْہِ الْمَعْنَی الصِّفَاتِیِّ غَیْبِ ھُوِیَّۃِ الْھُوِیَّاتِ وَشَھَادَۃِ اٰیَۃِ الْاٰیَاتِ مَجْلٰی سُلْطَانِ سِرِّ اِسْمِکَ الْاَعْظَمِ مُحَمَّدٍ قِبْلَۃِ وُجُوْہِ تَجَلِّیَاتِکَ الْمُعَظَّمِ ہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ہ

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اپنے ذات کی ہُویّت یعنی اپنے ذات

کی کلیت کے قفلوں کی ساری چابیوں پر، اور اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اپنے تمامی اسماء اور اپنے تمامی صفات کے بحرِ محیط پر اپنی اَحَدیّت کی انانیت کے علم کی لبستی پر اپنی واحدیّت کے تمامی صفات کے چہروں کی تعداد پر، اپنے بحرِ عماء ذات کے نقطہ پر اور اپنے صفات کے باطن کے چہروں کے حُسن پر، اپنی ہویت کی ہویات کے غیب پر اور اپنی انانیت کے انیات کی شہادت پر اپنے اسم اعظم محمدؐ کے بھید کے سلطان کی تجلی گاہ پر تیری طرف سے ان تجلّیوں کی تجلی گاہ پر کہ جو تجلی قبلہ مانی گئی ہے تیری عظمت والی تجلیوں کی اے اللہ میرے رحمت کاملہ نازل فرما اپنی ان پر اور ان کی آل پر اور سلامتی تامہ تیرے علم کی وسعت کے اعداد بھر ہر لمحہ و نفس میں ۝

اَلصَّلٰوۃُ الثَّالِثَۃُ عَشَرَۃ (تیرہویں درود)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْکَمَالِ الْمُطْلَقِ وَالْجَمَالِ الْمُحَقَّقِ عَیْنِ اَعْیَانِ الْخَلْقِ وَنُوْرِ تَجَلِّیَاتِ الْحَقِّ فَصَلِّ اَللّٰھُمَّ بِکَ مِنْکَ فِیْہِ عَلَیْہِ وَسَلِّمْہُ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما اپنے کمالِ مطلق اور جمالِ محقّق اس ہستی پر کہ جو عین ہے تیری تمامی مخلوقات کے تعیّنات کی اور تیری تمامی تجلیات شہودیہ و غیبیہ کی، پس رحمت تامّہ نازل فرما اے میرے اللہ تجھ کو تجھی سے اس میں اسی پر اور بھرپور سلامتی بھی تیرے علم کی وسعت کے اعداد بھر لمحہ و نفس میں وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۝

الصَّلٰوۃ الرابعۃ عشرۃ (چودہویں درود)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ الۡاَعۡدَادِ کُلِّھَا مِنۡ حَیۡثُ اِنۡتِھَاءُھَا فِیۡ عِلۡمِکَ وَمِنۡ حَیۡثُ لَا اَعۡدَادَ مِنۡ حَیۡثُ اِحَاطَتُکَ بِمَا تَعۡلَمُ لِنَفۡسِکَ مِنۡ غَیۡرِ اِنۡتِھَاءٍ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝

ترجمہ: اے میرے اللہ رحمت کاملہ اور سلامتی تامّہ نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اعداد کے کل عدد وں بھر بآں حیثیتِ اعداد بھر جس قدر اعدادی حیثیت کا بڑا وصف علم خبردار ہے اور بآں حیثیت کہ اعتبار حقیقت کے باعث حیثیت اعداد مطلقاً معدوم ہے۔ اور تجھ کو اپنی کلیت نفسیہ کا اتم و اکمل علم قطعی و یقینی ہی تحقیق تو تعینات شیئیہ کی کلیّت کا قادر مطلق ہے۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اعلم بالصّواب ۝

الصلوٰۃ الخامسۃ عشرۃ (پندرہویں درود)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِنُوۡرِ وَجۡہِ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ الَّذِیۡ مَلَاءَ اَرۡکَانَ عَرۡشِ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۝ وَقَامَتۡ بِہٖ عَوَالِمُ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۝ اَنۡ تُصَلِّیَ عَلٰی مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ ذِی الۡقَدۡرِ الۡعَظِیۡمِ ۝ وَعَلٰی اٰلِ نَبِیِّ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۝ بِقَدۡرِ عَظۡمَۃِ ذَاتِ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۝ فِیۡ کُلِّ لَمۡحَۃٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ فِیۡ عِلۡمِ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۝ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۝ تَعۡظِیۡمًا لِحَقِّکَ یَا مَوۡلَانَا یَا مُحَمَّدُ یَا ذِی الۡخُلُقِ الۡعَظِیۡمِ ۝ وَسَلِّمۡ عَلَیۡہِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِثۡلَ ذَالِکَ ۝ وَاجۡمَعۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَہٗ کَمَا جَمَعۡتَ بَیۡنَ الرُّوۡحِ

وَالنَّفْسِ ۃ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا ۃ يَقْظَةً وَّمَنَامًا ہ وَاجْعَلْهُ يَارَبِّ رُوحًا لِذَاتِي مِنْ جَمِيعِ الْوُجُوهِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْاٰخِرَةِ ۃ يَا عَظِيْمُ ۃ

ترجمہ: اے میرے اللہ تحقیق میں تجھ سے سوال کرتا ہوں طفیل میں تیرے وجہ اللہ کے نور کے جو ایسا نور ہے کہ جو تیرے عرش کے چپّہ چپّہ ریشہ ریشہ اور کونہ کونہ میں بھرا ہوا ہے جس نور کے بدولت اے عظمت والے اللہ، تیرے جتنے بھی کہ عالمیان ہیں وہ کُل کے کُل اسی نور سے قائم ہیں۔ یہ سوال کرتا ہوں میں تجھ سے کہ تو رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظمت والی قدر کے صاحب پر اور اپنے عظمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اپنی ذات کی عظمت بھر ہر چھن بھر میں یعنی اس قلیل سے قلیل بھر زمانے میں جس سے زیادہ قلیل زمانہ تیرے نزدیک نہ ہو یعنی ہر لمحے بھر کے زمانہ میں اور ہر سانس لینے بھر کے زمانے میں اتنے اعداد کے برابر جس قدر اعداد کہ تیرے علم میں ہیں ایسی ہمیشگی والی رحمت کاملہ جو تیری دوامیت کے برابری کی مدت کے ہم پلّہ ہو تعظیم کرنے کر تیرے حق کیلئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے آقا ہمارے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظمت والی قدر کے صاحب اور اسی قدر ان پر سلام بھی ہوجیو، اور اسی قدر صلوٰۃ وسلام ہوجیو ان کی آل پر اے عظمت والے اللہ اور ایک ہی حیّز اور ایک ہی مکان اور ایک ہی جائے میں اے عظمت والے اللہ مجھے اور اپنے ایسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اور اک و ہوش کے ساتھ اس طرح جمع کر دے کہ جس طرح تو نے ایک ہی حیّز اور مکان اور ایک ہی جائے میں ہستی کی اندر میری روح اور میرے نفس کو جمع کیا ہے یہی حس و ادراک میرا عالم ظاہر کیلئے ہے اور یہی حس و ادراک عالم باطن کیلئے ہو اور یہی حس و ادراک میرا میری بیداری کیلئے ہو اور

یہی حسّ وادراک میرا میری نیند کیلئے ہو اور اے عظمت والے اللہ گردان دے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میری ذات کیلئے روح ہر چہرۂ ہر چہرۂ جہان سی خواہ وہ چہرہ چہرۂ شہادتی ہو یا غیر شہادتی عامی اور کلّی چہروں سے عالم دُنیا ہی میں عالم آخرت آنے کے قبل قبل اے عظمت والے اللہ۔

❖

باب دہم

شرح حقیقت بیعت

جاننا چاہیئے کہ نیک صحبت بہت بڑی دولت ہے
صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند
بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ایک ساعت اولیاء کے ہمراہ رہنا صد سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔
یک زمانہ صحبتے با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
نیک صحبت ہی اللہ سے ملنے کا وسیلہ ہے اللہ فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ O (اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اسکے وسیلہ اور محنت کرو اسکے راہ میں تا کہ تم ہو جاؤ نجات پانے والے) پس لوگو رستگاری کے واسطے وسیلہ کا کرنا ضروری ہے۔ اور بغیر وسیلہ کے منزل مقصود پر پہونچنا دور ہے لازم ہے کہ مرشد کامل تلاش کرکے رسم بیعت ادا کرے اور اسکے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ سمجھے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج ۲۶ ع (اے محمدؐ

جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل مجھ سے بیعت کرتے ہیں - اور میرا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے) جس طرح زن و مرد کے یکجا ہوئے بغیر لڑکا نہیں پیدا ہوتا اسی طرح بغیر بیعت و ارادت کے کوئی واصل بحق نہیں ہو سکتا - اور نفس و شیطان کے مکر سے بچنا محال ہے۔ مولانا رومؒ

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر — ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

پیر کو اختیار کر کہ بے پیر کے اس سفر میں — از بس کہ آفات و خطرات ھیں۔

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد — او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد

جو شخص بے مرشد کے اس راہ میں چلا — وہ گمراہ ہوا اور کنواں میں گر گیا

چوں کنی تو ذات مرشد را قبول — ہم خدا یابی و ہم یابی رسُول!

جب تو نے ذات مرشد کو قبول کر لیا — تو خدا اور رسُول دونوں کو بھی پالیا

بیعت کرنے میں عجلت کرنی چاہیئے کیونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں سانسیں گنی ہوئی ہیں - بولا بولا نہ بولا نہ بولا - عام لوگوں کے قول کیمطابق یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ابھی تو شباب ہے ضعیفی میں بیعت کرینگے - جوان کا فعل بھی جوان ہے اور ضعیف کا فعل بھی ضعیف ہے - لذت عشق و عبادت کا وقت جوانی ہی ہے اور ضعیفی بوالہوسی و نادانی ہے - بزرگوں کا قول ہے کہ جس نے بخشش کی اُمید پر گناہ کیا وہ آمرزش سے محروم رہا - اور جس نے زندگی کی اُمید پر توبہ نہ کی وہ جہان سے گناہ گار گیا۔

بیعت کے متعلق اللہ پاک نے ایک مقام پر فرمایا یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی درخت کے نیچے بیعت کا سلسلہ قائم کردو) کہ بیعت کی چار قسمیں ہوتی ہیں - (۱) بیعت خلافت (۲) بیعت جہاد (۳) بیعت توبہ (۴) بیعت امانت - پہلی تین قسمیں ظاہری ہیں اور

چوتھی قسم جس کا باطن سے تعلق ہے۔ اسے اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔
بیعت کے لفظی معنی بیچنا مول لینا دونوں ہوتے ہیں۔ یعنی اپنی صورت و نام
کو بیچ کر مرشد کی صورت و نام کو مول لینا۔ اس بیعت کا منشاء یہ ہے کہ حق
تعالیٰ کی امانت کا امین ہو جائے۔ جو روز ازل میں حضرت انسان نے بمصداق
آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ ...... بار امانت اٹھانے کا اقرار کیا تھا جیسا
کہ پچھلے ابواب میں گزر چکا یعنی اپنی خودی بیچ کر اسکی امانت کا امین ہو
جائے۔ تمامی اولیائے کرام اسی بیعت کے ذریعہ منزل مقصود پر پہونچے
ہیں۔ یعنی معرفت الٰہی جو غایت تخلیق ہے حاصل کر کے خود سے فانی اور اللہ
کی ذات میں باقی ہو گئے ہیں۔

ضرورت ہے کہ خوب دیکھ بھال کر کوئی پیر منتخب کرے وہ پابند
شریعت اور بے نفس ہو۔ پانی پیے چھان کر اور پیر کرے جان کر اس لئے
کہ یہ معاملہ دُنیا کا نہیں بلکہ دین کا ہے۔ جو بہت ہی اہم اور ضروری ہے۔
شیخ کے کشف و کرامات دیکھنے کا متمنی نہ ہو اس لئے کہ یہ اس کا امتحان
لینا ہے۔ جو بہت بڑی گمراہی ہے۔ کاملین کوچۂ کشف و کرامت میں قدم
نہیں رکھتے کہ خطرہ فقیر کو اس کے اصلی مقام سے دُور کر دیتا ہے حدیث
میں وارد ہے کہ اَلْکَشْفُ وَالْکَرَامَاتُ کَحَیْضِ النِّسَاءِ (کشف و کرامت
مثل عورتوں کے حیض کے ہے) جس طرح وہ ایام استحاضہ میں اپنے شوہر
سے دُور رہتی ہے اسی طرح جو درویش کشف و کرامت کے گرداب میں پھنس
جاتے ہیں وہ اللہ سے دُور ہو جاتے ہیں۔ فقیروں کی قوتِ باطنی کو دیکھنے
سے کوئی کامیاب نہیں ہوتا بلکہ ان کی رشد و ہدایت پر عمل کرنے سے پس
جس نے قدرت کا امتحان چاہا وہ مثل ابوجہل کے ہے۔ اور جو کوئی بلا پس و

پیش ایمان لایا وہ مثل ابوبکر صدیقؓ کے ہے۔ اگر تماشہ دیکھنا ہو تو بازیگروں میں جائے فقیر بازیگر نہیں ہوتا۔ اور جو درویش ایسا کرتے ہیں ان سے دھوکہ نہ کھانا ایسوں کو رہبر بنانا دونوں جہان سے ہاتھ دھونا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست | پس بہر دستے نباید داد دست

بہت سے لوگ آدمی کی شکل میں شیطان ہیں | اسلئے ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے

ظاہر ہے کہ وہ کرامت دکھا کر تجھ سے کچھ اُمید رکھتا ہے۔ وہ خدا کا مقرب نہیں ہے یہ کوئی تاثیر اسم یا عملیات سے ہے یا نظر بندی سے ہے۔ اولیائے کرام کی کرامت وہ ہے کہ جو خرق عادات ان سے بلا خواہش نفس ظہور پاتے ہیں۔ کیونکہ پھر وہ قدرت و ارادہ ان کا نہیں بلکہ خود اللہ کا ہے۔ جو کاملین کی صورت میں خود متصرف ہے۔ مولانا رومؒ۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود | گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس کا قول اللہ کا ہوتا ہے | گرچہ بندے کی زبان سے نکلتا ہے

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ | تیر جستہ باز می آرند ز راہ

اولیاء کو اللہ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہے | کہ پھینکا ہوا تیر راہ سے واپس لاتے ہیں

پیر کے افعال میں عیب و ہنر نہ تلاش کرے اسلئے کہ طالب خود نا سمجھ ہے اسکو بھلے بُرے کی تمیز نہیں ہے۔ اسکے ارشادات پر نکتہ چینی نہ کرے اور نہ اپنی عقل کو دخل دے۔ یہ بے ادبی و گستاخی ہے۔

مولانا رومؒ

از خدا جوئیم توفیق ادب | بے ادب محروم گشت از فضل رب

اللہ سے ادب کی توفیق مانگتا ہوں | کہ بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے

اس کا وہی ادب کرے جو اللہ اور رسول کا کرنا چاہئے۔ اسلئے کہ وہ رسول کی ذات میں فانی ہو کر اللہ کی ذات سے باقی ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی طرف سے کوئی خطرہ دل میں لائے۔ مولانا رومؒ۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

پاک لوگوں کو اپنی ہی طرح مت سمجھو　　گرچہ تحریر کے اعتبار سے (جانور) شیر، شیر (دودھ) یکساں ہے

مرشد کامل سے پوری عقیدت اور سچی محبت رکھئے۔ کوچۂ درویشی میں یقین واثق ہی اصلی چیز ہے۔ جیساکہ حضرت حسین بخش شاکر رحمانی کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ آپ اللہ کے سچے طالب تھے عرصہ دراز تک گھر بار چھوڑ کر پیر کامل کی تلاش میں جگہ بہ جگہ سرگرداں رہے۔ آخر میں آپ کو بشارت ہوئی کہ انکا حصہ حضرت مولانا صوفی عبدالرحمٰنؒ کے پاس ہے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور صوفی صاحب سے بیعت ہو گئے۔ وہاں کا قاعدہ تھا کہ کسی مرید کو تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی۔ تیسرے دن آپ بہت پریشان ہوئے اور خادم کو راضی کر کے خود شب میں مرشد برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شب میں مولانا موصوف تہجد کیلئے بیدار ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا حضور حسین بخش ہے۔ فرمایا کیا چاہتا ہے؟ حضور دین دنیا میں سے کسی شے کی ضرورت نہیں صرف اللہ کو چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اس تمنا کو بھی دل سے نکال دے اسلئے کہ جب تک آگ کو آگ تلاش کرے گی آگ کو نہ پائے گی۔ اور جب تک پانی کو پانی تلاش کرے گا پانی نہ ملیگا۔ بعد میں پوچھا کہ بات سمجھ میں آگئی۔ عرض کیا ہاں حضور سمجھ میں آگئی۔ فرمایا یہاں سے چلے جاؤ اور اسی فہم و یقین میں ڈوب جاؤ۔ اس یقین کو اتنا پختہ کر لیا کہ انا الحق کا ظہور ہوا اور ولی کامل و عارف باللہ ہوئے۔ عقیدت

شیخ کے متعلق مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن — روئے خود تو جانب دلدار کن

سینکڑوں کتابیں اور صحیفے نذر آتش کر دے — اور اپنے چہرے کو معشوق کی طرف کر دے

کیست کافر غافل از ایمان شیخ — کیست مردہ بیخبر از جان شیخ

جس کو شیخ پر ایمان نہیں وہ کافر ہے — اور جو پیر کی جان سے بیخبر ہے وہ مردہ ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی نبی کو بیعت کی اجازت اسلئے نہیں ملی کہ بعد البیعت دوسرے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اسی لئے آپکو بیعت لینے کی اجازت دی گئی۔ تاکہ دوسرے نبی کی ضرورت نہ رہ جائے۔ اسکی مثال یوں سمجھو کہ کوئی شخص لکھنؤ سے آموں کی قلم منگاتا ہے۔ لیکن اگر مالک قلم کے پاس اسٹاک ختم ہو جائے تو وہ قلم لگانے کی ترکیب اس طرح بتا دیگا کہ دیسی آم کے پودے میں قلمی آم کی شاخ تراش کر باندھ دی جائے تو قلم لگ جانے پر وہی تخمی پودا قلمی ہو جائیگا۔ اور اب لکھنؤ سے قلم منگانے کی ضرورت نہ رہ جائے گی۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مثل قلمی آم کے تھے۔ ان میں اللہ کا پھل لگا ہوا تھا۔ یعنی وہ اپنی ذات سے بے خبر اور اللہ کی ذات سے خبردار تھے۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ رَاٰنِی فقد راء الحق (جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا) لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَا اللہ (میرے جبّے میں اللہ کے سوا نہیں ہے) اسلئے کہ آپ تشبیہ تنزیہ نما تھے۔ چنانچہ بموجب فرمان الٰہی بایعو تحت الشجرۃ ط (اے محمدؐ اس درخت کے نیچے بیعت کا سلسلہ قائم کر دو) آپ نے قلم لگانا شروع کر دیا۔ صحابی لوگ مثل تخمی آم کے تھے۔

اور ان میں خودی کا پھل لگا ہوا تھا حضور سے بیعت کیا سچی محبت اور عقیدت سے علی علیہ السلام وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قلم لگائی تو فنا فی الرسول ہو گئے۔ اور حیات النبی کے راز ہو گئے۔ وہی سلسلہ بیعت کا ابتک چلا آرہا ہے۔

ہے سرِ حیات النبی یہ شیخ کامل　　وہ فانی ہے اس میں نبی جلوہ گر ہے
قلم لگتی آئی نبی سے ولی کی　　جو تھا نخل تخمی وہ قلمی شجر ہے
جو ہے شوق حق ہو محمد میں فانی　　کہ حق کے وہی ذات پیش نظر ہے
ہوا جو کوئی اپنے مرشد میں فانی　　نبی اس میں ظاہر خدا مستتر ہے

مولانا روم رح اسی مفہوم کو اس طرح ادا فرماتے ہیں۔

بمرآمدم مست خدا مے خوردم از دست خدا
ہستی من ہست خدا ہٰذا جنون العاشقی

(شیخ کے ہاتھ سے جو باقی باللہ تھا شراب پیکر خدا ہو گیا اپنی ہستی کو فانی اور خدا کی ہستی کو باقی پایا یہ عشق کا جنون ہے)

آں شمس بگذر دار جہاں ایں شمس آمد ناگہاں
آں عین ایں ایں عین آں ہٰذا جنون العاشقی

(میرا پیر شمس تبریزؒ میرے دل سے محو ہو گیا اسلئے کہ جب اس سے قلم لگ گئی تو میں خود وہی ہو گیا۔ اب اسمیں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں رہا اور یہ بدولت عشق کے غلبہ کے ہوا۔ پھر فرماتے ہیں ؎

پیر در حق راز جوئی ہر کہ دو دید　　او مرید است فی الحقیقت نے مرید
پیر اور اللہ کو جس نے دو دیکھا　　وہ بجائے مرید کے مردود ہو گیا

نہ خودی ہے نہ خدائی ہے فقط ایک ذات واحد ہے۔ اور اسی

کا تمام عالم مظہر ہے۔ بعد البیعت مرید کو لازم ہے کہ یہ یقین کرے کہ اس سے جتنے گناہ صغیرہ کبیرہ کئے تھے وہ سب معاف ہو گئے۔ آئندہ ہر قسم کے گناہوں سے بچے اور احکام شریعت کے پورے طور پر پابند رہے۔ اسلئے کہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　که ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

پیر کی تعلیم پر عمل کرے اور سچی محبت و عقیدت کامل رکھے یہاں تک کہ وہ جان مال اولاد سب سے زیادہ عزیز ہو جائے تاکہ عشق کمال کو پہنچ جائے اور فنا فی الشیخ کی منزل پر پہنچ جاوے۔ کیونکہ اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَاسِوَى الْمَحْبُوْبُ (عشق ایک آگ ہے جو محبوب کے سوا کو جلا دیتی ہے)

شعر

اگر ہے تمنا ترے تکمیل ہستی　　تو خاک در پیر میخانہ بنجا
ذات مرشد میں ہو کے فانی جو آپ اپنے کو میں نے دیکھا
پھر آگے کیا ہے علی کو دیکھا نبی کو دیکھا خدا کو دیکھا

پس بیعت کا مقصد حل ہو جائیگا یعنی معرفت الٰہی جو غایت تخلیق ہے حاصل ہو جائیگا۔ اور مرید خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہو جائیگا۔ ذیل کی تعلیم پر مرید کو عامل رہنا چاہیئے۔

۱- پیر و مرشد سے کلمۂ توحید کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے علم الیقین کو عین الیقین اور پھر عین الیقین کو حق الیقین سے بدل دے یعنی جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں اور ہر شئے اللہ کی عین ہے نہ کہ غیر تو پھر رنگ و ہر شان میں اللہ ہی کو دیکھے۔ بقول حضرت شاہ نیاز احمد بریلویؒ

عاشقوں کے مدرسہ میں جسکی بسم اللہ ہو　　اسکا پہلا ہی سبق یارو فنا فی اللہ ہو

نہ خودی ہے نہ خدائی ہے فقط ایک ذات واحد ہے اور اسی کا تمام عالم مظہر ہے۔ شیخ سعدیؒ

ہر کہ بینی بداں کہ مظہر اوست	کہ بچشمان دل مبین جز دوست
جو کچھ تو دیکھے جان کہ اسی کا مظہر ہے	دل کی آنکھ سے دوست کے سوا کچھ مت دیکھ

اور اللہ فرماتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (اعتبار کرو اے آنکھ والو) هو الاول۔ هو الآخر و الظاهر و الباطن (اللہ ہی اول، آخر، ظاہر و باطن ہے)

۲۔ پاس انفاس۔ جو سانس ناک کے ذریعہ اندر جاتی ہے اس سے اللہ اور جو باہر نکل رہی ہے اس سے ھو نکالے کوئی بھی سانس بیکار نہ کھوئے اگر کچھ دن کے بعد اس مشغلہ سے گرمی اور وحشت معلوم ہو تو صلی اللہ علیک یا محمد صلعم کا پاس انفاس کرے جاننا چاہئے کہ اللہ ھو کا مشغلہ گرم اور صلی اللہ علیک یا محمد صلعم کا مشغلہ ٹھنڈا ہے۔

۳۔ تصور شیخ۔ عقیدت اور محبّت کے ساتھ پیر و مرشد کی ذات کو فانی فی الرسول اور باقی باللہ یقین کر کے اسکی صورت کو ہمیشہ اپنے آئینہ خیال میں دیکھا کرے۔ اور اس قدر یقین واثق ہو جائے کہ اپنی صورت محو ہو جائے اور وہی صورت پیر کی اپنی صورت ہو جائے۔

۴۔ **توکل**: اللہ فرماتا ہے (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ) (اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ (اللہ پر توکل کرو اگر تم مومن ہو) معلوم ہوا کہ توکل شرط ایمان ہے۔ پس طالب حق پر توکل واجب ہے۔ بغیر توکل کوئی واصل حق

نہیں ہوسکتا۔ اور توکل یہ ہے کہ اللہ ہی کو اپنا وکیل بنائے۔ اور کل مہمات دینی اور دنیوی کو اسی کے سپرد کرے۔ اور اپنے دل کو دنیا کی رنج و راحت سے باز رکھے۔ اور سب کچھ اللہ ہی حوالے کردے۔

۵۔ صبر: راضی برضائے الٰہی رہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ پ۲ ع۳ (اے ایمان والو مدد مانگو ساتھ صبر اور صلوٰۃ کے تحقیق اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالوں کے)

شعر

رضا کے کوچے سے ہٹ جانا بلا کی منزل میں گھر بنانا
کہے ہے صابر جسے زمانہ وہ صبر ہمکو سکھا چکے ہیں

امام حسین علیہ السلام کے واقعات سے ہمکو سبق سیکھنا چاہئے۔

۶۔ محافظت قلب: دل کو جو اللہ کا حرم ہے غیر اللہ سے پاک کرے یعنی دل کے سمندر سے صرف اسم اللہ کی لہر اٹھے اور دوسرے اسماء کی لہریں نہ اٹھنے دے۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ۔

گر وصل خدا خواہی ہمنشینِ نامش باش — بیں وصال خدا در وصال نام خدا
اگر اللہ کا وصل چاہتا ہے تو اسکے نام کا ہمنشین ہو جا — اور اس نام ہی کے وصل میں وصل خدا دیکھ

حضرت مغربیؒ

پاک گردد دل اگر از جملہ فکر — حق شود مشہود غیر از ذکر و فکر
اگر تیرا دل جملہ فکر سے پاک ہو جائے — تو حق مشہود ہو جائے بغیر ذکر و فکر کے

یک سرِ مو باشدت گر فکر غیر — در درونِ کعبۂ دل ہست دیر
اک بال برابر بھی دل میں غیر کی یاد ہے — تو کعبہ میں دیر ہے

پاک کن از بت تو بیت اللہ را — تا عیاں بینی جمال کبریا را

بُت سے توبیت کو پاک کر　　تاکہ جمال کبریا عیاں دیکھے

اگر ایک بال کے سرے کے برابر بھی اللہ کے غیر کا خیال آیا تو تو نے دل کے کعبہ کو بتخانہ بنالیا۔ لہٰذا اپنے دل کو جو کعبۃ اللہ ہے بت یعنی اللہ کے سوا دوسرے ناموں سے پاک کر تاکہ تو اللہ کے جمال کو اعلانیہ دیکھے۔

ذکر خدا کے سوا زبان سے اور کچھ نہ نکالے کیونکہ بیکار ذکر سے اللہ کا نور ضائع ہوتا ہے۔ دل میں اگر کوئی خیال آجائے تو اس سے کھیلنے نہ لگے بلکہ اس خیال کو دُور کر دے۔

ماضی و مستقبل کے سوچنے سے باز رہے صرف موجودہ حال پر قائم رہے۔ بقول مولانا رومؒ

نقد حالِ خویش را گر پے بریم　　ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ برخوریم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ فَقَدْ نَجَا (جس نے سکوت اختیار کیا وہ سلامتی پا گیا۔ اور جو سلامت رہا وہ نجات پا گیا) مقصد یہ کہ بلا وجہ زبان سے گفتگو نہ کرے اور نہ دل میں کچھ خطرات لائے صرف اسم اللہ ہی ذہن میں رہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ مَنْ عَرَفْتُ رَبِّي بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ (میں نے پہچانا اپنے رب کو اپنے ارادوں کو فسخ کر دینے سے) اگر قلب سے صفت تغیری دُور ہو جائے تو صحیح معنوں میں یہ عرش ہو جائے اور اللہ کا مشاہدہ ہو جائے

کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن (کم کھانا، کم سونا، کم بولنا) طالب حق کیلئے ضروری ہے۔ تاکہ روحانیت کا غلبہ ہو اور مادیت کا خاتمہ اور اللہ سے قربت حاصل ہو۔ کیونکہ روحی غذا ذکر الٰہی ہے۔ اور جسمی غذا مادّی اشیاء۔ پس خورد و نوش میں جتنی کمی کی جائیگی روحانیت کو اتنی ہی ترقی ہوگی اور

حیوانیت کی تنزلی فراغت کے دقتوں میں اپنے دل کی جانب جو بائیں طرف ہوتا ہے سر جھکا کر متوجہ ہو جائے اور قلب سے اللہ اللہ کی آواز نکالے اور یہ یقین کرلے کہ دل ذاکر الی اللہ ہے۔

پھر اسکے بعد آنکھ بند کئے ہوئے اپنے پیر و مرشد کو فنافی الرسول یقین کر کے اسکی صورت کو اپنے آئینۂ خیال میں شاہد کرے اور سانس سے صلی اللہ علیک یا محمدؐ کا پاس انفاس کرے جب یہ تصوّر اچھی طرح قائم ہونے لگے تو پھر بیعت یعنی بچی نامہ کے راز کو خوب سمجھ کر اور یہ یقین کر لے کہ میری صورت بک گئی ہے اور اسکے عوض پیر کی صورت مجھے میں ملی ہوئی ہے۔ لہٰذا اپنی صورت کو اس صورت سے بدلی ہوئی یقین کر کے خیال سے پلٹ کر دیکھے یعنی اپنی ہی صورت کو پیر کی صورت سمجھے اور یقین کرے اور صلی اللہ علیک یا محمدؐ کے پاس انفاس سے غافل نہ ہو۔

شعر

اپنا کھویا ہوا پا جائیگا آیا بخدا ۔۔۔ غور سے شیشۂ محبوب کوئی دیکھے تو
نور حق اپنی ہی صورت میں نظر آئیگا ۔۔۔ ہے یہی مطلع انوار کوئی دیکھے تو

بقول مرشد برحق حضرت مولانا محمد افتخار الحق قدس اللہ سرہٗ

دھوکہ ہے تجھے شین نہیں میم ہی بسمل ۔۔۔ میزان میں اسرار وہی تول رہا ہے
اس شکل مثالی کو سمجھ میم کا برزخ ۔۔۔ جو راز یہ سمجھا وہی لاحول رہا ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ادراک خودی جب نہ رہے بعد کو کیا ہو ۔۔۔ بے رنگی و بے صورتی ہو نام خدا ہو
جب بلبل لاہوت رسائی ہو یہاں تک ۔۔۔ تشبیہ بنا شاہد تنزیہ کھڑا ہو

اس سر میں الف چاہیئے ہو شاہد عاشق		جو ہو حرف میم وہ مشہود بنا ہو
تقسیم میں دو قوسین ہیں ہو دائرہ ہو کا		محبوب ہو خود خود کو خود ہی تارک ہاہو

روزانہ پیر و مرشد کے دیئے ہوئے شجرے کو پڑھا کرے اور صبح و شام سو سو مرتبہ کلمہ شریف اور درود شریف کا ورد کیا کرے یَابَدِیْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَابَدِیْعُ بھی سَو مرتبہ پڑھ لیا کرے تاکہ دیوانگی وغیرہ نہ پیدا ہو۔ اسکے بعد کے مشاغل کو اپنے مرشد پاک سے دریافت کر کے مشاغل ہو تاکہ اللہ کا نام کا نہیں بلکہ مسمیٰ کا ادراک ہو اور غایت بیعت یعنی معرفت الٰہی جو غایت تخلیق ہے حاصل ہو۔

مولانا رومؒ

اسم بگزار و مسمیٰ را بجو		قال را بگزار مرد حال شو
نام کو چھوڑ کر نام والے کی تلاش کر		ذکر چھوڑ کر مذکور کا ادراک کر

سر ربوبیت بہت بڑا راز ہے جسکے چھپانے کا حکم ہے جیسے مرد اپنی بی بی کو بالغ ہونے پر نطفہ دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل جب مرید میں استعداد پاتا ہے تو حقیقت کا نطفہ عطا کرتا ہے۔ طالب حق کی استعداد کا معیار یہ ہے کہ پیر سے سچی عقیدت ہو جائے یعنی اسکو فانی فی رسول اور باقی باللہ جانے اور پیر کی محبت اپنی جان و مال اور اولاد پر غالب ہو جائے اسلئے کہ حقیقت یعنی مسمیٰ کا ادراک بذریعہ کسب نہیں حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ وہبی ہے یعنی عطاءِ شیخ ہے۔

ذیل میں چند دعائیں لکھی گئی ہیں ان کو اپنے معمول میں داخل کر کے مداومت کرنی چاہئیے اور اسکے ساتھ ہی دس اشغال ذکر نما کو اپنے مرشد سے سمجھکر روزانہ کچھ دیر شاغل ہوا کرے تاکہ لطافت روحی اور تجدد مثالی کی

کیفیت پیدا ہو۔

دُعاهائے ماثورہ

(۱) اَللّٰھُمَّ اَمِتْنَا قَبْلَ مَوْتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي الْمَوْتِ وَفِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ہ

اے میرے اللہ مار ڈال تو ہمکو موت طبعی کے قبل اور مبارک ہو ہمارے لئے وہ موت اور وہ جو عطا کرے موت کے بعد۔

(۲) اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّتِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ہ اَللّٰھُمَّ

اے میرے اللہ تو ہر دشواری سے جسمیں امت محمدیہ مبتلا ہو یا ہو جائے بچائے رکھنا۔ اے میرے اللہ

اَصْلِحْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ہ اَللّٰھُمَّ اَكْرِمْ اُمَّتَ

ہر وہ عیب و عمل اُمّتِ محمدیہ کا جو تجھے ناپسند ہو اصلاح فرمادے۔ اے میرے اللہ اکرام فرما تو

مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ

اُمّتِ محمدیہ پر۔		اے میرے اللہ تو مغفرت اور بخشش فرما اُمّتِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ہ

محمدیہ پر۔		اے میرے اللہ رحم فرما تو اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ الَّذِيْ هُوَ عَيْنُكَ لَا غَيْرُكَ

اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اسی نُور کے طفیل سے جو تیرے نُور کا عین ہی غیر

اَنْ تُرِيَنِيْ وَجْهَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ

نہیں اپنے نبیؐ کے چہرے کے اور میرے درمیاں کے پردوں کو پھاڑ ڈال اور اس چہرے کو میرے

عِنْدَكَ اٰمِيْن ہ

سامنے بعینہٖ اس طرح رکھ جیسا کہ تو اپنے سامنے رکھتا ہے۔ آمین۔

(۴) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اے اللہ ہم سب تیری ہی تجلیاں تمامی تعینات کو قربان کر کے تیری پناہ میں آتی ہیں اپنے شرور سے تاکہ

لِرُؤْيَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

محمدؐ کی رویت حاصل ہو اور رحمت کاملہ الٰہیہ نازل ہو تجھ پر اے محمدؐ اور سلام تام الٰہی اے نور اول

يَا نُوْرَ اللّٰهِ وَظُهُوْرُهُ الْاَوَّلِ ۝ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ

پہلے ظہور اللہ کے ہر لمحے اور ہر سانس بھر کے زمانے میں اتنی مرتبہ جتنے اعداد کا علم اللہ

مَا وَسِعَهُ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

کو ہے۔

(۵) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَا يُثْبِتُ لِتَجَلِّيْ عَظْمَتِهٖ شَيْءٌ ۝

(تین مرتبہ) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَيِّ الْبَاقِيْ بَعْدَ فَنَاءِ خَلْقِهٖ ۝ (تین مرتبہ)

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۝ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ

تُرْجَعُوْنَ ۝ (تین مرتبہ) اَللّٰهُمَّ وَاجْعَلْ وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ مَقْصُوْدِيْ

اے میرے اللہ گردان لے اپنی ذات کریم کو میرا مقصود

فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَّفَرِّحْنِيْ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَّنَعِّمْنِيْ

ہر شئے میں اور ہر فرحت بخش مجھکو اپنی ذات کریم کی نعمت سے ہر شئے میں اور نعمت بخش مجھکو اپنے

بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَّبَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ حَيْثُ لَا شَيْءَ وَ

ذات کریم سے ہر شئے میں ہر شئے کے قبل اور ہر شئے کے بعد بھی حتیٰ کہ کسی شئے کا ادراک نہ رہے۔

لَا تَحْجُبْنِيْ عَنْ وَّجْهِكَ الْكَرِيْمِ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ بِشَيْءٍ

اور مت پردہ ڈال میرے حس اور ادراک اور اپنی ذات کے درمیان دُنیا اور آخرت میں کسی شئی میں

يَا مَنْ رَّحْمَةً وَّسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ يَا مَنْ لَّا يَشْغَلُهٗ شَيْءٌ يَا مَنْ

بھی اے وہ ذات کریم اپنی احدیت کے ظہور کی تجلیات سیئہ میں سے کسی ایک شئے کو گم نہیں

شَیْءٌ یَا مَنْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یَا مَنْ لَّا یَخْفٰی عَلَیْهِ مِنْ عِبَادِهٖ

ہونے دیتی اے وہ ذات کہ جس کے ہاتھ میں کل بھید ہے اے وہ ذات کریم کہ جس کے اپنے عباد پر کوئی

شَیْءٌ یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ یَا مَنْ لَّا یُعْجِزُهٗ شَیْءٌ ۝ وَصَلَّی اللّٰهُ

بھید پوشیدہ نہیں کسی شے کا اے وہ ذات کریم کہ جسکے مانند دنیا و آخرت کی کوئی شے نہیں اور نہ مجبور

عَلٰی مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّ

و قاصر مطلق ہے کسی شے سے اور رحمت کاملہ نازل فرما اے اللہ اپنی اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ

نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

علیہ وسلم اور انکے آل و اصحاب پر ہر لمحے اور سانس بھر کے زمانے میں اتنی بار جتنے اعداد تیرے علم میں ہیں۔

دس اشغال ذکر نما

(۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْكَ بَیْنَ یَدَیْ کُلِّ نَفَسٍ وَّلَمْحَةٍ وَّطَرْفَةٍ

اے اللہ میرے سب سے پہلے میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے ہر سانس و ہر چھین جھر کے زمانہ اور

یَّطْرِفُ بِهَا اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ ۝ وَکُلِّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ

ہر طرف میں کہ طرف ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان میں اہل السمٰوت و اہل الارض ہیں اور وہ شے کہ

عِلْمِكَ کَائِنٌ اَوْ قَدْ کَانَ وَاُقَدِّمُ اِلَیْكَ بَیْنَ یَدَیْ ذٰلِكَ

تیرے علم میں تھی زمانہ ماضی میں اور ہر وہ شے جو ہوگی تیرے علم میں زمانہ مستقبل میں پس دونوں

کُلِّهٖ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ

ہاتھوں کے درمیان تو اکیلا ہے۔ کوئی موجود نہیں ہے۔ صرف تو ہے محمد رسول اللہ کے پاس

عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ ۝

پس کہنے کو ایک بار مگر یہ اتنی بار ہے کہ ہر سانس و ہر لمحے میں جتنا تجھے اعداد کا علم ہے

(۲) صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

ظُهُورُهُ الْاَوَّلُ ۞ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهُ عِلْمُ اللّٰهِ ۞

(۳) مُحَمَّدٌ ۞ عَبْدُاللّٰهِ

(۴) اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ ۞

(۵) بِکَ الْکُلُّ وَمِنْکَ الْکُلُّ وَاِلَیْکَ الْکُلُّ یَا کُلَّ الْکُلِّ ۞

کل تجھ میں ہے کل تجھ سے ہے اے کل کے کل

(۶) اَنْتَ فَوْقِیْ اَنْتَ تَحْتِیْ اَنْتَ اَمَامِیْ اَنْتَ خَلْفِیْ اَنْتَ عَیْنِیْ اَنْتَ

تو میرا فوق ہی تو میرا تحت ہے تو میرا امام ہے تو میرا خلف ہے تو میرا یمین ہے تو میرا یسار ہے

یَسَارِیْ اَنْتَ فِیْ وَاَنَا مَعَ الْجِهَاتِ فِیْکَ ۞ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ

تو میرا اندر ہے اور میں تمام جہتوں کے ساتھ تجھ میں ہوں جس جگہ پھیر جاویں وہ پس اس

اللّٰه -

جگہ اللہ ہی ہے۔

(۷) اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِاَنْ یَّقُوْلَ اَنَا الْاَوَّلُ اَنَا الْاٰخِرُ اَنَا الظَّاهِرُ

حق کو حق ہے یہ کہنے کا کہ میں ہی اوّل ہوں۔ میں ہی آخر ہوں۔ میں ہی ظاہر ہوں، میں ہی

اَنَا الْبَاطِنُ

باطن ہوں۔

(۸) اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِاَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ ۞ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا ۞

حق کو حق ہے یہ کہنے کا کہ میں ہی اللہ ہوں پس کوئی شئے بایں حیثیت موجود نہیں ہے کہ موجود بھی ہو اور میری غیر بھی ہو

(۹) اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِاَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ ۞ ۔

حق کو حق ہے یہ کہنے کا کہ میں ہی اللہ احد الصمد ہوں یعنی میں ہی ایک ہوں اور ٹھوس ہوں کہ جسکے اندر اسکا غیر موجود نہیں۔

(۱۰) اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِاَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ الظَّاهِرُ بِالْمَظَاهِرِهٖ ۞

حق کو حق ہے یہ کہنے کا کہ میں اللہ ظاہر ہوں اپنے مظاہر کلیہ کے ساتھ۔

باب یازدہم

نصائح ضروریہ و اہمیت شریعت

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط

پ۱۱ ع۳ (اللہ خریدار ہے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کا اور اسکے عوض ان کیلئے بہشت ہے)

یعنی یہ کہ اپنا اختیار اپنے اوپر سے ہٹا لے اور اپنے کو بالکل اللہ کے حوالے کر دے اور اللہ کے قانون کا پابند ہو جائے اسکی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرے، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کا پابند رہے۔

مسلمانو! اگر تم کو فرمان حق پر یقین ہے تو ایسا سودا کیوں نہیں کرتے پھر ایسا قیمتی موقع نہ پاؤ گے۔ افسوس کرو گے اور پچھتاؤ گے۔ یہ سودا نہیں بلکہ لوٹ کا وقت ہے کہ ایک بادشاہ اپنا خزانہ لٹا رہا ہے اور تم اپنے دامنوں میں ٹھیکریاں بھرتے پھر رہے ہو اور تم جواہرات نہیں اٹھا سکتے۔

نادانو! ٹھیکریاں پھینکو اور جواہرات اُٹھاؤ ورنہ فرشتہ اجل تمہاری شمع زندگی بجھا دے گا۔ اور یہ ٹھیکریاں بھی جاتی رہینگی اور جواہرات بھی ہاتھ نہ لگیں گی جس نے اللہ کے ساتھ سودا کرنے کے بجائے شیطان کے ساتھ سودا کیا یعنی اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ بجائے بہشت میں جانے کے جہاں ہر قسم کی نعمتیں و عیش و عشرت

کے سامان میں جہنم میں جائے گا جہاں ہمیشہ ہمیش سخت سے سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الدُّنیا مَزرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ (دُنیا آخرت کی کھیتی ہے) لیکن ہم لوگوں نے آخرت پر دُنیا کو ترجیح دے رکھا ہے۔ اور رات دن دُنیا ہی میں پھنسے رہتے ہیں دین کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند | روز و شب در زق زق و در بق بق اند
دُنیا دار بالکل کافر ہیں | کہ رات دن زق زق بق بق میں لگے رہتے ہیں

یعنی دُنیا دار دن رات دُنیا ہی کے سنوارنے میں لگے رہتے ہیں اور آخرت کا کوئی خیال نہیں آتا جہاں انھیں واپس جانا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِیْنَ (دُنیا مومن کیلئے جہنم اور کافر کیلئے جنت ہے) اللہ والوں کے نزدیک دُنیا کمینی مثل چڑیل کے ہے اور دنیا داروں کے نزدیک دُنیا سجی ہوئی دلہن کی مانند ہے۔ افسوس دنیا چل چلاؤ ہے اور عمر بھی ختم ہو رہی ہے آخرت قریب ہے لیکن ہم کو کوئی فکر نہیں ہے اور دُنیا کے عوض آخرت کو بیچ رہے ہیں اور باقی کے عوض فانی کو مول لے رہے ہیں حالانکہ ہم دُنیا کیلئے نہیں آخرت کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو بھگندر کا مرض ہوگیا سخت پریشان تھا کہ ایک حکیم کے مشورے سے عمدہ قسم کا حلوہ اس پر باندھا جاتا تھا اور دوسرے دن کھول دیا جاتا تھا۔ جس کو مہتر باہر پھینک آتا تھا۔ ایک روز مہتر نے دیکھا کہ ایک غریب شخص اسے نعمت سمجھ کر کھا رہا ہے۔ مہتر نے کہا اے

بیوقوف جسے تو نعمت سمجھ کر کھا رہا ہے وہ زہر ہلاہل ہے کہ بادشاہ کی شرمگاہ پر باندھا جاتا ہے اور اسمیں غلیظ و کیڑے ہوتے ہیں جو تیری زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ یہ سنکر اسے ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ قے کرنے لگا اور آنتیں تک اُلٹ آئیں۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ذرا سی دُنیاوی اور عارضی لذت کے خاطر عقبیٰ کو لات مار رہے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ دُنیا کی محبت اللہ و رسُول کو ناراض جنّت سے دُور اور جہنم کی آگ سے نزدیک کرنے والی ہے۔ اللہ فرماتا ہے تَقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ (اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو) لہٰذا جو اللہ سے ڈریگا وہ ضرور شرع کی پابندی کرے گا۔ مثنوی شریف میں ہے کہ ایک شخص حضرت شعیبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اللہ کی مجھ پر بڑی عنایات ہیں حالانکہ میں نہایت درجہ نافرمان بندہ ہوں۔ آپ نے پوچھا وہ کیا عنایت ہے؟ عرض کیا مجھے دُنیا میں عزت، دولت، تندرستی عطا فرمائی اور میری حاجت روائی فرماتا ہے۔ اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ کہ یہ سب میرے قہر و غضب کی نشانیاں ہیں۔ نہ کہ عنایت کی۔ کیونکہ میری عنایت تو یہ ہے کہ بندہ کو اپنی عبادت کی توفیق دیتا ہوں اور اسمیں اس کو لذت بخشتا ہوں معلوم ہونا چاہیئے کہ ذرہ بھر اللہ کی یاد ہزاروں برس کی بادشاہت سے افضل ہے کہ دنیا بالکل فانی خواب و خیال ہے دل مثل ایک آئینہ کے ہے اور اس کا رُخ دنیا کی طرف ہے اور پشت خدا کی طرف۔ یہی وجہ ہے کہ دیدارِ حق سے محرومی ہے۔ اگر اس آئینے کا رُخ اللہ کی طرف اور پشت دنیا کی طرف ہو جائے تو اللہ کی سچی محبّت اور کشش پیدا ہو جائے۔ اس آئینے کے رُخ کو دُنیا کی طرف سے نہ موڑا گیا۔ اور اسی حالت میں مرا اور

اس آئینے کو اوندھا ہی بغل میں داب کر اس جہاں میں لے گیا تو قیامت میں بھی نہ دیدارِ حق سے محروم رہے گا۔ بس دنیا جسکی محبوب ہے وہ کافر و سیاہ ہے۔ شیطان جو بارگاہ رب العزت کا سگ ہے جبتک دُنیا کو جو مُردار ہے اس سگ مردار خوار کو لقمہ نہ دیگا بادشاہ اعظم کے دربار میں نہ جاسکے گا۔ دنیا محض خواب وخیال ہے زیست کا کوئی بھروسہ نہیں لہٰذا دنیا کی محبّت کو دل سے نکال کر آخرت کی فکر کرنی ضروری ہے۔

ایک مرتبہ خواجہ حسن بصریؒ وعظ فرمارہے تھے ہنگام وعظ میں عصر کا وقت آگیا اور ہزاروں سامعین آپ کی محفل میں جمع تھے۔ آپنے فرمایا کہ اے مسلمانوں اس وقت سے مغرب تک جس کسی کو اپنے زندہ رہنے کا یقین کامل ہو وہ آگے آجائے۔ مگر کوئی آگے نہ آیا۔ پھر فرمایا کہ اے بھائیو تمہارے نہ نکلنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو اپنی آئندہ زندگی پر ذرّہ بھر بھی بھروسہ نہیں ہے تو پھر موت کو مقدم سمجھتے ہوگے۔ تو جو کوئی اپنی موت کی تدبیر یعنی آخرت کی فکر کرتا ہو وہ آگے نکل کر آئے۔ پھر بھی کوئی نہ نکلا۔ پھر آپنے فرمایا کہ۔ افسوس! اے غافلو! کہ زندگی کا تمہیں اعتبار نہیں اور موت کی تدبیر نہیں، کیا غضب ہے اور کیسی بیہوشی ہے کہ آخرت کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی سب کے سب رونے لگے۔ اور بہتوں نے اسی وقت توبہ کی۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے عبرت پکڑنا چاہیئے اور سچّے دل سے توبہ کرکے ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ اللہ پاک ہر صغیرہ وکبیرہ گناہ کو معاف کرنیوالا ہے اگر کوئی گناہ ہوجائے تو اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو بلکہ گناہ کی کثافت کو توبہ کے پانی سے دھوڈالے۔

حلال وحرام میں تمیز ہونی چاہیئے۔ حلال کھانے سے قلب روشن

ہوتا ہے۔ اور حرام لقمہ کھانے سے دل سیاہ ہوتا ہے۔ اور بھلے بُرے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا حرام سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے۔ شریعت کی پابندی کے ساتھ ہی اللہ پر توکل رکھنا چاہئے۔ اسلئے کہ توکل شرط ایمان ہے۔ پس توکل کرنا ہر فرد بشر پر واجب۔ توکّل یہ ہے کہ اللہ کو اپنا وکیل بنائے اور کل مہمات دینی اور دنیوی میں اپنے دل کو فارغ رکھے۔ شعر

سب کام اپنا کرنا اللہ کے حوالے　　نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہی تو یہ ہے

جس طرح حضرت ابراہیم جب آگ میں ڈالے گئے تو جبرئیلؑ نے پُوچھا کہ جو حاجت ہو بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْل (اللہ مجھکو کافی ہے) جب تم اسکی مرضی پر چلو گے تو مثل ابراہیمؑ کے آتش جہنم پر گلزار ہو جائے گی۔

ذات واجب الوجود پر روح و مثال و جسم ولباس شہود یہ ہیں۔

جس طرح تیرا جسم اس عالم میں جامد ہے اور اسکی متحرک روح ہے اسی طرح عالم ارواح میں روح خود جامد ہے۔ اسکی متحرک روح الارواح یعنی ذات الٰہی ہے۔ یہی مفہوم وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی کا ہے (نیک و بد کا قادر اللہ ہے) اور لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ (بغیر اللہ کے حکم کے کوئی ذرہ حرکت نہیں کرتا) یوں سمجھو کہ جب گرمی معلوم ہوتی ہے تو تم ہاتھ میں پنکھا لیتے ہو مگر ہوا نہیں لگتی جب تک کہ تم پنکھے کو جنبش نہ دو۔ اور پنکھا جنبش نہیں کر سکتا۔ جبتک تمہارا ہاتھ نہیں ہلتا اور ہاتھ تمہارا نہیں ہلتا جبتک کہ تمہارا دل حکم نہ لگائے اور دل اللہ کے قبضہ میں ہے اور وہ دست قدرت ہے پس معلوم ہوا کہ حرکت کنندہ متحرک حقیقی یعنی خدا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے وَمَا رَمَیْتَ

اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (اے پیغمبرؐ جب تو نے کنکریوں کو پھینکا تھا وہ پھینکنا اللہ ہی کا تھا) یعنی یہ تیرا فعل نہ تھا بلکہ میرا تھا۔

مولانا نظامی گنجوی فرماتے ہیں

تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام — کہ بدرا حوالت بخود کردہ ام

مطلب یہ ہے کہ یا اللہ جو نیکی کرتا ہے تو میں نے بدی نہیں کی بلکہ بدی کو اپنی خودی کے حوالہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جبتک ہماری خودی وہمی و اعتباری موجود ہے۔ کل فعل ہمارا ہے خواہ نیک ہو یا بد مگر سب بد ہے اور جب ہماری خودی اللہ کی ہستی میں فنا ہو گئی۔ یعنی ہم نہ رہے تو پھر تو ہی تو ہے سب تیرا فعل ہے اور وہ نیک ہے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک مجرب نسخہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور وہ یہ ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (بالتحقیق نماز تمام برائیوں سے روک دیتی ہے) اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جب ہم نماز پڑھنے کی حالت میں یہ یقین رکھیں گے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ تو اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین پختہ ہو جائے گا۔ ہم پھر کوئی گناہ نہ کر سکیں گے۔ جبکہ ہم ایک معمولی آدمی کی موجودگی میں کوئی برا کام نہیں کرتے تو جب ہمارا یقین اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا پختہ ہو جائے گا تو کیسے کوئی گناہ ہم سے سرزد ہوگا۔ اور بغیر نماز کی پابندی کے اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین پکا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہم گناہوں سے بچ سکتے ہیں اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے متعلق بہت زیادہ زور دیکر فرمایا کہ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ (جسنے قصداً نماز چھوڑ دی وہ کفر کے قریب ہو جاتا ہے)

لہٰذا بلا کسی عذرِ شرعی کے نماز ہرگز قضا نہیں کرنی چاہئے۔ علاوہ گناہوں سے رد کننے کے نماز مومنوں کیلئے معراج ہے۔ یعنی اللہ سے ملانے والی ہے۔

واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی۔ اور عرض کیا کہ میں نے زنا کیا اور حرامی بچہ پیدا ہوا جس کو میں نے قتل بھی کر دیا۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے۔ آپ نے بہت غصے فرمایا کہ اتنا بڑا گناہ قابل معافی نہیں، اسی وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور وحی لائے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جاکر موسیٰ علیہ السلام سے کہدو کہ وہ میرا بندہ جو نماز نہیں پڑھتا ہے وہ میرے نزدیک ایک زانیہ اور قاتلہ عورت سے کہیں زیادہ بُرا ہے۔ لوگو! اس واقعہ سے عبرت پکڑنا چاہئے اور نماز کی پوری پابندی کرنا چاہئے تاکہ اللہ کے قہر و غضب سے امان پاؤ۔

گناہوں سے بچنے کا دوسرا نسخہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، وہ یہ کہ موت کو ہمیشہ قریب سمجھو۔ زیادہ جینے کی اُمید نہ رکھو۔ مثلاً اگر کسی کو یقین ہو جائے کہ وہ ایک مہینہ کے اندر ضرور مر جائے گا۔ تو یقیناً وہ اس ایک ماہ میں ہرگز کوئی گناہ نہ کرے گا۔ رات دن روئے گا اور توبہ و استغفار کرتا رہے گا۔ کھانا پینا اور سونا اس پر حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح جب ہم کو موت کا یقین ہوگا تو گناہ کرنے سے خوف معلوم ہوگا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رات کو سونے لگو تو ایک وصیت نامہ لکھ کر سرہانے رکھ دو۔ تاکہ اگر شب میں موت آجائے تو وہ وصیت نامہ بال بچوں کے کام آجائے۔ جب کسی سے ملو تو سمجھو کہ شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ جب کھاؤ اور پیو تو سمجھو کہ ہوسکتا ہے کہ آخری کھانا اور پینا ہو۔ اگر موت

کو اس طرح یاد کیا جائے تو واقعی گناہ کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔
اللہ فرماتا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً (یاد کرو اپنے رب کو بیچ اپنے سانس کے اور روئے زاری وخفیہ) لہٰذا اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے يَا بَنِيْ آدَمَ أَنْفَاسُكَ مَعْدُودَةٌ فَمَنْ يَّخْرُجُهَا بِغَيْرِ ذِكْرِيْ فَهُوَ مَيِّتَةٌ (اے انسان تیری سانسیں گنی ہیں پس جس نے نکالا اپنی سانس بغیر ذکر اللہ کے پس وہ تحقیق مردہ ہے) دوسری حدیث میں اس طرح وارد ہے يَا بَنِيْ آدَمَ أَنْفَاسُكَ أَنْبِيَائِيْ فَمَنْ يَّخْرُجُهَا بِغَيْرِ ذِكْرِيْ فَقَتَلْتُ أَنْبِيَائِيْ (اے انسان تیری سانسیں میری انبیاء ہیں پس جس نے خارج کیا انھیں بغیر میری یاد کے پس اس نے قتل کیا میرے انبیاء کو) لہٰذا ضروری ہے کہ ہر سانس کی محافظت کی جائے اور کوئی سانس بدون ذکر الٰہی کے خارج نہ ہو۔ پس لازم ہے کہ ہر مسلمان اللہ ھو کا پاس انفاس کرے یہ بہت آسان ہے اور اس میں طہارت واوقات کی کوئی پابندی نہیں۔ اس سے ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور بدن لطیف ہوتا ہے اور روح قوی سے قوی تر ہوجاتی ہے۔ فقراء نے اس کو اسم اعظم قرار دیا ہے اس وجہ سے کہ یوں تو ہر اسم پاک اسم اعظم ہے۔ مگر اور سب اسماء موصوف بہ صفت واحد ہیں۔ مثلاً سمیع ایک صفت ہے اور بصیر ایک صفت ہے وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ اسم جامع ہے یعنی موصوف بجمیع صفات ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

اللہ اللہ گفت اللہ میشود این سخن حق است باللہ میشود

پس ہر دم کو دم واپسیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ دم آخر جسکی یاد میں نکلے گا اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ لہٰذا اگر پاس انفاس جاری ہوگیا تو یاد الٰہی میں موت ہوگی اور انجام بخیر ہوگا۔

اللہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (بالتحقیق اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے مسلمانوں تم بھی مدام حضور پر درود بھیجو) چوں کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں اس بارے میں زور دے رہے ہیں اسلئے یہ وظیفہ تمام وظائف و اعمال سے بڑھ کر ہے۔ کثرت سے اس کا ورد کرنا چاہیئے تاکہ دین اور دنیا میں دونوں جگہ بہبودی حاصل ہو۔ درود کی برکت سے زیارت رسول کریمؐ کی ہوتی ہے لہٰذا اسکی کثرت کرنی چاہیئے بہت ہی زود اثر اور مختصر درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ○

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین گروہ بچا دیئے گئے ہیں ابلیس اور اسکے شر سے اوّل وہ گروہ جو شب و روز ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں دوئم وہ گروہ جو اللہ کی جناب میں کلمات مستغفرہ سے شاغل رہتے ہیں۔ سوئم وہ گروہ جو خوف الٰہی سے ہمہ وقت لرزتے اور آنسو بہاتے رہتے ہیں۔ پس یہ ضروری ہوا کہ استغفار کی مداومت رکھے اسکی تین قسمیں ہیں۔ صغیر، متوسط اور کبیر

۱۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ط

ترجمہ: بخشش طلب کرتا ہوں میں اللہ سے جو میرا رب ہے تمام کئے ہوئے گناہوں سے اور توبہ کرتا ہوں یعنی عہد کرتا ہوں میں اللہ کی جناب میں گناہوں کے نہ کرنے کا۔

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط غَفَّارُ الذُّنُوْبِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ جَمِیْعِ الْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَالذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ ط

ترجمہ: بخشش طلب کرتا ہوں میں اللہ عظمت والے سے وہ اللہ کہ جس کا سوا اور غیر موجود نہیں ہے اور وہ زندہ اور قائم بذاتہ بھی اور وہ صاحب بخشش کا ہے ہر قسم کے چھوٹے اور متوسط اور بڑے گناہوں کل سے اور اعلیٰ ہذا عہد بھی کرتا ہوں میں اسکے ساتھ چھوٹے اور متوسط اور بڑے گناہوں کے کرنے سے۔

۳۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہ غَفَّارُالذُّنُوْبِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ہ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ جَمِیْعِ الْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَالذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ ہ وَمِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْخَطَاءً ا ہ ظَاھِرًا اَوْ بَاطِنًا ہ قَوْلًا وَّفِعْلًا ہ فِیْ جَمِیْعِ حَرَکَاتِیْ وَسَکَنَاتِیْ وَخَطَرَاتِیْ وَاَنْفَاسِیْ کُلِّھَا دَائِمًا اَبَدًا سَرْمَدًا مِّنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہِ الْعِلْمُ وَاَحْصَاہُ الْکِتَابُ وَخَطَّہُ الْقَلَمُ ہ عَدَدَ مَا اَوْجَدَتْہُ الْقُدْرَۃُ وَخَصَّصَتْہُ الْاِرَادَتُ وَمِدَادَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْہِ رَبِّنَا وَجَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ وَکَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ہ

ترجمہ: بخشش طلب کرتا ہوں میں اللہ عظمت والے سے جس کا کہ غیر اور سوا موجود نہیں ہے۔ اور وہ زندہ اور قائم بذاتہ بھی گناہوں کا بخش دینے والا صاحب جلال اور بخشش کا ہے ہر قسم کے چھوٹے اور متوسط اور بڑے گناہوں کل سے اور عہد کرتا ہوں میں اس سے چھوٹے اور متوسط اور بڑے ہر قسم کے کل گناہوں کے نہ کرنے کا اور بخشش بھی طلب کرتا ہوں میں اس سے اور توبہ بھی کرتا ہوں میں اس کی جناب میں ان گناہوں سے جنہیں

میں جانتا ہوں اور ان گناہوں سے بھی جنہیں میں نہیں جانتا ہوں یا میں ان کو بھول گیا ہوں۔ اتنی مرتبہ استغفار اور توبہ کا عمل کرتا ہوں میں جتنے عددوں کو اللہ کا علم محیط ہے۔ اور اتنے شمار بھر کہ جس قدر اعداد شمار کتابِ مُبِین میں رکھا گیا۔ اور جتنے عددوں کا شمار لکھا ہو قلمِ الٰہیہ نے اور جتنے عددوں کا شمار پایا ہو قدرتِ الٰہیہ اور از ازل تا ابد جتنے عددوں کیلئے منشائے الٰہی قائم ہوئی ہے۔ اور ان تمامی اقسام کے اعداد کیلئے کلماتِ الٰہیہ لکھنے کے واسطے جس قدر روشنائی قدرتِ الٰہیہ نے تیار کی ہو اس روشنائی بھر یہاں تک کہ میری استغفار اور توبہ کل کائنات کے ربّ کے جلال و جمال کے لائق اور قابل ہو جائے اور ایسے ہمارا رب ہم سے محبت کرنے لگے اور ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے اور بس۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اے میری اُمّت کے لوگو! تم پر فرض کیا گیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پڑھنا اور ضروری کیا گیا تم پر استغفار کا پڑھنا جو بھی مثل فرض ہی کے ہے۔ پس ابلیس کہا کرتا ہے کہ میں اُمّتِ محمدیہ کو گناہ کرا کر ہلاک کیا کرتا ہوں اور اُمّتِ محمدیہ کے افراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی کلمۂ طیّبہ کے ذکر کی تکرار کی کثرت سے مجھکو ہلاک کیا کرتے ہیں۔ اور اللہ کی جناب میں توبہ و استغفار بکثرت کرتے رہنے سے مجھ کو ہلاکی میں ڈالتے ہیں۔

بابِ دوازدہم ۱۲

غزلیات

مُصنّف کتابُ ہٰذا صوفی محمد خلیق اللہ قادری، چشتی، وانتخاری

جامِ مئے الست نے مستانہ کر دیا
مدہوش کر دیا مجھے دیوانہ کر دیا

اک کیفِ بیخودی مجھے رہتا ہے رات دن
ساقی نے جب سے وا درِ میخانہ کر دیا

زاہد تھا میں عضب کا وہ لے جامِ عشق نے
اب حال و قال کو مرے رندانہ کر دیا

وہ شانِ دلربائی ہے میرے حبیب میں
ہر دل کو اپنے حُسن کا پروانہ کر دیا

ساقی تیری نگاہِ کرم کو میں کیا کہوں
جس نے کہ میرے دل کو پریخانہ کر دیا

خودداری و خودی کی گھٹا دل پہ چھائی تھی
پیرِ مغاں نے حال فقیرانہ کر دیا

مجھ سے بتا کے میری حقیقت کا ماجرا
مرشد نے دو جہاں کو افسانہ کر دیا

پوچھو نہ مجھ سے میری حقیقت کہاں لگ گئی
حسنِ جمالِ یار کا نذرانہ کر دیا

تنزیہہ سے بنا ہوں میں تشبیہہِ عشق میں
میرے جمال نے مجھے دیوانہ کر دیا

غافل تھا اپنے آپ سے خود کا نہ تھا پتہ
لیکن نگاہِ یار نے فرزانہ کر دیا

مفہوم سِرِّ اَقرَبُ وَمَعَکُم نے زاہدا
خود اپنے ہی وجود کو جانانہ کر دیا

جامِ جہاں نما ہے ترا دل اب اے خلیق
خود سے تجھے جو عشق نے بیگانہ کر دیا

ذاتِ حق کو شانِ محبوبی میں آنا ہی پڑا — شانِ بیرنگی کو نیرنگی میں لانا ہی پڑا

شوق اپنی معرفت کا ذاتِ حق کا جب ہوا — شکلِ انساں میں مطلسم ہو کے آنا ہی پڑا

روح کو تھی اک خلش جانے میں اندر جسم کے — نورِ احمدؐ دیکھ کر پھر اوس میں جانا ہی پڑا

مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا مصطفےٰ سے جب سُنا — موت سے پہلے فنا کے گھاٹ جانا ہی پڑا

جب نَفَختُ فِیہِ مِن رُّوحِی پہ ڈالی اک نظر — زندگی کا راز پاکر مُسکرانا ہی پڑا

مے سے توبہ کر چکا تھا دیکھا اوسمیں عکسِ یار — بے خطر بھٹی میں زاہد مجھکو جانا ہی پڑا

ہم گنہگاروں کی بخشش چونکہ تھی مدّ نظر — سیدالشہداء کو اپنا سر کٹانا ہی پڑا

مرشدِ برحق نے سرِّ حق جو سمجھایا مجھے — نغمۂ اِنّی اَنَا رگ رگ سے گانا ہی پڑا

کعبۂ دل میں ہوا جب اے خلیق اپنا گذر
دیکھ کر خود اپنا جلوہ مُسکرانا ہی پڑا

خدا کا آئینہ ہی دیکھ اپنے پیر کی صورت — محمدؐ کی علیؑ کی ہے یہی شبیرؑ کی صورت

جسے ہی یاد یہ صورت وہی ہی حافظِ قرآں — یہ ہی بیشک کلام اللہ کی تفسیر کی صورت

نہ سمجھو شکل تم اس کو یہی سرِ حقائق ہی — سراپا نورِ مطلق ہی مگر تصویر کی صورت

یہ کل اک رنگِ بیرنگی ہی کثرت جسکو سمجھے ہو — یہ ہی اک کاغذِ بیرنگ پہ تحریر کی صورت

جمی جس شکل پہ یہ شکل کندن کر دیا اسکو — یہ کہنے کو ہی صورت پر یہ ہی اکسیر کی صورت

خدا اسکا مسخر ہی خدائی بھی ہی قبضے میں — عجب ہے صورتِ پیرِ مغاں تسخیر کی صورت

بڑا ہی ناز ہی مجھکو سگِ درگاہِ مرشد ہوں — میرے حق میں نہیں اسکے سوا توقیر کی صورت

حقیقت کی نگاہوں سے خلیق اپنی دیکھے تو
رسول اللہ کی صورت ہے اپنے پیر کی صورت

مشرک کو بھرا دریا قطرہ نظر آتا ہے — مومن کو ہر اک قطرہ دریا نظر آتا ہے

عالم کا ہر اک ذرہ شیشہ نظر آتا ہے — ہر شئے میں محمدؐ کا جلوہ نظر آتا ہے

انساں کی حقیقت کو قرآں سے کوئی پوچھے
ہر بندے کے پردے میں مولا نا نظر آتا ہے

جب غیر نہیں ممکن پھر ایک مسمّٰی ہے
اپنا ہی سراپا خود پردا نظر آتا ہے

مجنون محبّت کی آنکھوں سے کوئی دیکھے
کونین کا ہر ذرّہ لیلےٰ نظر آتا ہے

جب چشم حقیقت سے دیکھا تو ہوا ظاہر
خود آپ خلیقؔ اپنا شیدا نظر آتا ہے

تماشہ گاہِ عالم یار کی نیرنگ محفل ہے
جسے سب غیر سمجھے ہیں وہی جاناں کی منزل ہے

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ سے عقدے کھل گئے سارے
جو مظہر ہے وہی مظہر جو عاکس ہے وہی ظل ہے

ھُوَ الْاَوَّل ھو الْاٰخِر ھو الظاھر ھو الباطن
وہی قطرہ وہی دریا وہی حق ہی جو باطل ہے

اشارے نَحْنُ اَقْرَبُ اور معکم کے سمجھ زاہد
جو زیور ہے وہی زر ہے جو کوزہ ہے وہی گل ہے

طلب کے چھوڑ کر غافل سمجھ تو مدعا اپنا
جو کچھ تو ڈھونڈتا ہے وہ تو پہلے سے حاصل ہے

خودی کو جس نے پہچانا خدا کو آپ میں پایا
یہی ہے قول مرسل کا یہی فرمان مرسل ہے

مطلسم نور حق ہے زاہد و اس جسم خاکی میں
حقیقت میں تو نوری ہے مگر ظاہر میں گل ہے

منزّہ ہی تشبیہ ہی مشبہ شان محبوبی
قدم کوئی کہاں رکھے جدھر دیکھو ادھر دل ہے

نہ پھر دیوانہ مجنوں دار لبستی اور بیاباں میں
کہ خود تیرا دل شیدا ترے لیلیٰ کا محمل ہے

حیات جاوداں پائی مرا جو موت سے پہلے
جو بھولا سب سوا حق کو وہی انسان کامل ہے

جسے بھی قلب ہاتھ آیا وہ مرکز بن گیا کل کا
جو کہلاتا ہے عرش اللہ دل انسان کامل ہے

ہے ظاہر لَآ اِلٰہَ سے فقط اللہ ہی اللہ ہے
وہی خود اپنا عارف ہے، وہی اپنے سے غافل ہے

پیا ہے جام عرفان و محبت دست مولا سے
خلیقؔ اللہ ظاہر ہے مگر باطن میں بسمل ہے

جمال محمدؐ پہ جسکی نظر ہے
خدا جانے کس جا پہ اسکی گذر ہے

سراجاً منیرا وہ نورِ تجلّےٰ
کسی کنز مخفی کا تاباں گہر ہے

رکھا حسن کا نام اپنے محمدؐ
وہی حُسن حق مظہر بحر و بر ہے

کھلا من رآنی سے احمدؐ کا رتبہ
جز کل نما شان والا بشر ہے

ہوا لَیْسَ فِی جُبَّتِیْ سے یہ ظاہر
بشر ہی کے پردے میں ربّ البشر ہے

وہی نور ازلی جو گنج نہاں تھا
عیاں اب طلسم بشکل بشر ہے

جو ہے مبدءِ کل ولٰیسین وطٰہٰ
ہر اک شے میں نور اسکا اب جلوہ گر ہے

جمال الٰہی کا ہے نام احمدؐ
ہے شمس اونکا عکس اور یہ تو قمر ہے

کرے ورد جو اسم اعظم محمدؐ
فنا ہو وہ حق میں یہ اسمیں اثر ہے

نہیں ہے نہیں سُنتا جس نے یہ سائل
خدا کی قسم وہ محمدؐ کا در ہے

ہے اوسکے حیطے میں جس طرح پانی
محمدؐ کی سورت میں حق جلوہ گر ہے

محمدؐ سراپا ہیں عشق الٰہی
یہی عشق پردہ یہی راہ بر ہے

منزّہ مشبّہ، مشبّہ منزّہ
نبوت کی منشاء یہی اک خبر ہے

کرے جس کو فانی وہ ہو حق میں باقی
یہ عشق نبی کیا عجوبہ بشر ہے

محمدؐ کے رتبے کو کیا کوئی جانے
وہ ہی نور مطلق بظاہر بشر ہے

مرے دست میں دست محبوب حق ہے
مجھے خوف محشر نہ دوزخ کا ڈر ہے

تن و جاں میں پیوستہ محبوب حق ہیں
مجھے اپنا دھوکہ اوسی ذات پر ہے

نگاہوں میں بس کر خیالوں میں جم کر
مٹا کر مجھے اب کوئی جلوہ گر ہے

خدا کا مسمّٰی ہے انسان کامل
ہے باطن میں مولا بظاہر بشر ہے

ہے سرّ حیات النّبی شیخ کامل
وہ فانی ہے اس میں نبی جلوہ گر ہے

قلم لگتی آئی نبی سے ولی کی
جو تھا نخل تخمی وہ قلمی شجر ہے

جو ہے شوق حق ہو محمدؐ میں فانی
کہ حق کے وہی ذات پیش نظر ہے

ہوا جو کوئی اپنے مرشد میں فانی
نبی اوس میں ظاہر خدا مستتر ہے

ہو زاہد مبارک تجھے طوفِ کعبہ — قدم پر مرے یار کے میرا سر ہے
دل و جان و ایمان ہوں سب اسیر قرباں — تصور میں میرے جو آٹھوں پہر ہے
صلوٰۃ اور سلام ایسے محبوبِ حق پر — یہی ورد اپنا تو شام و سحر ہے

خلیق اب ہوا ذاتِ مرشد میں فانی
یہ کیا تھا ہوا کیا یہ کس کو خبر ہے

یار کا میں خیال ہوں ہجر ہی نے وصال ہے — ذات جو میری تھی وہ ہی اسکو کہاں زوال ہے
بحرِ عماد ذات ہوں حاصل کائنات ہوں — وحدہٗ لاشریک ہوں میری کہاں مثال ہے
ارض ہوں میں سما ہوں میں میں ہی عرش و فرش ہوں — سب کچھ ہوں اور کچھ نہیں میرا یہی کمال ہے
آدمؑ و شیثؑ و ہودؑ و نوحؑ یہ سب میرے شیون ہیں — پاتا ہوں سب کو آپ میں اب تو میرا یہ حال ہے
آئینہ خیال ہوں اپنی ہی میں مثال ہوں — ذات منزہ ہے میری ظاہر مرا جمال ہے
فانی ہوئے جو شیخ میں باقی ہوئے ہیں فی ذات میں — سارے خیال گم ہوئے باقی فقط جمال ہے
مولا ہوں اور نہ بندہ ہوں کافر ہوں میں نہ دیندار — اسمائے تھے جتنے مٹ گئے قیل ہے اب نہ قال ہے
شوق ظہور ذات میں آیا تعینات میں — جو کچھ بھی ہے وہ خواب ہے غیر میرا محال ہے
نقطہ ہوں بحرِ ذات کا مبدا ہوں کائنات کا — میرا سوا نہ تھا نہ ہے جو بھی ہے وہ خیال ہے
دھوکا تھا مجھکو غیر کا الجھا تھا اپنے خواب میں — یار نے اب جگا دیا باقی نہ کچھ ملال ہے
عین کو ہے میرے خبر میرے وجود ذات کی — غیر ہو میرا آشنا یہ تو محض محال ہے

کیوں نہ مگن خلیق ہو اپنے کو پا کے آپ میں
فانی ہے صورتاً مگر اصل میں لازوال ہے

خیال یار ہی اپنی خودی معلوم ہوتی ہے — حقیقت ایک ہے لیکن دوئی معلوم ہوتی ہے
کسی کا سب تخیل ہے جو کچھ بھی ہے وہ فانی ہے — سراسر ساری دنیا خواب ہی معلوم ہوتی ہے

منزّہ ہی مشبّہ ہی دوئی کا صرف دھوکا ہی
سمجھ میں تیری اے زاہد کجی معلوم ہوتی ہے

مطلسم نورِ حق ہی زاہدا اس جسمِ خاکی میں
مگر ظاہر میں شکلِ مادّی معلوم ہوتی ہے

ہی ظاہر لا الٰہ سے فقط الا اللہ ہے
اسکی ذات ہر شے میں چھپی معلوم ہوتی ہے

سوا حق کے کہیں موجود کوئی ہی ارے طالب
ترے ذوقِ نظر ہی میں کمی معلوم ہوتی ہے

جو اپنے آپکو جانا خدا کو اُس نے پہچانا
تیری ہستی جو وہمی ہی نفی معلوم ہوتی ہے

دوئی کیتھا حق کو ڈھونڈتا ہی اپنے خارج میں
ترے اس فہم پر زاہد ہنسی معلوم ہوتی ہے

اشارے نحن اقرب اور معکم کے سمجھ زاہد
تری خود ذات ہی شرکِ خفی معلوم ہوتی ہے

جو حق کو دیکھنا ہی اپنی ہستی کا تو منکر ہو
جُدائی کا سبب تیری خودی معلوم ہوتی ہے

نفختُ فیہِ من رُوحی پہ جب میں غور کرتا ہوں
خدا کو پاکے اپنے میں خوشی معلوم ہوتی ہے

حیاتِ جاوداں پائی مرا جو موت سے پہلے
حقیقت میں اسی کی زندگی معلوم ہوتی ہے

بنایا یار نے تجھکو ہے اپنا آئینہ طالب
اسی کا عکس ہی ہستی تری معلوم ہوتی ہے

نہ پھر دیوانہ مجنوں وار بستی اور بیاباں میں
ترے دل میں حقیقت کی پری معلوم ہوتی ہے

عیاں ہی من رآنی سے رسولِ پاک کا رتبہ
خدا کی ذات ہی شکلِ نبی معلوم ہوتی ہے

حریمِ کعبہ پر جب اٹھاتا ہوں میں نظر اپنی
مدینہ کیطرف وہ بھی جھکی معلوم ہوتی ہے

فنا فی اللہ کی منزل میں آکر حضرتِ واعظ
خدا کی شان شانِ مرشدی معلوم ہوتی ہے

جو پہنچا کعبۂ دل میں تو عقدہ یہ کھلا مجھ پہ
خدا کی ذات ہی اپنی خودی معلوم ہوتی ہے

خلیقِ خستہ فانی ہوکے باقی ہوگیا حق میں
شگفتہ دل کی اب اسکے کلی معلوم ہوتی ہے

*

باب سیزدہم ۱۳

مختصر سوانح عمری

حضرت پیر و مرشد مولینا صوفی باصفا محمد افتخار الحق قادری چشتی سہروردی نقشبندی رحمانی مجیبی سرحیات النبی قدس اللہ سرہٗ

حضرت کی جائے پیدائش رہتک (پنجاب) از مضافات دہلی ہے۔ اوائل عمری میں آپ نے بطلب علوم ظاہری و باطنی ترک سکونت فرما کر یوپی میں تشریف لائے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا محمد انصار الحق تھا اور آپ کے برادر بزرگ حضرت مولانا اسرار الحق صاحب رحؒ واعظ خوش بیان طوطیٔ ہند کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ نے حصول علم ظاہری میں صوفی محمد عنایت اللہ خاں قادری نقشبندی مجددی رامپوری تلمیذ و سجادہ صوفی محمد ارشاد حسین رحؒ رامپوری و صوفی محمد عبد القادر صاحب عثمانی قادری بدایونی و صوفی محمد عبد المقتدر صاحب عثمانی قادری بدایونی و صوفی محمد سراج الحق صاحب عثمانی

قادری بدایونی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی صحبتوں سے فیوضات تلمذی حاصل کرکے فائض المرام والمقاصد ہوئے۔ اور علوم باطنی اور فیوض رُوحانی اپنے شیخ اولیٰ عم مکرم صوفی محمد نعمان الحق والدین صاحبؒ قادری وچشتی لکھیم پوری و شیخ ثانی حضرت شاہ مراد اللہ صاحب صفوی خلیفہ حضرت خادم صفیؒ چشتی و قادری ساکن قصبہ محمدی ضلع کھیری و حضرت محمد علی شاہ ٹونکیؒ خلیفہ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی قادری وچشتی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی صحبت میں رہ کر حاصل فرمایا۔ بعدہٗ شیخ ثالث صوفی محمد طالب حسین صاحب قادری وچشتی مجددی فرخ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدّتے چند معیّت فرما کر علم باطنی در شدی سے مالا مال ہوئے۔ آپ جید عالم، حکیم حاذق اور واعظ خوش گلو تھے آپ کا چہرہ مُبارک نہایت درجہ نورانی تھا۔ ہمہ وقت استغراقی کیفیت طاری رہتی تھی بے حد خلیق اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔ رئیسوں سے ہمیشہ دُور اور غریبوں سے بہت زیادہ نزدیک رہتے تھے۔ پیرزادوں اور سیّدزادوں کی بے انتہا اپنے دل میں عظمت رکھتے تھے۔ ان کا بیحد پاس ادب فرماتے۔ ایک دفعہ کلکتّہ میں آپ ایک رکشا پر کہیں جا رہے تھے۔ اتفاقیہ اس رکشے والے سے آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں سیّد ہوں میرے دادا یمن سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ یہ سُنتے ہی آپ رکشے سے اُتر پڑے اسکے قدموں کو چوما اور خود ان کو رکشے پر بٹھا کر دُور تک لے گئے جب تھک گئے تو اسکی دست بوسی و قدمبوسی فرما کر پانچ روپیہ بطور نذرانہ پیش کرکے رخصت فرمایا اور رو کر فرمایا ہماری خطا معاف کر دو۔ نہایت شرم کی بات ہے کہ ایک سیّد رکشا چلائے اور غلام زادہ اس پر بیٹھے آپ کی محفل

میں جب کوئی سیّد یا پیرزادہ تشریف لاتا تو آپ فوراً اپنی جگہ چھوڑ کر اس کو بٹھاتے اور قوالوں کو انھیں کے ہاتھوں سے نذر لانے دلواتے۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیائے کرام کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرتا تو آپ بے تاب ہو جاتے اور اسے روکنے میں سختی سے پیش آتے اور اسے باادب بنانے کی کوشش بلیغ فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت صوفی محمد طالب حسینؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ جب آپ کے مکان کے قریب پہنچے تو اس گلی میں ایک کتّا نظر آیا اسے پیار کیا اور فرمایا کہ یہ میرے محبوب کی گلی کا کتّا ہے۔ اس لئے یہ بھی محبوب ہے۔ مختصر یہ کہ ان چند واقعات کے بیان سے آپ کا سیدزادوں اور پیرزادوں اور اپنے شیخ طریقت کے ساتھ بے پناہ محبّت اور عقیدت کیشی کا پتہ چلتا ہے۔

بسلسلۂ طبابت اور تبلیغ ظاہری و باطنی مختلف شہروں میں وقتاً فوقتاً ایک زمانہ تک قیام فرمایا۔ مثلاً آگرہ، الہ آباد، لکھیم پور، علیگڈھ، لکھنو، کلکتہ وغیرہ وغیرہ جبکہ آپ کا سن شریف ترسٹھ سال کا ہوا تو مرض فالج میں مبتلا ہوئے اور کلکتہ میں مقیم ہونے کے سات سال بعد ۱۹۱۷ء مطابق ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ بوقت صبح صادق وصال فرمایا ——— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○ آپ کا مزار مقدس ۵۷ ساؤتھ ٹپیا روڈ شہر کلکتہ میں ہے اور مرجع خلائق ہے۔ آپ کے سلسلۂ طریقت میں ہندوستان کے مختلف حصّوں کے لاکھوں انسان داخل ہوئے اور ان میں سے بہتوں کو آپ سے خلافت بھی حاصل ہوئی۔ ان میں سے بہت سی خلفاء اور مریدین ابتک بقید حیات ہیں۔

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے اور آپکی تصنیفات میں رشد رشید

حقیقی، حامض آلاسان معروف بہ عطرق التوحید و جواز تعزیہ خاص ہیں اسکے علاوہ ایک غیر مطبوعہ دیوان بھی ہے۔

حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد نور الحق صاحب رضؓ جو آپ کے عرس کمیٹی کے ناظم اور آپ کے خلیفہ تھے۔ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ کلکتہ میں وصال پاگئے۔ اور آپ کی پائنتی مبارک میں آسودہ ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مولانا محمود الحق صاحب مع عیال و اطفال کے کراچی میں تشریف فرما ہیں آپ اپنے پدر بزرگوار کے خلیفہ بھی ہیں۔

حضرت مولانا کی صاحبزادی جو آپ کے خلیفہ محمد ذکی صاحب کی خوشدامن تھیں وصال فرما گئی ہیں۔ اور دو صاحبزادیاں کراچی میں بقید حیات ہیں۔ حضرت کے تیسرے صاحبزادے محمد علین الحق صاحبؒ کا انتقال خود حضرت کی موجودگی میں کئی برس کا زمانہ ہوا الہ آباد میں ہوگیا تھا۔

حضرت مولانا کا عرس بمقام ۷۵ تیلپارہ روڈ شہر کلکتہ ۶، ۷، ۸ تاریخ جمادی الاوّل کو بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ عرس کے موقع پہ ۶، ۷ تاریخ کی شام کو علماء کرام کا بیان ہوتا ہے اور ۷، ۸ تاریخ کو رسم گاگر چادر اور غسل مزار شریف وغیرہ ادا کئے جاتے ہیں۔ مقامی و غیر مقامی کئی جوڑ قوال بھی آپ کے عرس میں شریک ہوتے ہیں۔ ۸ تاریخ کو عام لنگر ہوتا ہے۔ اور عرس کے تمام مراسم حضرت کے مریدین و متوسلین و معتقدین کے تعاون سے انجام پاتے ہیں۔ آپ کے خلیفہ اور داماد عبدالحفیظ صاحبؒ کے داماد مولانا محمد ذکی صاحب صاحبِ حال بزرگ تھے اور ان کے سیکڑوں مریدین کلکتہ و بیرون کلکتہ میں موجود ہیں اور آپ کا مزار بھی حضرت کی خانقاہ میں ہے۔

حضرت مولانا قدس اللہ سرہٗ عارف باللہ صاحب کرامت بزرگ تھے

آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور نزدیک و دور ہیں تبرکاً چند کرامتیں حسب ذیل درج کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد حسین نامی ایک مرید نے فجر کی نماز کے بعد سوال کیا کہ قیامت میں حساب وکتاب کے بعد لوگ جنت میں جائیں گے لیکن رسول اللہ نے قبل از وقت معراج میں لوگوں کو کیسے جنت و دوزخ میں مشاہدہ فرمایا۔ حضرت مولانا نے ان کو آنکھ بند کرنے کو کہا۔ آنکھ بند کرنا تھا کہ ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور دیکھا کہ مغرب کا وقت قریب ہے اور گرج و چمک کے ساتھ آدھ گھنٹہ تک زور کی بارش ہوئی حضرت مولانا نے یہ دکھلانے کے بعد ان سے آنکھ کھولنے کو فرمایا چنانچہ اسی روز مغرب کے وقت حقیقتاً اسی شان کی بارش ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ محمد حسین تمہارے سوال کا جواب مل گیا۔ محمد حسین نے آپ کی قدمبوسی کر کے عرض کیا یا حضرت اب کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہے۔ محمد حسین صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔

(۲) ایک شخص مسمیٰ بابو رام ساکن سری نگر ضلع کھیری کا رہنے والا ہے حضرت مولانا کا عقیدتمند تھا۔ اس پر ایک مقدمہ آراضی کی بیدخلی کا دائر تھا چونکہ اسکے پاس ایک یہی ذریعہ معاش کا تھا۔ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اور معلوم ہوا کہ بابو رام مقدمہ ہار جائے گا اور فلاں تاریخ کو فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ چنانچہ بابو رام نے فیصلہ کی تاریخ کے دن آپ کی طرف رجوع کیا۔ اور سرکار آپ تو کلکتہ میں ہیں مگر میری مدد فرمایئے بابو رام اسٹیشن پر گیا کہ وہاں سے سیتاپور جائے مگر دیکھتا کیا ہے کہ حضرت لکھنؤ والی گاڑی سے اترے اور فرمایا کہ بابو رام تو اتنا پریشان کیوں ہے تیری ہی ڈگری ہو گی۔ جب وہ سیتاپور کی عدالت میں پہونچا تو خلاف امید اسکے حق میں فیصلہ ہوا۔

واپسی پر وہ مٹھائی اور پھول لے کر جہاں حضرت ہمیشہ قیام فرماتے تھے گیا تو اسکی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ آپ کلکتہ ہی میں ہیں۔ یہ آپ کی تجرد و مثال اور روحی طاقت کا مظاہرہ تھا۔ بابو رام ابھی بقید حیات ہے۔

(۳) ایک دفعہ حضرت مولانا اس غلام کے غریب خانے پر رونق افروز تھے اور محفل میلاد شریف منعقد ہونی تھی۔ تمام انتظام ہو چکا تھا حضرت صحن خانہ میں تشریف فرما تھے اور محفل باہر ہونی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت میں نہ بیان کروں گا بلکہ خلیق اللہ سے کہو کہ بیان کرے۔ اس سے پہلے اس فقیر نے کبھی وعظ نہ کہا تھا۔ اور نہ کچھ آتا ہی تھا۔ آپ نے اندر سے فرمایا کہ خوب دھڑلے سے بیان کرو۔ پس یہ فرمانا تھا کہ زبان کھل گئی اور نہایت زوردار بیان ہوا زبان نہیں رکتی تھی۔ اسکے بعد سے آج تک ہزاروں بیانات ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن زبان نہیں رکتی۔ یہ حضرت کا تصرف ہے۔

(۴) ایک مرتبہ حضرت کے مرید خاص چھوٹے خاں نامی کلکتہ میں ایک مکان کی چوتھی منزل کے بارجہ پہ کام کر رہے تھے یکایک اس پر سے نیچے آگرے لوگوں نے سمجھا کہ یقیناً مر گئے زندہ نہیں بچ سکتے، وہ فوراً اُٹھ بیٹھے۔ ذرا سی خراش تک نہ آئی لوگوں نے زندہ بچ جانے کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ جیوں ہی بارجہ سے میرا ہاتھ چھوٹا میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا قدس سرہ کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ آپ نے مجھے اپنی گود میں لیکر نیچے بٹھا دیا۔ چھوٹے خاں حضرت کے نہایت ہی مخلص مرید و خلیفہ ہیں اور بقید حیات ہیں۔

(۵) میلاد شریف کی اکثر محفلوں میں آپ اسلام کی حقانیت و

صداقت بیان فرماتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مصدِّق ہو جاتا ہے۔ اس کو آگ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور اپنا دستِ مبارک دیر تک جلتی ہوئی موم بتیوں پر رکھے رہتے تھے لیکن آگ کوئی ضرر نہیں پہنچاتی تھی بہت سے حضرات الہ آباد اور دیگر مقامات پر آج بھی موجود ہیں جو اسکی تصدیق کر سکتے ہیں۔

بَابْ چہاردہم

غزلیات

حضرت مولینا و مرشدنا صوفی **مُحَمَّد افتخار الحق** متخلص بہ بسمل قادری چشتی مجیبی قدس اللہ سرہٗ

قلم کہکر کے بسم اللہ ہو وصفِ بیحد کا
موحّد ہوکے حامد ہو تو محمود اور احمد کا

شب ذات بجت صبح ارادہ ہوگئی جب دم
صفاتِ ہشت ہو کے جگمگایا نور بیحد کا

ہوئی پھر صبح ثانی یا کہو تم نور کا تڑکا
یہ تھا نُورِ احد اطلاق ہے اسپر محمّد کا

یہی پھر نور اتنا بڑھ گیا کہ شمس ہی چمکا
تو بیحد میں پتہ لگنے لگا اسطوسی حد کا

تو اس خورشید پہ لاہوت آئے اور اسکی شعاعوں
ہوا جبروت کا اطلاق ہی اور روح امجد کا

شعاعوں سے جو نکلی دھوپ وہ عالم مثالی ہے
مقابل نور و ظلمت ہو گئے نقشہ کھینچا قد کا

ہوا کنزِ خفی ظاہر اسے ناسوت کہتے ہیں
سبق پہلا ہی یہ زاہد سرِّ پنہاں کی ابجد کا

ہی اقرارِ خودی کفر اور انکارِ خودی یہاں
فنا ہو کے بقائی قول ہی منصور و سرمد کا

قلم کو روک لے مت کھول اسرارِ خفی بسمل
اگر تو بحر ہے قادر ہے اپنے جزر کا مد کا

خودی کھوئی خدا پایا اہا ہا ہا اہا ہا ہا
میری ہستی وجود اس کا اہا ہا ہا اہا ہا ہا

مجھے پیر مغاں نے اپنے ساغر کی جو تلچھٹ دی
نشہ چڑھ آیا وحدت کا 〃 〃

میں پہلے پردہ تھا اسکا رہا مجھ میں وہ مدت گُم — اٹھا پردہ تو میں گُم تھا ا ہا ہا ہا ا ہا ہا ہا
ہی میری جان فرطِ بیخودی سے محو بیرنگی — دوئی باقی نہیں اصلا 〃 〃
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — ہر اک جا ہے وہی جلوہ 〃 〃
کہیں عاشق وہ اپنا ہے کہیں معشوق ہے اپنا — عجب انداز ہے ادا سکا 〃 〃
وہی اپنے سے ہے جاہل وہی اپنے سے غافل ہے — وہی عارف ہے خود اپنا 〃 〃
وہی مُرسِل وہی مرسَل وہی اخبار اور قرآن — وہی بندہ وہی مولا 〃 〃
وہی دوزخ وہی جنت وہی عرش اور وہی کرسی — وہی دل اور وہی کعبا 〃 〃
حرم وہ شیخ وہ بت خانہ وہ برہمن وہ — وہی پاٹ اور وہی پوجا 〃 〃

وہی بسمل وہی طالب وہی شاکر وہی رحماں
وہی مطلوب ہے اپنا ا ہا ہا ہا ا ہا ہا ہا

آئینہ دیکھا نہیں صورت کا بتلا ہو گیا — شکل دیکھی ہی نہیں شیشے میں اللہ ہو گیا
آئینہ میں آئینہ برشکل لیلےٰ ہو گیا — عکس کیا دیکھا کہ مجنوں اور دیوانہ ہو گیا
خود وہ اپنے حسن کا محو نظارہ ہو گیا — لیلیٰ و مجنوں کے چھپ جانے کا حیلہ ہو گیا
فصل کیا اور وصل کیا سب ہے بدولت عشق کے — عشق آیا قیس کو مجنوں سے لیلیٰ ہو گیا
سرّ و قلب و روح و اخفیٰ و خفی کچھ بھی نہیں — یا لطیفُ اسم جس کا ہے لطیفہ ہو گیا

صدق سے لا کہکے بسمل ہو گیا کب کا فنا
یہ خدا جانے کہ وہ کیا چیز تھا کیا ہو گیا

چشم عرفاں سے اگر اپنے تئیں دیکھ لیا — بخدا اپنا خدا تم نے یہیں دیکھ لیا
افلا تبصرون قرآں نہیں ہے ناطق — دیکھنے والو بھلا تم نے نہیں دیکھ لیا
نہ وہ تنزیہ میں محدود نہ تشبیہ میں ہے قید — جسنے پہچان لیا اسنے یہیں دیکھ لیا
سب ملل کہتے ہیں اسکو کہ وہ ہر جائی ہے — کون کس جا ہے پھر جس نے نہیں دیکھ لیا

وحدہٗ منھ سے کہے دلمیں دوئی کو رکھے — تیری توحید کو شیطان لعیں دیکھ لیا
آنکھ ہی کس لئے کیوں مظہر حق انساں ہے — آنکھ دیکھ لیا اوسکے تئیں دیکھ لیا

ماسوا چھوڑ کے بسمل ہے ہوا عین مجیب
کل وہاں دیکھے گا اور آج یہیں دیکھ لیا

عیاں ہیں وہ نہاں ہو کر نہاں ہیں عیاں ہو کر — عیاں ہیں جسم و جاں ہو کر نہاں ہیں جاں ہو کر
چمن میں گل کی صورت اور گل میں رنگ و بو ہیں وہ — دل بلبل میں رہتے ہیں وہ فریاد و فغاں ہو کر
مرے ہوتے ہوئے کیوں آئینگے مجھکو نہیں ہیں وہ — مزہ دیتا ہی میرا غم انھیں آرام جاں ہو کر
اگر ہی جستجو ان کی ذرا اپنے کو کھو بیٹھو — رہو پیر مغاں کے در پہ سنگ آستاں ہو کر
وہ کعبہ میں تو باطن اور میخانہ میں ظاہر ہے — پلایا کرتے ہیں رندوں کو مے پیر مغاں ہو کر

نہ مکر و لا اللہ کہکے بسمل آپ ہی تو ہو
بھلا کس طرح سے مانوں نہیں ہو تم نہاں ہو کر

اے مظہر حق در حق یقیں سلطان الہند غریب نواز — دے علم معین حق دیں سلطان الہند غریب نواز
مجھ لا میں آپ ہی الا ہیں جس عجز کے پاس ہے تیر گیا ہے — دو مجھ کو عمل با علم و یقیں 〃 〃
میں حیرت میں مستغرق ہوں برہان و دلیل ہو تم خواجہ — اے غوث غیاث و مغیث و معیں 〃 〃
در در کی میں قابل بیشک ہوں بہکا بھی بہت ہوں اے خواجہ — اب مجھسے نہ لے سے چنیں بہ چنیں 〃 〃
کیوں مجھسے خفا ہو بندہ ہوں دو بھیک عزیز و حکیم ہو تم — باللطف و کرم بہلا دو کہیں 〃 〃
ہی فکر حساب حق حضرت جو آپکی مرضی میری خوشی — بے فکر کرو با حق و یقیں 〃 〃
مردود نکر مقبول ہی کر اما السائل فلا تنہر — فرماں ہی ترا اور شرع مبیں 〃 〃
ہی تو ہی رحیم تو ہی رحمت لا تقنطو ہی فرماں ترا — جب غیر نہیں تو نہیں بھی نہیں 〃 〃
اب یا جب سرزد جو ہوا حسینؑ و محمدؐ کا صدقہ — ہو جائے معاف کہو آمین 〃 〃
ہو بلائے نعم میں صبر و رضا نعما بلا میں شکر و عطا — ہو ولا و قناعت کے حال قریں 〃 〃

ہو جائے اجازت اے آقا بسملؔ کو کہیں پر رہنے کی

حال زارم للہ معین سلطان الہند غریب نواز

ہو گیا ہوں جب سے میں محوِ لقائے غوث پاک　　دونوں عالم میں نہیں پاتا سوائے غوث پاک
کس زباں سے ہو سکے بیشک ثنائے غوث پاک　　جبکہ ہی وصّاف خود تیرا خدائے 〃 〃
کنز حق سے بالیقیں ذرہ بھی مل سکتا نہیں　　طالب حق کو نہ ہو جبتک رضائے 〃 〃
قطرے سے چشمہ ہوا، چشمے سے دریا ہو گیا　　ہو گئی جس پہ ذرا سی بھی عطائے 〃 〃

پڑ گئی کشتی بھنور میں بسملؔ ناچیز کی
تم سوا اب پار کون اسکے لگائے غوث پاک

مریض لادوائم خوش نصیبم　　حبیب اللہ را دارم طبیبم
نظر دارم بسوئے رحمت تو　　قیامم دہ کہ من خانہ خرابم
نہ صبر و شکر دارم نے قناعت　　نہ عشق و معرفت بس حال زارم
سوالم را نہ رد کن یا حبیبی　　کہ آمرزہا داری بدانم
بجز عجز و گنہ نزدم چہ دارم　　کہ من اے جان جاں بر تو نازم
زہے تیہا گنم چہ بر تو ایثار　　توئی جسم و توئی جان و تنیہم
نہ من ظاہر نہ من باطن توئی تو　　تعالیٰ اللہ زہے شان قریبم
بسا علم و ادب دارم چہ گویم　　محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسم تو کشفِ یقینم

زمین شور سنبل برنیارد
خمش بسملؔ چنینست و چنینم

کس کو تو بندہ اور میں کس کو خدا کہوں　　جب دوئی نہیں بتائے کون کسکو کیا کہوں
کافر کو تو برا کہوں مومن کو کیا کہوں　　اچھا ہی میں کہوں نہ کسی کو برا کہوں

ہُو ہو جیوں نہ کہوں میں انا انا — گر میں گزر گیا ہوں خودی سے تو کیا کہوں
جو مجھ سے کہہ رہا ہے وہی کہہ رہا ہوں میں — نہ میں چھپاؤں اسکو نہ پورا پتہ کہوں
کیڑا جو گُو کا ہے اسے کب بھائے بوئے گل — زاہد یہ حق کی مار ہے بس اور کیا کہوں
معبود تو خدا کو کہے حُور پر مرے — زاہد کو بہشتی نہ کہوں اور کیا کہوں

بسمؔل ہے یا خدا ہے غرض دو میں ایک ہے
زیور کو زر نہیں کہوں تو اور کیا کہوں

لاریب میں بظاہر انساں بنا ہوا ہوں — پر خوب جانتا ہوں کہ کون ہوں کیا ہوں
دیکھو تو میری حرفت خود مجھکو بھی ہے حیرت — ہر شے کا عین ہو کر ہر چیز سے جدا ہوں
حسن ازل کو اپنے آئینہ دار پا کے — اپنا پتہ ملا ہے کہ میں خلاء ملاء ہوں
چہرہ میں گل رخوں کے جلوہ گری ہے میری — فرہاد و قیس ہوں، خود خود پہ مبتلا ہوں
رندی و مے پرستی اپنی عبادتیں ہیں — ایمان و زہد و تقوی سے دور بھاگتا ہوں
سجدے میں صنم کے عاشق کو کیسے روکوں — فخرج علیک لعنت شیطاں سے کہہ چکا ہوں

جب ہو گیا مسلّم کب غیر حق ہے ممکن
بسمؔل نہیں ہے بسمؔل میں خوب جانتا ہوں

خودی اپنی کھوئی ہوئی پا گیا میں — غلط ہے خدا پا گیا کھو گیا میں
ہوا جب مجھے شوق عرفان پیدا — تو اپنی خودی سے جدا ہو گیا میں
ہوئی غیر سے معرفت مجھ کو حاصل — نہ بندہ نہ اللہ تھا ہاں صرف تھا میں
ہوا اپنے عرفان کا تکملہ جب — تو جیسا تھا ویسا ہی پھر ہو گیا میں
خدائی بھلائی تو صورت کو پایا — جو صورت بھلائی خدا ہو گیا میں
جو بھولا میں تنزیہ و تشبیہہ دونوں — تو بندہ رہا اور نہ اللہ رہا میں
غرض تھی نہ مطلب نہ کچھ مدعا تھا — محبّت میں سر تا بپا ہو گیا میں

حدوث و قدم ہیں شیونات اپنے
بقا سے بمقصد فنا ہو گیا میں

مٹائے نہیں عشق مٹتا ہی بسمل
بدولت اسی کے برا ہو گیا میں

کہیں سب غیر حق جسکو ہم اسے اللہ کہتے ہیں
سمجھ کا پھیر ہے اللہ کو غیر اللہ کہتے ہیں

حقیقت میں کہاں ہے فرق قطرہ اور دریا میں
حقیقت کے مخالف کو عدو اللہ کہتے ہیں

جمال حق تو ظاہر اور حق پنہاں نہیں سمجھے
ہے عین اللہ وہ جسکو ہم اہل اللہ کہتے ہیں

ولایت کہتے ہیں کفر حقیقی کو ذرا سمجھو
مٹی جسکی دوئی اسکو فنا فی اللہ کہتے ہیں

جو اپنے آپ کو حق الیقین میں خوب پہچانا
اسی کو واصل حق اور بقا باللہ کہتے ہیں

وہی ہے دشمن دیں آپ کو جو غیر حق سمجھے
قسم ہے اپنی ہستی کی تمہیں اللہ کہتے ہیں

بہت ڈھونڈا دو عالم میں نہ پایا غیر حق ہم نے
مگر کہنے کو ہم بھی غیر حق واللہ کہتے ہیں

اگر طالب خدا کا ہے تو بسمل سے لگا لے دل
یہی وہ راہ ہے جسکو صراط اللہ کہتے ہیں

بہر عرفان وہ انجان بنے بیٹھے ہیں
وہی ذیشان ہیں ہر شان بنے بیٹھے ہیں

باغ فردوس وہی باغ کے مالک بھی وہی
وہی حور اور وہی غلمان بنے بیٹھے ہیں

فرش عالم بھی وہی صحن گلستاں بھی وہی
وہی سنبل وہی ریحان 〃 〃

عشق اپنے سے ہی ہیں عاشق و معشوق نما
عقل کل ہو کے وہ حیران 〃 〃

آئینہ دیکھکے کثرت کا گماں ان کو ہوا
ورنہ اعیان ہیں امکان 〃 〃

بات کیا لطف کی ہے لیس کمثلہ شیء
کان تشبیہ میں سبحان 〃 〃

قلب ہو جسکے لئے بھید وہی سمجھے گا
جاننے والے ہیں انجان 〃 〃

وہی ہاہوت میں لاہوت میں جبروت وہی
وہی ہر جسم میں ہر جان 〃 〃

وہی برزخ وہی ناسوت غرض ہر ہر شے
شکلِ بسمل میں وہ انسان بنے بیٹھے ہیں

فقط اک یاد ہو کرنا عبادت اسکو کہتے ہیں — خودی اپنی فنا کرنا ریاضت اسکو کہتے ہیں
سمجھنا غیرِ حق موجود ہے یہ شرکِ ذاتی ہے — فقط تصدیقِ حق کرنا ہدایت 〃 〃
اسے معروف کر غیرت سے پھر اسمیں لگے رہنا — خبر سے بیخبر ہونا ولایت 〃 〃
خلا میں جو ملا دیکھے ملا میں پھر خلا دیکھے — فقیر باصفا اہلِ ولایت 〃 〃
ارادے علم و قدرت سے خودی پہ حکم خود کرکے — زِلا حد حد میں آجانا کرامت 〃 〃
مقامِ اسم میں رہ کے مسمّٰی تک پہنچنا اور — معطّل آپکو کرنا خلافت 〃 〃

جو تھیں کہنے کی باتیں کہہ چکے طالب نیا بسمل
عمل کر بیٹھنا اس پہ سعادت اسکو کہتے ہیں

ادراک خودی جب نہ رہے بعد میں کیا ہو — بیرنگی و بے صورتی ہو نام خدا ہو
یہ وصل کی منزل ہے مگر سیر نہ ہونا — عارف ذرا ہشیار محبت نہ فنا ہو
بے رنگی کے میدان میں ٹھہرنا نہیں اچھا — اس ذوق سے اے عارف کچھ فہم جدا ہو
جب بلبل لاہوت رسائی ہو یہاں تک — تشبیہہ بنا شاہد تنزیہہ کھڑا ہو
اس سر میں الف چاہیے ہو شاہد عاشق — جو ہو حرف میم وہ مشہود بنا ہو
تقسیم ہوا دو قوسین میں ہو دائرہ ہو کا — محبوب ہو خود خود کو خود ہی تاک رہا ہو

بسمل کی طرح دل ترا اس سینے کے اندر
بے چین ہو بے تاب ہو اور لوٹ رہا ہو

بے خودی میں جسے مزا آیا — صِبْغَةُ اللّٰہ اس پہ رنگ آیا
میری آنکھوں نے تجھکو بیرنگا — کس طرح سے بتاؤں کیا پایا

جسکو دیر و حرم میں ڈھونڈھتا تھا فیض مرشد سے اپنے گھر پایا
نام طالب تھا اور تھا مطلوب واہ کیا خوب دھوکہ دلوایا
یار ہرجائی ہے وہ اے زاہد پر نہ ابتک کہیں پتہ پایا
وائے بدنیتی تیری زاہد دل بھی آیا تو غور پہ آیا
فیض مرشد سے ابتو اے بسمل
مدعا دل کا سارا بر آیا

کوئی پوچھے کہ تم نے کیا دیکھا شکل انساں میں خدا دیکھا
نہ اسے اپنے سے جدا دیکھا اور نہ اس کو کبھی ملا دیکھا
ہم نے اپنے میں جب نے را دیکھا کیا بتائیں کسی کو کیا دیکھا
دوسرا کون ہے کسے ڈھونڈھیں آپ اپنے کو جا بجا دیکھا
کبھی وہ ہم میں ہم کبھی اسمیں کبھی دونوں کو لاپتہ دیکھا
بالیقیں دیکھ لے وہ بسمل کو
نہ ہو جس نے کبھی خدا دیکھا

گر دعوۂ الفت ہے بیتاب رہا کرنا محرومیٔ قسمت کا ہرگز نہ گلا کرنا
واعظ کا کبھی سالک ہرگز نہ کہا کرنا بت سامنے رکھکر کے تو یاد خدا کرنا
ہر دم غم جاناں سے بیتاب رہا کرنا شمع رخ جاناں میں ہر وقت جلا کرنا
جس طرح سے ممکن ہو اپنے کو فنا کرنا بیخوف و خطر پھر تو دعوائے انا کرنا
سنگ در ساقی پر سر اپنا گھسا کرنا میخوار و نکی تلچھٹ ہی ملجائے پیا کرنا
مخمور مئے وحدت ہر وقت رہا کرنا شکر کرم ساقی ہر وقت ادا کرنا
بسمل ادب ساقی ہر وقت کیا کرنا
اک گام شریعت سے آگے نہ بڑھا کرنا

دل ہی بیت اللہ زاہد اور قبلہ سوئے دوست
میرا قرآں اسکا چہرہ میری جنت کوئے دوست

زندگی کے لطف سے بڑھکر اُٹھاتا ہی مزا
قبل مردن ہو گیا ہوں میں غبار کوئے دوست

دلمیں چھپکے بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں ڈھونڈو مجھی
سارے عالم سے نرالی ہیں نرالی خوئے دوست

زاہدا کعبہ نہ تھا بیہوش ہو کر کیوں گرا
طور میں موسیٰؑ نے کیوں دیکھا جمال روئے دوست

دھوم مقتل میں مچی ہے کیا شہادت ہو گئی
یاد آئی کیا کسی کو پرخم ابروئے دوست

چکھ لے اے زاہد ذرا سی میں بھی پیتا ہوں شراب
جسمیں ہے آمیختہ بوئے لعاب روئے دوست

وہ نظر پیدا کرو بسمل کہ جس سے صاف صاف
ذرّے ذرّے میں نظر آئے جمال روئے دوست

تو عین مرا میں عین ترا، تو اور نہیں میں اور نہیں
نہ تو غیر مرا نہ میں غیر ترا تو اور نہیں میں اور نہیں
جس طرح سے زیور میں زر ہے اللہ یونہی ہے انسان میں
فِیْ اَنْفُسِکُمْ سے نہیں سمجھا تو اور نہیں میں اور نہیں

کوزہ گل ہے اور گل کوزہ شعلہ آتش آتش شعلہ
مولا بندہ بندہ مولا " " " "
اللہ تھا غیر اللہ نہ تھا الآن کَمَا کَانَ ہے وہی
مضمون حدیث قدسی کا " " " "
انساں پہ کوئی موقوف نہیں ہر شے میں محیط ہیں ہی تو ہوں
جس طرح سے خط میں ہے نقطہ " " " "
میں اپنی خودی میں خود گم تھا عرفان کا عشق ہوا مجھکو
انسان بنا تب پہچانا " " " "

بسمل تو اِک نام ہوں میں حیرت نہیں ہی اللہ ہوں میں
عارف ہی اگر تو شک مت لا تو اور نہیں میں اور نہیں
جب فقط ہو ہے تو پھر اے نوجواں کچھ بھی نہیں
ایک دھوکا ہے مکان و لامکاں کچھ بھی نہیں
مُلک ہے اور نہ مَلَک جبروت نہ لاہوت ہے
سب بھلا دے واللہ باللہ جان جاں کچھ بھی نہیں
قدرت و علم وارادہ سب لباس مُسکر ہیں!
حفظ و حس و وہم و این و آں " "
مت احد سے ہو تو اکثر عکس اپنا دیکھ کے
قُل ھُوَ اللہ پڑھ کہاں ہیں باپ و ماں " "
جب وہی ظاہر وہی باطن ہی بسمل کیا رہا
آپ کو پہچان لے اے نوجواں کچھ بھی نہیں

میں ہی ایں عیاں ہوں میں ہی میں نہاں ہوں
مکاں بھی میں ہی اور میں ہی لامکاں ہوں
میں ہی شرع ہوں اور میں حکمراں ہوں
میں ہی میکدہ اور میں پیر مغاں ہوں
تو ہستی کو اپنی سمجھ میری نِدا ہے
خودی بھول میں نہاں اور عیاں ہوں
میں ہی شیخ ہوں اور میں ہی ہوں برہمن
میں ہی دید ہوں اور میں ہی پھر قرآں ہوں
میں وہ احد ہوں کثرت سے ہیں نام میرے
احد سے میں ہی ہو کے احمدؐ عیاں ہوں
کوئی میرے اسرار کو کیسے سمجھے
میں موضوع و مہمل کا خط بیاں ہوں
جھکے کیوں نہ سر تیرے قدموں پہ مرشد
میں بسمل تھا کل آج شاہ جہاں ہوں

کہیں بادہ کہیں ساغر کہیں پیر ہدیٰ تم ہو
کہیں بندے ہو تم اپنے کہیں اپنے خدا تم ہو

کہیں عشوہ کہیں غمزہ کہیں ناز و ادا تم ہو
کہیں جور و جفا ہو اور کہیں مہر و وفا تم ہو

برہمن دیر میں اور شیخ کہلاتے ہو کعبہ میں
کہیں بدر الدجیٰ تم ہو کہیں شمس الضحیٰ تم ہو

تمہیں نے تمکو دیکھا اور تمہیں نے تمکو پہچانا
یقیں تم دید تم اور حسن بھی تم حافظا تم ہو

جگر بھی تم دل بھی تم اور جسم بھی تم جاں بھی تم ہو
تمہیں تو جان جاں ہو ہر کسی کے آشنا تم ہو

محی الدین رح معین الدین رح جلال الدین رح شمس الدین رح
ابو بکر رض و عمر رض عثمان رض علی رض شیر خدا تم ہو

تم ہی ہو عبد رحمٰن رح تم ہی شاکر رض تم ہی طالب
تمہارا ہی نشاں بسمل ہے بسمل کا پتہ تم ہو

اگر تو شمع روشن ہے تو میں ہوں تیرا پروانہ
جو تو ہے بادۂ گلگوں تو میں ہوں تیرا پیمانہ

شراب شوق پی پی کچھ عجب حالت ہے مستانہ
خودی تک مٹ گئی بیہوش ہوں مجنوں ہوں دیوانہ

بلا نوشوں سے پالا پڑ گیا ہے تیرا اے ساقی
ابھی باقی بہت ہے تشنگی ڈھلکا دے خمخانہ

دعا ہے ایسا موقع ہو کہ ہم تم دونوں تنہا ہوں
نشہ ہو بیخودی ہو اُڑ رہا ہو دور پیمانہ

دوئی باقی نہ ہو اصلا خمار عشق ہو اتنا
گمے ہوش و خرد سوجھے نہ آبادی نہ ویرانہ

تمہیں ڈھونڈوں تو میں پاؤں مجھے ڈھونڈو تو تم پاؤ
نہ واں میں ہوں نہ تم ہو اک فقط ہو کا کاشانہ

اگر ہے امتحاں کا قصد ہو حکم قضا جاری

تری الفت میں مرجانا ہے مرجان جی جانا
بلائیں ساری جھیلو اور رضا جوئی کرو بسمل
وہی ہے مرد کامل جسکی ہمت ہوئے مردانہ

اگر عارف ہے مست شرہا انالحق کہہ انالحق کہہ — کوئی ہر غیر اللہ کا انالحق کہہ انالحق کہہ
وہی حد ہے وہی خنجر وہی فتویٰ وہی قاضی — خوشی سے دار پر چڑھ جا " " "
جو ہی قادر مطلق انالحق کیوں نہیں کہتا — تجھے کیوں پاس ہے حدکا " " "
جو ہو خاموش کچھ شک ہے اگر شک ہے منافق ہے — ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّی اللہ " " "
انالحق صرف باطن ہی نہیں ہے ہر وہ ظاہر بھی — اگر ہو رمز حق سمجھا " " " "
خدا بھی اور محمد ﷺ بھی شریعت بھی فرائض بھی — مسمّٰی سب کا اللہ " " " "

نہ رحمٰن ہے نہ شاکر ہے نہ طالب ہے نہ بسمل ہے
وہی اب ہے جو پہلے تھا انا الحق کہہ انالحق کہہ

بندہ بنکے مولا نے آپ کو آپ چھپایا ہے
آپ احد ہے آپ ہی احمد آپ پہ آپ چھایا ہے
آپ فنا ہے آپ بقا ہے آپ جدا ہے آپ ملا ہے
آپ ہی اِلّا آپ اللہ آپ ہی لا الٰہ ہے
آپ ہی کعبہ آپ کلیسا آپ ہی دیر و مسجد ہے
ملّا بنکے آپ کو اس نے چکر میں لا ڈالا ہے
آپ ہی جد ہے آپ ہی امجد آپ ہی مادر و پدر
آپ کی گود میں آپ ہی کھیلے بنکے موہن لالہ ہے
آپ ہی عرش اور آپ ہی فرش آپ ہی خلد و نار ہی وہ
آپ مکیں ہے آپ مکاں ہے کیا کیا رنگ جمایا ہے

آپ ہی بت اور آپ برہمن آپکی پوجا آپ کرے
آپ ہی مجنوں آپ ہی لیلیٰ آپ یہ آپ لبھایا ہے
کوئی نہ بسمل کوئی نہ طالبؒ کوئی نہ شاکرؒ اور رحمنؒ
آپ میں آپ کو آپ فنا کر آپ کو آپ ہی پایا ہے
جدھر دیکھا جہاں دیکھا وہی خود تھا وہی خود ہے
لطیفہ تھا نہ دورا تھا وہی خود تھا وہی خود ہے
نہ تھا قوسین اور نہ نور اور نہ سیف قاطع تھی
شہودی بے سبب بھٹکا " " " "
اگر وہ دمدمہ ہے لَآ اِلٰہ بھول جا صوفی
کہ اِلَّا اللّٰہ اور اللّٰہ " " " "
بھلا ناسوت اور ملکوت اور جبروت اور لاہوت
نصیرا کر نہ محمودہ " " " "
نہ بیرنگی نہ نے رنگی یہ سب دھوکہ یہ سب دھوکہ
پتہ اس کا نہ کچھ اس کا " " " "
اشرفی کر نہ آئینہ سراجا کر نہ عبرت کر
نہ حبس نفس وسلطانہ " " " "
نہ کوئی شغل کر نہ فکر، اطمینان کر حاصل
طریقہ ہے یہ رندوں کا " " " "
شریعت اور طریقت اور حقیقت معرفت یہ سب
مسمّیٰ وہ ہے یہ اسماء " " " "

ترقی اور بھی گر چاہے بسمل بھلا یہ بھی
وہی خود ہی وہی خود تھا وہی خود تھا وہی خود ہے

تری شکل میں ہوں مری جان تو ہے
میں تیرا آئینہ میری پہچان تو ہے

فقط میں ہی میں ہوں فقط یا تو ہی تو ہے
نہ میں ہوں نہ تو تو فقط ایک ہو ہے

ادب مجھکو مد نظر ہے وگرنہ
میں اک خواب ہوں جسکی تعبیر تو ہے

خودی ہی خدا ہیں خدا ہے خودی میں
دوئی بھول مقصد ترے روبرو ہے

منزہ مشبہ، مشبہ منزہ
یہ روح تصوف ہی کیا سمجھا تو ہے

جدا کا جو نقطہ پلٹ دو خدا ہو
الست کا مطلب یہی ہو بہو ہے

جماعت ہے رندوں کی خم ہیں چھلکتے
نہ جا محتسب کیسا دیوانہ تو ہے

ہوا چھو گئی ہوش جاتے رہینگے
سمجھ سوچ لینا کہ بھٹی کی لو ہے

خبردار بسمل مسمّٰی کا مقصد
نہ بندہ نہ اللہ نہ ہا ہے نہ ہو ہے

مرشد برحق نے سر حق ہی سمجھایا مجھے
مرأت مظہر میں ہے واللہ دکھلایا مجھے

آئینہ دیکھے سے آئینہ نظر آتا نہیں
میں کے آئینے میں میں کیسے نظر آیا مجھے

تم دجہہ کا سر آشکارا ہو گیا
ذرہ ذرہ نے خدا اپنے میں دکھلایا مجھے

تو کی بیماری لاحق ہو گئی تھی درد دل
جام عرفاں ساقی وحدت نے پلوایا مجھے

دیکھ کے ظل اپنا عاکس خود پہ خود شیدا ہوا
ظل عاکس عین عاکس ہی نظر آیا مجھے

آئی عاکس کو محبت ظل کو بھی پیار آگیا
مجھ سے الفت کر کے عاشق اپنا کروایا مجھے

ظل میں عاکس چھپ گیا مفت عکس سوا ہو گیا
آپ ہو کے مبتلا بدنام کروایا مجھے

میں نہیں ہوں وہ مگر میں ہوں برا ہوں عبد ہوں
صرف اتنا بندگی کا بھید جتلایا مجھے

رب ہی رب ہے استقامت پر اے بسمل چپ رہو

کس طریقے سے تمہیں یہ لفظ یاد آیا نہ مجھے

تصویر محمد ہے خدا بول رہا ہے
پردہ میرے بھیدوں کا وہی کھول رہا ہے

گو بحر رسالت کے کئی ایک ہیں موتی
ان سب میں محمدؐ ہی اک انمول رہا ہے

گو یہ بھی طریقہ ہے کہ میں لا ہوں وہ اِلّا
جو میم میں گم ہو گیا مقبول رہا ہے

دھوکا ہی تجھے شین نہیں میم ہی طالب
میزان میں اسرار وہی تول رہا ہے

اس شکل مثالی کو سمجھ میم کا برزخ
جو راز یہ سمجھا وہی لاحول رہا ہے

بسمل نہ مجھے کہتے ہیں میں ہوں میم کی تصویر
یہ غیر نہیں عین وہی بول رہا ہے

اغیار بھی اسرار بھی حکمت ہے شریعت
چپ چپ ارے بسمل تو یہ کیا بول رہا ہے

❖

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ

(وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے)

شجرۂ سلسلہ قادریہ رزاقیہ

ہے سرِّ حیات النبی شیخ کامل — جو ہی شوق حق ہو محمدؐ میں فانی
وہ فانی ہو اسمیں نبی جلوہ گر ہو — کہ حق کے وہی ذات پیشِ نظر ہو
قلم لگتی آئی نبی سے ولی کی — ہوا جو کوئی اپنے مرشد میں فانی
جو تھا نخل تخمی وہ قلمی شجر ہے — نبی اسمیں ظاہر خدا مستتر ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ؕ

اِلٰہ العالمین ارحم و اکرم — حمید و قادر و خلّاق عالم
خزینہ ہوں میں عصیاں اور غم کا — تو گنجینہ ہے بخشش اور کرم کا
مرے کردار کی کثرت کو مت دیکھ — تو مجھ میں وسعتِ رحمت فقط دیکھ
خطا اعمال میں عصیاں ہیں جتنے — تو آب عفو سے ان سب کو دھو دے
زبان و دل پہ کردے وہ عنایت — کہ تیرے ذکر کی پائیں حلاوت
عطا کردے الٰہی وہ بصیرت — جو تیرے غیر کی دیکھے نہ صورت
مجھے چھونے کی قوت بخش ایسی — جسے چھوؤں وہ ہو دے ذات تیری
عطا کر دے سماعت یا الٰہی — تجلی ہو ہر اک آواز تیری

مشام جاں کو دیدے وہ لذت
جو لے آٹھوں پہر تیری ہی نکہت

جو آئے وہم میں وہ صرف تو ہو
غرض ہر حس میں جو بھی ہو وہ ہُو ہو

مرے دل پر تو وہ تجلی گرادے
کہ جو تیرے سوا سب کچھ جلادے

مرے اندر جو ہے سطح خیالی
عیاں کر اسمیں تنزیہی تجلی

خدایا حفظ میں محفوظ کردے
تو اسم ذات کو اعظم کو اپنے

شراب معرفت ایسی پلادے
کرے مدہوش اور سب کچھ بھلادے

نشہ حد سے جو بڑھ جائے تو کیا ہو
جو ڈھونڈوں آپ کو تو پاؤں تجھکو

مجھے ہر قید و ہر حد سے کر آزاد
مرے دل کو رکھ اپنے غم سے آباد

مرے آقا نہ رکھ محروم مجھ کو
کہ ہے رحمت تری معلوم مجھکو

بحق سرور کونین احمدؐ
عطا کر عشق و عرفاں اپنا بیحد

علیؑ و حیدرؓ و صفدرؓ کا صدقہ
عطا کر میرے سر کو اپنا سودا

حسینؑ ابن علیؑ کے واسطے سے
مئے وحدت مجھے بھی تو پلادے

الٰہی صدقہ زین العابدینؓ کا
بنا اپنا مجھے مقبول بندہ

امام باقرؒ عالی کا صدقہ
عطا کر محویت اپنی کا رتبہ

امام جعفرؓ صادق کا صدقہ
بڑھادے سمت خود کو میرا جذبہ

امام موسیٰؓ کاظم کا صدقہ
عطا قرب مکمل کر تو اپنا

تصدق سے علی موسیٰ رضاؓ کے
مجھے بھی آنکھ حق بینی کی دیدے

بحق حضرت معروفؒ کرخی
محبت کر عطا تو اپنی سچی

برائے خواجہ سرّیؒ سقطیؒ
عطا کردے مجھے عرفاں مستی

جنیدؒ عارفِ کامل کا صدقہ
مجھے بھی حسن باطن بخشدینا

پئے شبلیؒ مکمل یا الٰہی
عطا کر نفس و شیطاں سے رہائی!

بحق عبد واحدؒ شیخ وصل — عطا کر دے مجھے رشدِ مکمل
بحق بوالفرج طرطوسیؒ نامی — طریقہ میں نہ رکھ میرے تو خامی
برائے بوالحسنؒ ہنکار والے — جو ہوے ماسوا اللہ کل بھلا دے
بحق بوسعیدؒ فانی باقی — عطا کر مجھ کو حسِّ رُوحی نوری
محی الدین جیلانیؒ کا صدقہ — عطا کر دے بقا باللہ کا رتبہ
بحقِ عبد رزاق ابنِ میرانؒ — عطا ایقان کامل کر اور ایماں
طفیلِ حضرت سیّد محمدؒ — عطا کر کیف مجھکو مثل سرمدؒ
بحقِ سیّد احمدؒ خدایا — عطا کر ذوقِ استقلال پورا
الٰہی واسطے سیّد علیؒ کے — صفا و صدق تو مجھکو بھی دیدے
خداوندا طفیل شاہ موسیٰؒ — نہ کھاؤں نفس سی شیطاں سی دھوکہ
بحق شہ حسن مقبول عارفؒ — مجھے کر دے تو دانائے معارف
بحقِ شہ ابوالعباسؒ مشہور — عطا کر حسن باطن چشم بد دور
بہاؤالدین ولیؒ کے واسطے تو — میرے سینہ کو بھی اب کھولدے تو
برائے حضرت سیّد محمدؒ — مجھے بھی بخشدے سرِّ محمدؐ
بحق شہ جلالؒ حضرت حق — بطالت سے ہٹا کر سوئے حق
بحقِ شہ فریدؒ قطبِ دوراں — مجھے بھی تو بتا دے حق کی پہچاں
پئے ملتانی ابراہیم عارفؒ — مجھے گردان لے عاشق و عارف
برائے خواجہ ابراہیم بھکریؒ — عطا کر احمدی مستی مجھے بھی
بحقِ شہ امان اللہ گرامیؒ — تو مجھ پر کھول اسرار نہانی
بحقِ شہ حسین عارفؒ مکمل — مجھے بھی پھر تو بلیٹا دے بہ ساحل
بحقِ حضرت شاہِ ہدایتؒ — مجھے گردان ذی رُشد و ہدایت

تصدق سے شہِ عبد الصمدؒ کے — بچا دے حرص سے شرک و ریا کے
بحقِ عبدِ رزاقِؒ معظم — مجھے کر دین دُنیا میں مکرم
غلام دوستؒ کے تو واسطے سے — صفا و صدق تو مجھکو بھی دیدے
الٰہی واسطے غلام علیؒ کے — لگا دے ماسوا کل دُور کر دے
بحق عبد رحماں شیخ سندھیؒ — تو کر مقبولوں میں اپنے مجھے بھی
پئے شاکر حسین بخشؒ شاکر — بنا مجھ کو بھی شاکر اور صابر
پئے طالب حسینِؒ شہ مکمل — صحیح سالم مجھے پہنچا بساحل
برائے افتخار حق دالدین — مرادوں سے تو کر جھولی پُر آمین

پئے حضرت خلیق اللہ صوفی!
عطا کر رنگ بے رنگی مجھے بھی
تصدق میں ظہورؒ باصفا کے — شراب معرفت مولیٰ پلا دے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۂ کتاب

حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کان اللہ ولم یکن معہٗ شیئٌ الآن وکما کان (تخلیق عالم سے پہلے اللہ اکیلا اور تنہا تھا اور اسکے ساتھ کوئی شئے موجود نہ تھی اور اب بھی وہ جیوں کا تیوں ہے)

پھر حضورؐ نے فرمایا احببت ان اعرف فخلقت خلقا (اللہ کو محبت آئی کہ میں پہچانا جاؤں پس مخلوق کو پیدا کیا) پس غایت تخلیق معرفت الٰہی ہوئی اسی مقصد کیلئے عبادت فرض ہوئی۔ آیت: ماخلقت الجنّ و الانس الا لیعبدون (جنوں اور انسانوں کو اللہ نے اپنی عبادت کیلئے بنایا) شعر

گھی تو رہتا دودھ میں پر بے متھے ملتا نہیں

پی تو رہتا آپ میں پر بے جپے ملتا نہیں

اللہ نے فرمایا فی انفسکم افلا تبصرون (میں تمہارے نفسوں میں موجود ہوں کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو) وھو معکم اینما کنتم (جہاں تم ہو وہیں میں ہوں) نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں) اتنا قریب ہوتے ہوئے بھی وہ ہماری پہچان میں نہیں ہے۔ اسی معرفت کیلئے رسول کریمؐ دنیا میں تشریف لائے اب ان کے خلفاء جو حیات النبی کے راز ہیں اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا ہے

چوں کنی تو ذات مرشد را قبول ہم خدا یابی و ہم یابی رسول

حضورؐ نے فرمایا ان التوحید راس الطاعات (توحید تمام عبادتوں کا سر ہے) بغیر توحید کے عبادتوں کا سر کٹا ہوا ہے۔ اسلئے کہ توحید کا ضد شرک ہے جسکی معافی ہی نہیں ہے۔ توحید کو اپنے خواب سے سمجھو جیسے تمہارا خیال جو تم خود ہو ایک خیالی دنیا بن جاتا ہے۔ تمہارے سوا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ کا خیال جو وہ خود ہے سارا جہاں بنا ہوا ہے اس کا غیر نہیں ہے۔ آیت کُل من علیھا فان وَّیبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال وَالاِکرام (تمام عالم فانی ہے صرف اللہ کی ذات باقی ہے) ھوالاول والاخر والظاھر والباطن (اللہ ہی اوّل آخر ظاہر و باطن ہے) شعر

جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ فریب خواب ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے

حضورؐ نے فرمایا من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ (جس نے پہچان لیا اپنے کو اسنے پہچان لیا خدا کو) اسکے ثبوت میں اللہ نے بھی فرمایا اقراء کتابك کفیٰ بنفسك الیوم علیك حسیبا (اپنی کتاب پڑھ یعنی اپنے اوپر غور کرو تو کافی ہوگا تیرا نفس ہی تیرے اوپر اسی وقت محاسب) ولاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم اولٓئك ھم الفاسقون (اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جو ہمکو بھول گئے اپنے نفس یعنی اپنے وجود کی بھول ہی ہماری بھول ہے اور یہی لوگ فاسق ہو گئے یعنی اللہ کو ہرگز نہ پائیں گے) اللہ نے ازل میں تمام روحوں سے مخاطب ہو کر سوال کیا الست بربکم (کیا میں ہی تمہارا رب یعنی حقیقت اور مادّہ نہیں ہوں) روحوں نے جواب دیا کہ بلٰی یعنی ہاں تو ہی ہے اسلئے کہ اسوقت روحوں پر جسم کا غلاف نہیں چڑھا تھا۔ اور اپنے

کو اللہ سے متحد پاتی تھیں اپنی خودی مجازی کا انکار اور خودی حقیقی یعنی اللہ کا اقرار تھا۔ دوئی یا شرک نہ تھی اپنے کو اللہ سے منفک اور جُدا نہ پاتی تھیں چنانچہ جب اللہ نے پہلا غلاف جسم کا آدم علیہ السلام کی روح پر ڈالا تو تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا تاکہ روح کو بلیٰ کا وعدہ یاد آجائے اور اپنے کو بجائے رُوح کے جسم نہ یقین کرلیں۔ مولانا روم نے فرمایا :

گر بودے ذاتِ حق اندر وجود — کے روا بودے ملک کردن سجود

لیکن روحیں اپنے کو بجائے روح کے جسم ہی سمجھ بیٹھیں اور وہی دُنیا میں پھنس گئیں اللہ نے فرمایا لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون (ہر گز فلاح یعنی نجات نہ پاؤ گے جبتک اپنی سب سے زیادہ پیاری چیز کو مجھ پر خرچ نہ کرو گے) سب سے زیادہ پیاری چیز جان ہے جو اللہ کی امانت ہے اور انسان کو دی گئی ہے انسان نے اسکی خیانت کرلی یعنی جان پر اپنی خودی یعنی میں ہوں کا دھوکہ ہوگیا۔ بلیٰ کے نشہ کو بھلادیا۔ اسلئے رسول اللہ کو بعیت لینے کا حکم ہوا تاکہ انسان اپنی خودی کی خیانت کو بیچ کر اللہ کی ذات کا امین ہوجاوے۔ جب اپنے کو جان پالیا تو خود سے فانی اور اللہ کی ذات سے باقی ہوگیا۔ شعر :

ازل میں جو صدا میں نے سُنی تھی ذوقِ مستی میں
وہی آواز اب بھی سُن رہا ہوں اپنی ہستی میں

تصوف کی تائید میں

دیگر مذاہب کے بزرگوں کے اقوال

۱۔ کرشن جی مہاراج گیتا میں فرماتے ہیں

منش جنم لیتے ہی دنیا
کے دھندوں اور مایا
میں پھنس جانے کے کارن موہ روپی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بجائے جان
کے شریر یقین کر لیتا ہے اور مجھ نرآکار پرمیشور کو اپنا جیو آتما نہیں سمجھتا۔
حالانکہ میں خود ہی جیو آتما بنا ہوا منش کے شریر میں موجود ہوں۔ میں ہی سنتا
بولتا اور دیکھتا ہوں۔ لیکن میرے اوپر وہ اپنے ہونے کا دھوکہ جما لیتا ہے
لیکن جو ہمارے سچے بھگت ہیں اور جن کا چت ڈھڈتا سے نراکار سروپ میں
لگا رہتا ہے وہ بڑے اُتم ہیں کیونکہ میں ہی اور ت ہوں اپنے ہونے کا دھوکہ
اور اپنا اہنکار دُور ہو جاتا ہے۔ اور میں ہی میں رہ جاتا ہوں۔

۲۔ بشِشٹ جی مہاراج نے رامچندر جی سے فرمایا

کہ اے رام
دنیا بدھ کی
چیتن شکتی کی بھاؤنا ہے یعنی متھیا (خواب) ہے۔ جس نے اس بات پر
یقین کر لیا وہ بیکنٹھ باشی ہو گیا اور ہر قسم کی پریشانیوں سے چھٹکارا پا گیا۔
اور جس نے اسکو سچ مان لیا وہ نرک باشی ہو گیا اور عذاب میں مبتلا
ہو گیا۔ پھر بشِشٹ جی نے ایک مثال دی۔

ہندوستان میں لون نام کا ایک راجہ تھا اسکے پاس ایک بازیگر آیا۔ اور اسکے سر پر مور چھل جھلنے لگا راجہ گدی پر بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ اور خواب دیکھا کہ کسی دوسرے راجہ نے اسکے پاس ایک اڑنے والا گھوڑا بھیجا ہے جو ہرن کی طرح بہت تیز دوڑتا تھا۔ راجہ اس پر سوار ہو گیا اور وہ گھوڑا اس کو بہت تیزی کے ساتھ لیکر بہت دور نکل گیا۔ کسی طرح قابو میں نہ آتا تھا۔ اتفاقیہ وہ گھوڑا ایک پیڑ کے نیچے سے گزرنے لگا تو راجہ نے پیڑ کی ڈال پکڑ لی اور گھوڑے سے اتر پڑا۔ بھوک اور پیاس سے بے چین تھا کہ ایک لڑکی کھانا اور پانی لئے دکھائی دی۔ راجہ نے اس لڑکی سے کھانا اور پانی مانگا۔ اس نے کھانا پانی دینے سے اسلئے انکار کر دیا کہ وہ مہترانی تھی اس نے کہا کہ اگر آپ میرے ہاتھ کا کھانا پانی کھائیں اور پئیں گے تو آپ کا دھرم نشٹ ہو جائے گا اور مجھے بڑا پاپ ہوگا۔ ہاں ایک شرط ہے کہ مجھ سے آپ شادی کر لیں اور میری برادری میں شامل ہو جائیں تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ راجہ نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ اور اس کی شادی مہترانی کے ساتھ ہو گئی۔ راجہ نے اسکے ساتھ زمانہ دراز تک زندگی بسر کی اور اس سے لڑکے اور لڑکیاں اور ناتی پوتے پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ دونوں بوڑھے ہو گئے۔ ایک دن اسکی بیوی کا انتقال ہو گیا جسکی وجہ سے راجہ بھی صدمہ کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ اتنے میں راجہ کی نیند (خواب) کھل جاتی ہے اور اس نے دیکھا کہ وہ اپنی گدی پر بیٹھا ہے اور بازیگر ابتک ویسے مور چھل جھل رہا ہے۔ اسکے بعد بشسٹ جی نے فرمایا کہ اے رام وہ دونوں زمانے جھوٹ تھے صرف برمھ سچ تھا۔ راج کا زمانہ برمھ کا خواب تھا اور مہتر کا زمانہ خواب کا خواب تھا۔ یہی بات قرآن سے بھی ثابت ہے کہ

دنیا خواب ہے۔

۳۔ اشٹا بکر مہراج نے فرمایا

برمھ ستیم جگت متھیا جیو برمھیو نا پرا

خدا ہی سچ اور باقی ہے اور تمام سنسار خواب (یعنی جھوٹ) ہے۔ جان ہی خدا ہے اور اس کا غیر نہیں ہے۔ راجہ جنک بہت بڑے تپشوی تھے لیکن برمھ کا انبھو نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے بہت سے مہاتماؤں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جلد سے جلد مجھ کو برمھ سے ملادے۔ اشٹا بکر مہراج نے فرمایا کہ میں ایسا کر سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنا من یعنی چیتن شکتی مجھ کو دیدو اور اپنا اختیار اس پر سے اٹھالو۔ راجہ نے ویسا ہی کیا اور تھوڑی ہی دیر میں شانت ہو کر برمھ سے مل گیا۔

۴۔ سوامی وویکانند جی فرماتے ہیں

A :- *Whole world is a dream of some dreamer & the dream is dreamer only, there is no separate existance.*

ترجمہ : تمام عالم کسی کا خواب ہے اور خواب صرف خوابندہ ہی ہے اس سے جدا کوئی چیز نہیں ہے۔

B :- *You are neigther body nor mind nor Budhi; but alperveding & omnipresent Atma, by this belief & practice you will become one*

with god will see that you are real and every things is else unreal your imagination only.

ترجمہ: تم نہ تو جسم ہو نہ جان اور نہ بُدھی لیکن سرب بیاپک یعنی سب میں محیط اور ہر جگہ حاضر، روح ہو۔ اس پر یقین اور مشق سے تم خدا کے ساتھ ایک ہو جاؤ گے اور معلوم کرو گے کہ تم سچ ہو اور ہر چیز فانی ہے۔ اور تمہارا وہم ہے۔

C:- Arestless mind is Banda & peacefull mind is God. So to become thought less is the highest form of meditation.

ترجمہ: خیال چنچل یعنی متحرک بندہ ہے اور خیال ساکن خدا ہے لہٰذا بے خیال ہو جانا سب سے بڑی عبادت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من سکت سلمی و من سلمی فقد نجی
جس نے خاموشی اختیار کی وہ سلامتی پا گیا اور جو سلامتی پا گیا اسکی نجات ہو گئی۔ یعنی جس نے زبان سے بولنا اور دل سے سوچنا بند کر دیا وہ جسم کی قید سے آزاد ہو گیا۔ یعنی اسکی نجات ہو گئی۔

D:- Our main object of coming in this world is realisation; which is obtained already by self surrender self surrender is not a state to be obtained as we are already surrendered to him. We are only to become concious of it.

ترجمہ : اصل مقصد اس دنیا میں آنے کا معرفت اللہ کی پہچان ہی جو اپنے آپ کو اسکے آگے ارپن کر دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو ارپن کر دینا کوئی حاصل کرنے کی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ ہم لوگ تو پہلے ہی سے اپنے آپ کو اسکے تئیں ارپن کئے ہوئے ہیں۔ ہمیں صرف اسکا علم ہونا چاہئے۔

۵- کبیر داس جی فرماتے ہیں :-

جہاں سنہی آیو اگم واہو دیسوا	پانی پون ناہیں دھرتی کسوا
چاند سورج ناہین رین دوسوا	جہاں سنہی آیو اگم واہو دیسوا
ہندو ترک ناہیں روپ ناہیں لکھوا	مغل پٹھان ناہیں سید ناہیں شیخوا
برہما بشن ناہیں سنت مہشوا	آدی جوت ناہیں گوری گنشوا
کہت کبیر سنو بھائی سادھو	اجرامر گھر پایک سندیسوا

تن وش کی بیلری گر د امرت کی کھان !	شیس دیئے جو گرو ملیں تو بھی سستا جان
درپن کیری گپھا ئیں سوہا بیٹھے دھائے	دیکھ پر تیما اپنی بھوک بھوک مر جائے

۶- تلسی داس جی مہراج فرماتے ہیں :-

مورے من پربھو اس بسواسا	رام سے ادھک رام کے داسا
رام سندھو گھن سجن دھیرا	چیندن تر نہر سنتھ سمیرا

ہمارے دل میں ایسا وشواش ہے کہ پربھو (خدا) سے بڑھکر پربھو کا داس (ولی) یعنی گرو کا مرتبہ ہے۔ رام (اللہ) مثل سمندر کے ہے اور گرو (پیر) مثل بادل کے ہے۔ اللہ مثل چندن کے پیڑ کے ہے اور گرو (پیر)

مثل ہوا کے ہے۔

۷۔ **بید** کہتا ہے :-

اکل اینہہ انام ارو پا   انہوگم اکھنڈ انوپا
من گوتیت ائل ابھناشی   نرا کار نربدھ سکھراسی
من توہ تاہی توہی نہیں بھیدا   بار نیچ ہم گادیں بیدا

ترجمہ :- (نہ اسکی ذات ہے نہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ اس کا کوئی نام ہے نہ کوئی صورت ہے ٹکڑے بھی نہیں ہو سکتا اور بہت اچھا ہے دل وہی ہے اور حواس بھی وہی ہے۔ اپنے غیر سے پاک ہے۔ مٹ بھی نہیں سکتا۔ کوئی جسم نہیں رکھتا۔ اور نہ مرتا ہے آنند روپی ہے۔ تجھ میں اور محسوسات اور اللہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ مانند پانی کے ہے اور تو اور تمام عالم مانند برف کے۔)

یہی قرآن سے بھی ثابت ہے کہ وہ ذات اپنے غیر سے پاک ہے لاتجزی و علیم ہے۔ لم یلد ولم یولد ہے یعنی نہ کسی سے پیدا ہوا اور کسی کو پیدا کیا۔ وہی اوّل۔ آخر ظاہر اور باطن ہے۔ یعنی سب وہی ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فصوص الحکم میں تحریر فرماتے ہیں :

جو حق اور خلق کو ایک کہتا ہے وہی موحّد اور معارف کا امام ہے اور جو دو کہتا ہے وہ مشرک ہے اور وہ اللہ کو ہرگز نہ پائے گا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کب تک پردے میں رہو گے ؟

جواب ارشاد ہوا "جب تک تم ہو"۔

خواجہ صاحب اجمیریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک سانس کیلئے بھی اگر اپنی ہستی سے جُدا ہو جاؤ تو وہ سانس اس سیکڑوں برس سے بہتر ہے جسمیں تو دن کو روزہ رکھے اور تمام رات نماز پڑھے۔ شعر

دوئی کے ساتھ حق کو ڈھونڈھتا ہی اپنے خارج میں
ترے اس وہم پر زاہد ہنسی معلوم ہوتی ہے

اُسے چاہتا ہے تو اپنے کو کھو دے
یہی اس کے ملنے کی راہ نکو ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات رشدی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ غایت تخلیق معرفت الٰہی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کُنتُ کَنزاً مخفیاً فاحببت ان اُعرف فخلقت الخلق (یعنی اللہ ایک پوشیدہ خزانہ تھا اس کو محبت آئی کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا مخلوق کو) اسی مقصد کو حل کرنے کیلئے انسان کو پیدا فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونَ۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت، یعنی اپنی معرفت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ التَّوحِیدَ رَاسُ الطاعات (توحید عبادت کا سر ہے) بغیر توحید کو سمجھے مقصد عبادت حاصل نہ ہوگا اور توحید یہ ہے) حدیث شریف کَانَ اللہُ وَلَم یَکُن مَعَہٗ شَیئٌ اَلآنَ کَمَا کَانَ۔ دنیا بننے سے پہلے اللہ اکیلا تھا اور اب بھی وہ ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ لہٰذا انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ قرآن کریم اِنِّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ خَلِیفَۃً اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ وہی ہے جو اپنی روح یعنی جان کو ادراک میں لایا۔ قرآن کریم قُلِ الرُّوحُ مِن اَمرِ رَبِّی۔ جب اللہ تعالیٰ کا غیر

موجود ہی نہ تھا تو اخر خود ہی بنا تشبیہ تنزیہ نما اور یہی حیات النبیؐ کا راز ہے جو ذات رسُول میں فنا ہوگیا وہی انسان کامل ہے۔ شعر ؎

ہے سرِّ حیات النبیؐ شیخ کامل

وہ فانی ہے اُس میں نبی جلوہ گر ہے

قلم لگتی آئی نبی سے ولی کی

جو تھا نخل تخمی وہ قلمی شجر ہے

مولانا رومؒ ؎

چون کنی تو ذات مرشد را قبول

ہم خدا یابی و ہم یابی رسُول

جو ذات مرشد میں فنا ہو کر رسُول کی ذات میں فانی اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں باقی ہوگیا۔ وہ انسان کامل جز کل نما ہوگیا قرآن کریم (قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ) میں نے علم غیؔ کے ذریعہ علم رشدی کو کھولدیا۔ علم غیؔ جس کا علم اور ہے عمل اور (مثال) ایک ہزار بار درود شریف پڑھنے سے حضور کی زیارت ہوگی۔ یہ علم ہوا اور جب پڑھا اور زیارت ہوئی تو عمل ہے۔ علم رشدی وہ علم ہے جس کا علم ہی عمل ہے (مثال) قاضی نے کہا کہ اس وقت سے تم چچیری بہن کے بھائی کے بجائے شوہر ہوگئے۔ اس بات کو قبول کر لینے اور مان لینا علم اور عمل دونوں ہے شعر

دیا شیخ نے مجھے علم رشدی　　　کہ جس کا عِلم ہی عمل بن گیا

چنانچہ پیر کی سچی اتباع اور فرمان پر عمل کرنے سے مقصد حاصل ہو جائیگا اور ایسا شخص سجّادہ نشیں کہلائے گا۔ وہ چند احباب کو راز سمجھا دیا گیا۔ الحمدللہ! اس پر عمل کر کے اپنے کو فانی اور ذات مرشد کو باقی پا رہا ہے۔ انھیں لوگوں میں سے بعض احباب کے اندر اس مادے کی خوشبو پاکر میں اپنے پسر خُرد محمد میاں صدیقی کو سجادہ نشیں اوّل اور پسر اوسط محمد فرید صدیقی کو سجّادہ نشیں ثانی مقرر کرتا ہوں ہر مجلس میں محمد میاں صدیقی گدی پر بیٹھیں گے ان کی عدم موجودگی میں محمد فرید صدیقی بیٹھا کریں گے۔ نیز محمد فرید صدیقی مزار شریف اور عُرس کے سارے انتظامات کے بار شرکت غیرے مجاز ہوں گے کسی کو مداخلت کا اختیار نہ ہوگا۔ مزار شریف اور عُرس سے متعلق ہر قسم کی آمدنی مع مزار کی کل رقومات اپنے پاس یا ڈاکخانہ میں رکھیں گے اور اس کا تفصیلی حساب بھی رکھیں گے۔

محمد فرید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ میاں مقبول احمد ساکن بیگم سرائے الہ آباد نیز میاں محمد ظہور خاں غازیپوری حال مقام کلکتہ کو نائب سجّادہ نشیں مقرر کرتا ہوں اور پسر اکبر محمد افتخار اللہ صدیقی کو خلیفہ اعظم مقرر کیا۔ ان حضرات کو لازم ہے کہ اکثر میری خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی تعلیم حاصل کر کے اپنے کو فانی اور اللہ تعالیٰ کے ذات کو باقی بنانے کی سعی بلیغ کریں تاکہ کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔

شعر

ذات مرشد میں ہو کے فانی جو آپ اپنے کو میں نے دیکھا
علیؓ کو دیکھا نبیؐ کو دیکھا خدا کو دیکھا

اور میرا ادب ولحاظ رکھیں اور گستاخی سے بچیں (مولانا روم)۔

پیر حق را از حولی ہر کہ دو دید
او مرید است فی الحقیقت نے مرید

(قول حضرت شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ) تمہاری ہستی میں ایک کیفیت کا نام محمد رسول اللہ ہے۔ جو ابتک خودی کے لباس میں ملبوس تھی اور انتہائی شرک میں مبتلا کئے ہوئے تھی لہٰذا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اشارے سے تمامی محسوسات کے لباس کو ہٹادو تو قابل حمد اور لگاؤ اللہ بچیگا۔ یہ کیفیت مقبول اور محمدؐ ہے کیونکہ رسول اللہ ہے۔ یہ تشبیہ تنزیہ نما اسلئے اسم اللہ کا مسمّٰی یعنی ذات کو حس اور ادراک میں رکھتی ہے اور یہی فنا فی الرسول کی منزل ہے۔ اس فرمان پر عمل کریں اور شریعت کی پابندی کو اپنے اوپر لازم رکھیں خلاف شریعت زبان سے کوئی بات نہ نکالیں۔ نماز کی سختی سے پابندی کریں جیسا کہ رسول نے ارشاد فرمایا (قرآن) مَنْ تَرَکَ صَلَاتِ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ) یعنی جس نے نماز قصداً ترک کی وہ کفر کے قریب پہنچ گیا۔ (قرآن) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بیشک جس نے نماز کی پابندی کی وہ برائیوں سے بچ گیا۔ اس لئے نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا الیقین پختہ ہو جائے گا اور گناہوں

سے پرہیز کرنے لگے گا۔ شعر

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

کسی سے بحث و مباحثہ و جھگڑے میں نہ پڑیں اور اپنے کام سے کام رکھیں۔ رسول اللہ نے فرمایا دنیا عالم خواب ہے یعنی جھوٹی ہے اسی دُنیا میں حضور بیدار تشریف لائے تھے۔ اپنے کو فانی اور اللہ کی ذات کو باقی پاتے تھے اُن کا دیکھنا، سُننا، بولنا اللہ ہی کا تھا آپ لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے تشریف لائے تھے اور بیعت کے ذریعہ جس کو بیدار کر دیا وہ بھی خود سے فانی اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے باقی ہو گیا۔ قول محی الدین ابن عربیؒ تمام عالم محض خیال ہے اور خیال ہی حقیقت میں حق ہے۔ جس نے اس راز کو سمجھ لیا تو طریقت کے بھیدوں سے پار ہو گیا۔ قول عبدالکریم بن جیلیؒ ان الخیال حیات روح العالم هو اصل فیك واصله ابن الادم لیس الوجود سوی خیال عند من یدری الخیال بقدرة المعظم یعنی خیال روح عالم کی حیات ہے وہ ان کی اصل ہے اور اس کی اصل ابن آدم ہے جو شخص خیال کی حقیقت کو قدرت کا عظمہ سے جان لیتا ہے۔ اُس کے نزدیک وجود سوائے خیال کے کچھ نہیں۔ مولانا روم

جز وجود مطلق و ہستی پاک
آنچہ آید در خیالات ہست خاک

تو کجا من کجا عالم کجا
ہست اک نور منزہ اے فتیٰ

فرمان نبیؐ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اپنی پہچان ہی اللہ کی پہچان ہے ان المومنین مراۃ اللہ۔ مومن اللہ کا آئینہ ہے شعر

آئینہ ذات حق نے رکھا سامنے
پھر اُسی شکل کا دوسرا ہوگیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ جس نے یقین کے ساتھ کہدیا کہ اللہ کے ساتھ کچھ موجود نہیں ہے۔ وہ جنتی ہوگیا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد صرف اللہ ہی بچتا ہے شعر

گر چاہتا ہے تو کہ پتہ یار کا لگے
اُسکی تلاش کر جسے اپنی خبر نہ ہو

فرمان غوث پاکؒ: اللہ کا غیر موجود نہیں ہے اسکے غیر کا خیال اپنے دل سے ایسا نکال دو جیسے گوندے ہوئے آٹے سے بال نکال کر پھینک دیا جاتا ہے پھر غور کر کہ نہ تم ہو اور نہ دُنیا۔ اللہ ہی ہے۔ بیٹا شرک کی زنّار کو توڑ یعنی اپنے آپ سے نکل۔ اپنے اور اپنے رب کے درمیان تو ہی پردہ بنا ہوا ہے۔ اپنے سے جُدا ہو اور اللہ کو دیکھ۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ سے پوچھا کبتک پردے میں رہو گے جواب ملا

گفت من بے پردہ ام گر پردہ بینی آں توئی

چوں تو باشی در ہزاراں پردہ پنہائی زمن

اس فرمان کو سمجھ کر خواجہ صاحبؒ

دمے ز ہستی خویش بگزری بہ از صد سال

کہ روز روزہ داری و شب نماز کنی!

شہود حق طلبی از وجود خود بگزر!

کہ جز وجود تو او را حجاب دیگر نیست

اگر بچشم حقیقت وجود خود بینی

قیام جملۂ اشیاء بود خود بینی

تن میانِ خلق و جان نزد خداوند جہاں

تن گرفتارِ زمین و روح در ہفت آسماں

لوگو! غفلت میں نہ رہنا۔ ہمیشہ ہوش میں رہنا۔ اگر جیلا ہے کامل کا پیر مرشد کے تصوّر کے ساتھ صلی اللہ علیک یا محمدؐ۔ کا پاس انفاس کیا کرو شعر

جو تھیں کہنے کی باتیں کہہ چکے میاں طالب

عمل کر بیٹھنا اس پر سعادت اسکو کہتے ہیں

میری کتاب "شمع حقیقت" اکثر مطالعہ کیا کرو کلمہ و درود شریف کا ورد رکھو نیز یہ دعائیں پڑھا کرو۔

یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبْ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ

باسمِكَ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ العَرْشِ العظیم یَا وَھَّابُ یا مُحْصِیُ یا کَافِیُ یا ذَا الجَلَالِ وَالاِکْرَام

یَا بَاسِطَ الذی بدیع السموات والارض یُبْسِطُ الرِّزقُ لمن یَّشَاءُ بِغَیْرِ حساب ط

روزانہ سَو سَو مرتبہ صبح و شام پڑھ لیا کرو

دستخط بقلم خود

(۱) صوفی محمد خلیق اللہ افتخاری مجیبی رحمانی رزاقی چشتی قادری

دائرہ شاہ اجمل الہ آباد یو۔پی

(۲) محمد فرید پولس ہیڈ کوارٹر الہ آباد - یو پی

مختصر سوانح عمری حضرت پیرومرشد

صوفی شاہ محمد خلیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ عنہ

قلم کہہ کر لے بسم اللہ ہو وصاف بعید کا
مو حاصد کے حامد ہو تو محمود اور احمد کا

تمام تعریفیں اس خدائے لایزال ولم یزل کے لئے ہیں جسکا غیر نہ تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ درود و سلام اس ذات پر جس کے نور کو اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے نور سے ظہور بخشا اور ہدیۂ درود و سلام انکی آل اور اصحاب پر جو بہترین امت ہیں آپ کی امت میں جن کا کوئی مثل نہیں۔

سلام بے انتہا اولیائے کرام پر جو رشد و ہدایت کے روشن چراغ ہیں۔ بصد عجز و نیاز یہ کمترین خلائق بندہ بے دام جاہل و اجہل اپنی علمی بے بضاعتی کا مقر ہے۔ چنداں اپنے کو اس لائق تصوّر نہیں کرتا کہ مرشدی و مولائی آقائے نعمت سراپا خیر و برکت علیہ الرّحمۃ کی سوانح حیات پر قلم اٹھائے پھر بھی فیوض و برکات ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہونے کے لئے دل بے چین و بے قرار ہے۔ بس تائید غیبی

کے سہارے قلم اٹھالیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں حضور پیر و مرشد قبول فرمائیں۔ آمین ثُمَّ آمین!

آپ کا اسم شریف جناب خلیق اللہ اسم بامسمیٰ، والد ماجد کا نام مولا بخش مرحوم اور والدہ ماجدہ کا نام جنابہ زینب بی بی مرحومہ تھا۔ آپ نیک، پارسا، زاہدہ اور عابدہ تھیں۔ حضرت کی عمر شریف ابھی تین سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چالیس سال کی عمر شریف ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت کی جائے پیدائش موضع بلدی کلاں تحصیل کرچھنا ضلع الہ آباد ہے۔ آپ کی پیدائش ایک متوسط خاندان میں ہوئی۔ طالب علمی کا زمانہ عسرت میں گزرا۔ تحصیل علم میں دشواریاں پیدا ہوئیں اور خود اپنی محنت اور لگن سے ٹیوشن کر کے ہائی اسکول تک تعلیم حاصل کی۔ کفایت شعاری کا یہ عالم تھا کہ زمانہ تعلیم علمی میں چند پیسے یومیہ خرچ آنے پر ہی خرچ فرماتے۔ انگریزی اردو کے علاوہ عربی اور فارسی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔

حضرت پر آپ کے پیر و مرشد حضرت صوفی شاہ محمد افتخار الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کچھ ایسا کرم تھا کہ آپ اپنی تقاریر میں

مسئلہ وحدت الوجود کے دقیق مسائل پر بصیرت افروز اور عام فہم تقریر فرماتے کہ لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی - بڑے بڑے علماء آپ کا بیان سن کر انگشت بدندان ہو جاتے اور اُن کو یقین نہ آتا تھا کہ آپ عالم نہیں ہیں - یہ صرف آپ کے پیر و مرشد کا تصرف تھا۔

حضرت نے اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں بیعت ارادت قائم کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں ملازمت اختیار کر لی اور حضرت پیر و مرشد کے حکم کے بموجب دس سال قبل پنشن لے لی - جب کہ آپ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہیڈ کلارک تھے اور ترقی کے مواقع میسر تھے۔

ملازمت کے بعد آپ نے جنابہ قسمت النساء بنت نعمت علی ساکن قنوجہ قصبہ پھول پور سے شادی رچائی - حضرت اماں بی بی انتہائی صابرہ و نیک سیرت عورت تھیں - آپ کا وصال حضرت کے وصال سے تقریباً دو ڈھائی مہینہ قبل ہو گیا تھا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○

آپ کی اولاد ذکور میں جناب صوفی محمد افتخار اللہ صاحب خلیفۂ اعظم جناب صوفی محمد فرید صاحب نائب سجادہ نشین اور حضرت کے تیسرے صاحبزادے جناب صوفی محمد میاں صاحب قبلہ حضرت کے سجادہ نشین ہیں - اولاد اُناث میں جنابہ رابعہ بصری

جن کا انتقال حضرت کے زمانۂ حیات میں ہو چکا تھا۔ دوسری صاحب زادی جناب عائشہ بی بی صاحبہ ابھی بقید حیات ہیں تیسری صاحب زادی جنابہ مقصودہ بیگم صاحبہ حضرت کے وصال کے بعد انتقال فرما چکی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ کا خاندان ایک بھرا پرا خوشحال خاندان ہے۔ حضرت نے اپنے گھرانے والوں میں سے اکثر کو اپنے پیر و مرشد سے بیعت کرا دیا تھا۔

آپ اپنے دور کے متبحر عالم، پیر طریقت، واقف رموز حقیقت غواص بحر معرفت، صوفی باصفا ولی کامل واکمل حضرت صوفی شاہ محمد افتخار اللہ المعروف محمد افتخار الحق صدیقی قادری، چشتی، نقشبندی، مجددی، سہروردی، مجیبی، رہتکی، دہلوی، ثم الکلکتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف بیعت، اجازت و خلافت و سجاد گی اور فیوض و برکات ظاہری و باطنی سے مشرف ہوئے اور صوفیائے کرام کے مشن کو واعظ و نصائح کے ذریعہ فروغ دیا۔ کتنے ہی گم کردہ راہ کی رہنمائی فرمائی۔ انسانوں کو غایت تخلیق کی بنیادی مقاصد سے روشناس کرایا تشنگان معرفت کو جام معرفت سے شاد کام فرمایا۔ زیر مطالعہ کتاب "شمع حقیقت" کی تصنیف امت مرحومہ پر آپ کا احسان عظیم ہے۔ مذکورہ بالا کتاب کی اہمیت

وافادیت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ یہ کتاب تین بار کچھ اضافوں کے ساتھ آپ کی حیات مبارکہ میں چھپ چکی ہے اور وصال کے بعد اردو اور ہندی اڈیشن بھی طبع ہو چکا ہے پانچویں بار نئی آب و تاب کے ساتھ ("شمع حقیقت") کے نام سے ہدیہ ناظرین ہے۔ دعا ہے کہ حضرت ناچیز کی خدمات کو قبول فرمائیں۔ حضرت نے بندوں کو ان کا بھولا ہوا عہد جو روز ازل اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں عالم ارواح میں بَلٰی کہا تھا یاد دلایا اور بتادیا کہ معرفت الٰہی خود اپنی معرفت پر منحصر ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

حدیث: جس نے اپنے کو پہچانا تحقیق اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

شعر: پا جائے گا آپ اپنا کھویا ہوا آپا بخدا
گھوم کر اپنی ہی صورت کوئی دیکھے تو

بیعت سے قبل آپ بہت بڑے زاہد و عابد تھے جیسا کہ آپ کے شعر سے معلوم ہوتا ہے۔

شعر: زہد تھا میں غضب کا ولے جامِ عشق نے
اب حال و قال کو مرے رندانہ کر دیا

آپ تقریباً اٹھارہ سال کی عمر شریف میں اپنے پیر و مرشد

کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے جب کہ اس وقت حضرت الہ آباد میں تشریف فرما تھے، دعا کی درخواست کی کہ حضرت دعا فرمادیں کہ میں فرض نمازوں کے علاوہ تمام نفل نمازوں کا پابند ہو جاؤں۔ حضرت پیر و مرشدؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ خلیق اللہ بھائی کی تمام عبادتیں شرک ہیں۔ آپ نے متعجبانہ انداز میں عرض کیا کہ یہ عبادات کس طرح شرک ہیں۔ حضرت پیر و مرشد نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تمام عبادتوں کا سر توحید ہے۔ اِنَّ التَّوْحِیْدُ رَاسُ الطَّاعَاتِ ؕ یعنی توحید کو سمجھے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں اور جب تک توحید کو نہیں سمجھا اور عبادت کی تو شرک کیا۔ اور توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سوا نہیں۔

شعر: جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ فریب خواب ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ تو پستی ہے

چنانچہ حضرت پیر و مرشدؒ نے مسئلہ وحدتُ الوجود کو اچھی طرح آپ کے ذہن نشین کرایا اور آپ نے حضرت پیر و مرشدؒ کے دست پر بیعت کرلی۔ بیعت کرنے کے بعد حضرت پیر و مرشدؒ نے رموز نکات و اسرار ربّانی جو سینہ بہ سینہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے چلے آرہے ہیں۔ آپ کے سینہ میں منتقل فرمایا حتیٰ کہ ایک جان دو قالب ہوگئے۔ **شعر:**

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

میں تو ہوا تو میں ہوا تو جان بنا میں تن بنا

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

تا کہ اس کے بعد کوئی نہ کہے میں اور تو دو ہیں

حضرتؒ کے فنافی الشیخ ہونے کا پتہ اس واقعہ سے ملتا ہے کہ آپ کے حضرت پیر و مرشد کی بڑی صاحب زادی جنابہ بٹو صاحبہ جب آپ سے پردہ کرنے لگیں تو آپ کے حضرتؒ نے فرمایا کہ تو ان سے پردہ کرتو مجھ میں اور ان میں غیریت دیکھ رہی ہے مجھ میں اور ان میں عینیت ہے غیریت نہیں۔

شعر: بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ میں جلوہ آشکار

اس پہ یہ گھونگھٹ کہ صورت آج تک نہ دیدہ

آپ کے فنافی الشیخ ہونے کا پتہ اس واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ آپ کے حضرت پیر و مرشدؒ جب مرض فالج میں مبتلا ہوئے تو بعض مریدین نے آپ سے کہا کہ چلو دوسرا دروازہ دیکھیں اب ان کے پاس کیا ہے اگر یہ ولی ہوتے تو ان کو یہ مرض نہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ در چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گا جس کو جہاں جانا ہو جائے میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ درِ شیخ ہی درِ مولیٰ ہے۔ شعر

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ہر ایک اہل دل کا یہی فیصلہ ہے ؎
در شیخ یار و در مصطفےٰ ہے ؎ ؎ ؎

بشکلے شیخ دیدم مصطفےٰ را ؎ ! ؎ ! ؎
نہ دیدم مصطفےٰ را والخدا را ؎ ! ؎

ایک روز حضرت پیر و مرشد نے فرمایا، خلیق اللہ بھائی اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء معطل فرما دیئے اب مجھے کیوں باقی رکھے ہوئے ہے تو حضرت نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کے وصال سے پہلے آیت اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ نازل فرمائی

ترجمہ: آپ کی ذات پر دین کا تکملہ اور نعمتوں کا خاتمہ کر دیا اور پسند کیا آپ کے لئے دین اسلام کو تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبیدہ خاطر ہوئے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ تو خوشی کا مقام ہے آپ رنجیدہ کیوں ہیں؟ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس مشن پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ پورا ہو گیا ہے اور عنقریب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سے جدا ہونے والے ہیں اس لئے میں غمگین ہوں۔ اتنا عرض کرنے

کے بعد آپ نے عرض کیا کہ حضرت ابھی آپ کا مشن ادھورا ہے اور ابھی آپ کی ضرورت باقی ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میرے مشن کا تکملہ تمہاری ذات پاک پر ہو چکا ہے۔ آپ نے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ مجھ میں اور تم میں عینیت ہے غیریت نہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت قبلہؒ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط
آپ کا وصال ان اشعار پر ہوا تھا۔ **شعر:**

اے دل بگیر دامنِ سلطان اولیا — اے دل سلطان اولیا کے دامن کو پکڑ لے
یعنی حسین ابن علی جان اولیا — یعنی حسین ابن علی جو اولیا کے جان ہیں

حضرت پیر و مرشدؒ اپنے پیر و مرشدؒ کے دل و جان سے عاشق اور ظاہری و باطنی ہر طرح فانی فی الشیخ تھے اور تادم آخری اسی طریقے پر قائم رہے۔

شعر:

پیا ہے جام عرفان د محبت دست مولا سے
خلیق اللہ ظاہر ہے مگر باطن میں بسمل ہے
بے خود دیوانہ عاشق کیا پیتے کی کہہ گیا
میرے دل میں کون ہے مرشد اگر مرقد میں ہے
مرشد خوب دکھایا رخ روشن اپنا
حق تو یہ ہے کہ ہے تیرا ہی تن من اپنا

حضرت پیر و مرشد نے آپ کو "سرّ الاسرار" حقیقت الحقائق

کی تعلیم دے کر ارشاد فرمایا کہ تم اپنی قسمت پر جس قدر ناز کرو کم ہے کیونکہ میں نے یہ راز بہتوں کو دینے کی کوشش کی مگر ان میں لینے کی صلاحیت نہ پائی۔ اس نعمت کی قدر کرو اور شکریہ ادا کرو۔

وہ اپنی خوبیٔ قسمت پر کیوں نہ ناز کرے
نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے

حضرت کو جب سجادگی عطا فرمائی گئی تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ کیا اور لوگ اس کے مستحق نہیں تو حضرت پیر و مرشدؒ نے ارشاد فرمایا کہ جو شربت ہاتھی کے لیے تیار کیا گیا ہو وہ چیونٹی کو کیسے پلایا جا سکتا ہے۔

حضرت کو اپنے پیر و مرشدؒ سے جو عقیدت و عشق تھا اس کی مثال اس زمانے میں مشکل سے ہی ملے گی۔ اور حضرت پیر و مرشدؒ کے وصال کے بعد ان کے شاہزادوں کو تاحیات خدمات کو اپنی سعادت سمجھتے رہے اور ان حضرات کی عزت و احترام میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا۔ اس بات کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ کچھ حضرات نے شاہزادگان اور آپ کے درمیان مسئلہ سجادگی کو لے کر بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے اپنا دامن اس جھگڑے سے پاک رکھا اور فرمایا کہ میرا ایمان و عقیدہ یہ ہے کہ میری جنت پیر زادہ کے قدموں کے نیچے ہے۔

جیسا کہ آپ کے شعر سے ظاہر ہے۔

بڑا ہی ناز ہے مجھ کو سگ درگاہِ مرشد ہوں

میرے حق میں نہیں اس کے سوا توقیر کی صورت

آپ انتہائی سادہ مزاج، خلیق منکسر المزاج اور بردبار تھے۔ چہرۂ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی جس سے ایک دلکشی پیدا ہوتی۔ کبھی غضبناک نہ ہوتے۔ مریدین، معتقدین و متوسلین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی تعلیم و تربیت میں دل و جان سے مشغول رہتے۔ ہر مرید سے اس کی صلاحیت کے اعتبار سے کلام فرماتے ہر مرید یہی سمجھتا کہ حضرتؒ سب سے زیادہ مجھ پر ہی نظر رحمت فرماتے ہیں۔ غریب مریدین اور ضرورت مندوں کی ہر ممکن مدد فرماتے۔

قرض طلب کرنے والوں کو قرض دیتے۔ اور ضرورت پیش آنے پر ان لوگوں سے اس طرح طلب فرماتے گویا خود قرض لے رہے ہوں۔ ترش روئی کا جواب خندہ پیشانی سے دیتے۔ بحث و تکرار سے ہمیشہ پرہیز فرماتے اور اگر کوئی گستاخی کرتا تو صبر فرماتے اور خاموش ہو جاتے۔ انتہا یہ کہ آپ بے انتہا خوبیوں کے مالک تھے۔ **شعر:**

ہم نے تو آنکھ سے عارف یہی دیکھا بھالا

مظہر یار طرح دار ہے اللہ اللہ

آپ ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے اور مریدین کو بھی

یہی تلقین فرماتے کہ ہمیشہ ذوق و شوق میں رہا کرو اور اپنی حقیقت سے غافل نہ ہو۔ آسان و عام فہم زبان میں تعلیم فرماتے کہ معمولی پڑھا لکھا یا بے پڑھا شخص بھی آپ کی تعلیمات کی تہ تک پہونچ جاتا۔

زیر مطالعہ کتاب "شمع حقیقت" آپ کے وقت کی صحیح اور عمدہ تعلیمات کا نمونہ ہے۔ آپ سادہ مزاج، سادگی پسند اور ریا و طمع سے دور تھے۔ کفایت شعاری آپ کو پسند اور فضول خرچی ناپسند و باعث ناراضگی طبع تھی۔

عقیدت شیخ کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح سن بلوغ کو پہنچنے سے قبل کسی نابالغ لڑکی کو نطفہ نہیں دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں نطفہ قبول کرنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی بعینہ جب تک مرید عقیدت شیخ میں اتنا مستحکم نہیں ہو جاتا کہ وہ پیر و خدا میں فرق نہ کرے اس وقت تک اسے حقیقت کا نطفہ نہیں دیا جاسکتا۔ **شعر:**

پیر حق راز حولی ہر کہ ڈو دیدہ

او مرید است فی الحقیقت نے مرید

یار کی بارگاہ ہے یہ عرش بریں سے کم نہیں

جتنا ہی سر یہاں جھکے اتنا ہی سرفراز ہو

گرو کو جانتک گرو ہی جانی گرو کا بھید کبھو پائی

گرو کجب الیشور کرمانی پھر تو گرد ہوئی جائے

آپکی بنیادی تعلیمات میں تصورِ شیخ، پاس انفاس، ذکر قلب

کو اوّلیت حاصل تھی۔

تصوّرِ شیخ ۔ ہر صورت و شکل و تعلینات اور جو کوئی اپنے وجود

کے اندر شیخ کے سوا نہ دیکھا۔

شعر:

ہوا جو کوئی اپنے مرشد میں فانی

نبی اس میں ظاہر خدا مستتر ہے

ہو زہد مبارک تجھے طوف کعبہ

قدم پر میرے یار کے میرا سر ہے

میرا قرآں اس کا چہرہ میری جنت کوئے دوست

رات دن قرآں کا تلاوت کرتا ہوں

تصوّر کرتا جاتا ہوں عبادت ہوتی جاتی ہے

ساقی کا مصحفِ رخ دن رات دیکھتا ہوں

ہم میکشوں کا یہ ہے قرآن میکدے میں

پاس انفاس ۔ کوئی بھی سانس ذکر اللہ کے بغیر ضائع نہ کریعنی سانسوں کی محافظت کرنا "دست بکار دل بیار..." (ہاتھ کام میں اور دل یار کی یاد میں) کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہاری سانسیں میرے انبیاء ہیں۔ پس جس نے

ایک سانس بھی بغیر ذکر کے گزاری گویا اس نے ایک نبی کا قتل کیا سانسوں کے ذریعہ اَللّٰہُ ھُوْ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ کا ورد کرنا چاہئے۔ **شعر:**

ضمیریں رہیں اب نہ اَنْتَ اَنَا کی
فقط دورِ اِنِّیْ اَنَا ہو رہا ہے

ذکر قلب۔ جسم کو ڈھیلا چھوڑ دے اور سینہ کے بائیں طرف پستان سے دو انگل نیچے دل ہے اس طرف متوجہ ہو کر دل سے اللہ اللہ نکالے یہ شغل ہمیشہ کرنے سے دل ذاکر ہو جائے گا۔ **شعر:**

جسے بھی قلب ہاتھ آیا وہ مرکز بن گیا کل کا
جو کہلاتا ہے عرش اللہ دل انسان کامل ہے
ہے ظاہر لَآ اِلٰہَ سے فقط اللّٰہ ہی اللّٰہ ہے
وہی خود اپنا عارف ہے وہی اپنے سے غافل ہے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ دل کو عربی زبان میں قلب کہتے ہیں یعنی تغیر پزیر، الٹنے پلٹنے کی کیفیت والا اگر اس میں سے یہ کیفیت تغیر پزیری نکال دی جائے تو جو کچھ بچے گا وہی ذات ہوگی اور یہ قلب عرش اللہ ہو جائے گا قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ حدیث: مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ **شعر**

جو پہنچا کعبۂ دل میں تو عقدہ یہ کھلا مجھ پر

خدا کی ذات ہی اپنی خودی معلوم ہوتی ہے

کعبۂ دل میں ہوا جب اے غلیقؔ اپنا گزر

دیکھ کر خود اپنا جلوہ مُسکرانا ہی پڑا

فرمایا۔ مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا **حدیث شریف:**
مرنے سے پہلے مرجاؤ حیات جاودانی پاؤ گے یہی موت دراصل حیات

ہے۔ **شعر:**

حیات جاوداں پائی مرا جو موت سے پہلے

حقیقت میں اسی کی زندگی معلوم ہوتی ہے

موئے کو دوبارہ میں کس طرح ماروں

یہ حسرت رہے گی ہماری قضا کو

ہوا میں جو فانی تو ہے کون یا رب

ہلاتا ہے اب جو میرے دست و پا کو

آپ نے فرمایا اپنی خودی سے جدا ہو اور خدا کو دیکھ۔ تمامی
حجابات موہوم کو چاک کر دے تخیلات کی دنیا سے نکل خیال کی
دنیا میں آ۔ خیال ہی حقیقت میں حق ہے۔ مَنۡ سَکَتَ سَلِمَ
وَمَنۡ سَلِمَ فَقَدۡ نَجٰی۔ **حدیث شریف:** جس نے سکوت
اختیار کیا سلامتی پاگیا جو سلامت رہا اس کی نجات ہو گئی۔

شعر:

ؔ جو کچھ دیکھتا ہے وہ فریب خواب ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی نہ تو پستی ہے

ؔ ادب مجھ کو مد نظر ہے وگر نہ ہا
میں ایک خواب ہوں جسکی تعبیر تو ہے

کسی کا سب تخیل ہے جو کچھ بھی ہے وہ فانی ہے
سراسر ساری دنیا خواب ہی معلوم ہوتی ہے

آپ نے فرمایا وہی صورت ہے وہی آئینہ حق نما۔ وہی عکس، وہی عاکس اس لئے اس کا غیر محال ہے۔

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا لَاؕ قرآن = ہم نے باطل کو پیدا نہیں کیا۔ باطل غیر اللہ کو کہتے ہیں۔ حضرت کو یہ شعر بہت پسند تھا اور بطور وظیفہ ورد میں رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ **شعر:**

ؔ وہی صورت ہے وہی آئینہ یہ خیال دل سے جو جائے نہ
تو روبرو ہے وہ آئینہ یہی شانِ شانِ کمال ہے

ؔ ایک آئینہ بے رنگ جو ہے وہی صورت ہے
جو راز یہ سمجھا بے شک ہے وہ فرزانہ

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی سچی محبت یعنی عشق ایمان کی بنیاد ہے اور آپ کی شان

میں ادنٰی سی گستاخی کفر ہے۔ مَنْ اَهَانَ نَبِیْ فَقَدْ اَهَانَ اللّٰه
وَمَنْ اَهَانَ اللّٰه فَقَدْ کَفَرْ ہ **حدیث:** جس نے میری
توہین کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی اور جس نے اللہ تعالیٰ
کی توہین کی تحقیق اس نے کفر کیا۔

ے در مصطفیٰ سنگ موسیٰؑ نہیں ہے
یہاں رَبِّ اَرِنِیْ کا جھگڑا نہیں ہے
رکے شہ تو پردے سے آواز آئی
کہ آمرے پیارے تجھسے پردہ نہیں ہے
سُن کے نام محمدؐ تڑپ جائے جو
ہے وہ مومن یہی اس کی پہچان ہے

فرمایا کہ بے ادبوں اور گستاخوں سے دور رہو اور اپنے ایمان کی محافظت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر مت کہو وہ نور ہیں۔ **شعر:**

جمال الٰہی کا ہے نام احمدؐ — ہے شمس اُنکا عکس اور پرتو قمر ہے
محمد سراپا ہیں عشق الٰہی — یہی عشق پردہ یہی راہ بر ہے
رکھا حسن کا نام اپنے محمدؐ — وہی حسن حق مظہر بحر و بر ہے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ شریعت پر قائم رہو اس لئے کہ شریعت سے مکر جانا سراسر گمراہی وضلالت ہے اور باعث عذاب جہنم

شعر : خلاف پیمبر کسے رہ گزید
که ہرگز نخواہد بمنزل رسید

جس نے شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا راستہ اپنایا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا۔

آپ روشن ضمیر و باکرامت بزرگ تھے۔ آپ سراپا تعریف تھے۔ تعریف کی تعریف کس زبان سے کی جائے۔ شعر :

زباں لاؤں کہاں سے ایسی کرے جو تعریف حسن خوبی
حسین نظر سے بہت سے گزرے ولیک ایسا انہیں کو دیکھا

سب سے بڑی کرامات یہ ہے کہ قلب مُردہ کو حیات توحیدی علمی یا عینی یا حقّی سے زندہ کر دینا یہ شئے ثانی ہے۔ یہ بغیر مرشد کامل یا اکمل یا مکمل کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ شعر :

وہ خاک کیا ہیں جو بنتے ہیں سونا
بنا دوں خدا سے وہ اکسیر میں ہوں

آپ کا فیض فیض عام تھا اور مُریدوں پر خاص تھا اور اس ناچیز کی خدمت کو آخیر وقت تک قبول فرماتے رہے۔ وصال کے چھ گھنٹہ قبل سے ہی غلام آقا کی خدمت میں حاضر تھا اور علم باطنی و رُوحانی سے فیض یاب ہوا۔

حضرتؒ کا وصال ۸ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۶ھ بمطابق

۲۲ رنومبر ۱۹۸۵ء شام ۴ بجکر ۱۵ منٹ پر ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
وصال شریف کے وقت آپکی عمر شریف کم و بیش سو سال تھی۔ موضع ہلدی
کلاں تحصیل کرچھنا ضلع آلہ آباد میں آپکی مزار شریف مرجع خلائق ہے۔
ہر سال ربیع الاوّل شریف کے ۷، ۸، ۹ر تاریخ کو آپ کا
عُرس مُبارک منعقد ہوتا ہے۔ شعر:

دل و جان و ایماں ہو سب اس پہ قرباں
تصوّر میں میرے جو آٹھوں پہر ہے
صلوٰۃ و سلام ایسے محبوب حق پر
یہی ورد اپنا تو شام و سحر ہے
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

راقم الحروف
سگِ بارگاہِ مرشد
محمد ظہور خلیق اللٰہی

❖

کلامِ ظہور شاہ

حضرت صوفی محمد ظہور شاہ خلیق اللّٰہی
خلیفہ و نائب سجادہ نشین، حضرتِ صوفی باصفا
سیّدنا مولانا محمد خلیق اللہ شاہ افتخاری
رزّاقی قادری و چشتی رحمۃ اللہ علیہ

نعت شریف

دونوں عالم میں ہیں ذی شان مدینے والے
جانِ اسلام کی ہیں جان مدینے والے
آپ کے حکم کے تابع ہیں سبھی جن و بشر
فرمانِ حق ہے آپ کا فرمان مدینے والے
میرا دل اور میری جان مدینے والے
ہیں سبھی آپ پہ قربان مدینے والے
حق سے اُمت کو بخشوا کے ہی مانے
کون بھولے گا یہ احسان مدینے والے
آپ کا خیال بس آتے ہی سکوں پاتا ہوں
جب بھی ہوتا ہوں پریشان مدینے والے
عشق میں آپکے جینا مرا مشکل ہوجائے
پھر یہ مشکل نہ ہو آسان مدینے والے
حشر میں آپ کا دیدار جب ہوجائے گا
پورے ہو جائیں گے ارمان مدینے والے
آپ کی یاد میں ہر پل خدا رکھے آباد
جانئے دل نہ ہو ویران مدینے والے
صرف ایک بار ہی آقا مجھے بلانے کا
کچھ تو کر دیجئے سامان مدینے والے
اپنے دیوانوں میں ایک نام میرا بھی لکھ لو
میں بھی ہوں آپ پہ قربان مدینے والے
اے ظہورا آئیں جو دیدار مدینہ کر کے
ایسی آنکھوں پہ میں قربان مدینے والے

نعتِ شریف

کیا پوچھتے ہو گرمیٔ بازارِ مصطفےٰ
پروردگار خود ہے خریدارِ مصطفےٰ

مطلوبِ حق ہے جبکہ محمدؐ کی ذاتِ پاک
پھر کیوں نہ دو جہاں ہو طلبگارِ مصطفےٰ

تعریف کر نہ اتنی کہ رضواں بری لگے
جنت تیری کہاں کہاں گلزارِ مصطفےٰ

اچھا کوئی ہوا ہو نہ دیکھا نہ ہے سنا
جو ہو گیا سو ہو گیا بیمارِ مصطفےٰ

جب چاہو جو بھی چاہو جہاں چاہو مانگ لو
ہر وقت ہے کھلا ہوا دربارِ مصطفےٰ

معمور ہیں جو نور سے انجم یہ مہر و ماہ
ہیں سب کے سب یہ صدقۂ انوارِ مصطفےٰ

مجھکو تیری نمائش جنت سے کیا غرض
میری طلب یہ سایہ دیوارِ مصطفےٰ

فرشِ زمیں سے عرشِ مجلیٰ گئے حضورؐ
یہ تھا عروج حاصلِ بیدارِ مصطفےٰ

اس ہر نظر پہ دیدۂ دونوں جہاں نثار
جو بھی نظر سے ہے حاصلِ دیدارِ مصطفےٰ

جو کچھ کمی ہے صرف ظہورِ نظر کی ہے
ورنہ بہت قریب ہے دیدارِ مصطفےٰ

❖

در شانِ حضرت امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہارِ گلشنِ زہرہؓ کے مدعا تم ہو
علی کے لختِ جگر جانِ مصطفیٰ تم ہو

جمالِ باری تعالیٰ کا آئینہ تم ہو!
حسینؑ جانے خدا اور جانے کیا تم ہو

گئے ہیں جس سے دوبارہ چراغِ دیں روشن
قسم خدا کی وہی شمعِ پرضیاء تم ہو

ہو خوف کیوں مجھے طوفانِ کفر کا جبکہ
دینِ کشتیٔ امّت کے ناخدا تم ہو

سوالِ مذہب و ملت نہ ادنیٰ و اعلیٰ
حسینؑ ہر کس و ناکس کا آسرا تم ہو

خدا کے واسطے ہم سب سے واسطہ رکھنا
کہ ہم بے واسطہ لوگوں کا واسطہ تم ہو

تمہارے مصحفِ رخ کا حسینؑ کیا کہنا
کتابِ فاطمہ قرآنِ مصطفیٰ تم ہو

یہ مانا تم کو زمانہ حسینؑ کہتا ہے
میری نظر میں خدا کی قسم خدا تم ہو

تمہیں سے تم کے سوا اور کچھ میں کیوں مانگو
حسینؑ جب کہ ظہورِ شاہ کا مدعا تم ہو

کہوں کیا میں مرشد ہو کیا بن کے آئے
نگاہوں میں میری خدا بن کے آئے

محمدؐ سے ملنے کی جب آرزو کی
تو خود آپ ہی مصطفٰےؐ بن کے آئے

تیری آمد و رفت ہے ہر نفس میں!
نہ جانے اس ہستی میں کیا بن کے آئے

ہوا رنج و غم میں جو میں مبتلا تو
خوشی بخشنے خوشنما بن کے آئے

ذرہ بھی قدم راہِ عرفاں میں بہکے
وہیں رہ بر و رہ نما بن کے آئے

پڑا وقت مشکل جو مجھ پر کبھی تو
تو خود آپ مشکل کشا بن کے آئے

کبھی غوث الاعظم کبھی بن کے خواجہ
کبھی آپ صلِ علٰی بن کے آئے

تمہیں عبدالرزاق و رحمٰن تمہیں ہو
تمہیں شاکرِ باصفا بن کے آئے

کبھی شانِ طالب کبھی شانِ بسمل
خلیق آج سب کی ادا بن کے آئے

ذرا اپنے مستوں کا صدقہ عطا ہو
ظہوری آج ہیں خود گدا بن کے آئے

سایۂ دامنِ مصطفےٰ مِل گیا
تھا جو دل کا میرے مدّعا مِل گیا

کچھ نہ پوچھو یہ مجھ سے کہ کیا مِل گیا
پیر و مرشد میں مجھکو خدا مِل گیا

یار نے جو دیا ہے لعابِ دہن
کُل حقیقت کا مجھکو مزا مِل گیا

لذّتِ عشق دنیا فنا ہو گئی
عشقِ احمد کا جس دم مزا مِل گیا

ساری دُنیا میں ڈھونڈا نہ پایا کہیں
پیر کی شکل میں کبریا مِل گیا

اب گناہوں کی کچھ فکر غالب نہیں
اچھا بخشش کا جب آسرا مِل گیا

بحرِ عرفاں میں اب خوفِ طوفاں نہیں
پیر و مرشد سا جب ناخدا مِل گیا

پیر نے علم رشدی جو ظاہر کیا
منزلِ لاپتہ کا پتا مِل گیا

اسکی قیمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں
پیر و مرشد جسے بے بہا مِل گیا

اے ظہوؔر اب تجھے اور کیا چاہیئے
اپنی ہستی میں ہے جب خدا مِل گیا

تمہیں کچھ خبر ہے تمہیں کچھ پتا ہے
یہی شانِ مرشد تو شانِ خدا ہے
عجیب راز ہے یہ عجیب ماجرا ہے
بظاہر بشر ہے بباطن خُدا ہے
کیا بسمل کیا طالب کیا شاکر کے جلوے
ہر اک شانِ مرشد میں جلوا نما ہے
بتاؤ تو اس کو ملا کب خُدا ہے
جو کوئی بھی مرشد سے اپنے جُدا ہے
میں کیوں غیر کے آگے پھیلاؤں دامن
مجھے پیر و مرشد کا بس آسرا ہے
یقیناً حیات اس نے جاوید پائی!
ہوا ذاتِ مرشد میں جو بھی فنا ہے
جہاں دیکھتا ہوں جدھر دیکھتا ہوں
میرا پیر و مرشد ہی جلوا نما ہے
ظہورؔ اب جو خوش خوش نظر آ رہا ہے
بتاؤ تو کچھ آخر کیا مل گیا ہے!

ہے افضل ہے اعلیٰ میرا پیر و مرشد
ہے عکسِ رسولِ خدا پیر و مرشد
زمانے کی صورت سے صورت مِلائی!
مجھے سب سے اچھا لگا پیر و مرشد
بظاہر میرا پیر شکلِ بشر ہے
ہے باطن میں مطلق خدا پیر و مرشد
درِ غیر پر میں گیا ہوں نہ جاؤں
میں ہوں تیرے در کا گدا پیر و مرشد
مِلا تھا مِلا ہے مِلا ہی رہے گا!
ہے اِک پل نہ ہم سے جُدا پیر و مرشد
تو پھر میں بھی ہوں ایک بندے کا بندہ
خدا کا ہے جبکہ خدا پیر و مرشد
وہیں آگئے آپ فوراً مدد کو!
مصیبت میں جب بھی کہا پیر و مرشد
ہے فرشِ زمیں پر کبھی جلوہ آرا
کبھی عرشِ اعظم پہ وا پیر و مرشد
کہیں شانِ صلی علیٰ پیر و مرشد
کہیں شانِ مشکل کشا پیر و مرشد

ظہورؔ اب بتاؤ تو ہے کیا ڈھونڈتا تو؟
جب ہستی نہیں ہے تیری وا پیر و مرشد

عشقؔ جب پیدا ہوا اپنا تو بندا ہو گیا
جب ہوا عرفان اپنا آپ مولا ہو گیا

راز تو کچھ ہے یقیناً راز میں بھی راز ہے
جو احد احمد بنا جو میم پردا ہو گیا

حق تعالیٰ نے کیا جب جسمِ آدم میں نزول
نورِ احمد سے وہاں ایک دم اجالا ہو گیا

نور اپنا کر کے ظاہر نام احمد رکھ دیا
خود خدا کو آپ سے جب عشق پیدا ہو گیا

عظمت و توقیر اور تعظیم احمد کے لئے
حکمِ رب سے ایک عالم دم میں پیدا ہو گیا

فرق ہے بالکل نہیں جب عاشق و معشوق میں
درمیاں میں کس لئے پھر میم پردا ہو گیا

جب نظر آیا خدا کو نور کا اپنے ظہورؔ
دیکھ کر خود اپنا جلوا آپ شیدا ہو گیا

❖

جسے ڈھونڈتا ہے تو ہر دم کہاں ہے
وہی خود تیری ہستی میں جلوہ نما ہے

کہیں آپ کو آپ بے مول پایا
کہیں آپ کو آپ ملنا گراں ہے

خود ہی شانِ منزل ہے نظروں سے اوجھل
خود ہی فکرِ منزل میں گم رہ رواں ہے

خود ہی راہبر ہے خود ہی راہزن ہے
خود ہی چلتا پھرتا ہوا کارواں ہے

ہے خاموش بالکل کہیں پہ زباں ہے
کہیں آپ ہی واعظِ خوش بیاں ہے

کہیں شانِ مجرم کہیں شانِ ملزم
کہیں تختِ شاہی پہ خود حکمراں ہے

کہیں اپنے ہونے پہ ایمانِ کامل
کہیں آپ ہی آپ سے بدگماں ہے

ہے مظلوم خود اور ظالم بھی خود ہے
خود ہی لاکھ پردوں میں پنہاں نظر ہے

خود ہی کفر اور شرک میں مبتلا ہے
خود ہی شانِ وحدت میں یکتا نما ہے

ہے جلوہ فگن سارے عالم میں خود ہی
خود ہی کہہ رہا ہے خدا تو کہاں ہے

بظاہر ظہوریؔ ایک ادنی البشر ہے
حقیقت میں یہ خود جزِ کل نما ہے

خود ہی ہر شان میں آ کر ہے چھپا دیکھو تو
خود ہی ہر شان میں ہے جلوا نما دیکھو تو
کوئی کہتا ہے نہیں اسکا پتہ ہے کوئی!
حسن احمد ہی تو ہے دیدِ خدا دیکھو تو
ذرّے ذرّے میں وہی ذات نظر آئی ہے
کون سی جا پہ نہیں جلوہ نما دیکھو تو!
حق کا یہ جلوۂ انداز ادا دیکھو تو!
شان احمد میں ہوا جلوہ نما دیکھو تو
بس اسی عشق میں ملتا ہے خدا دیکھو تو
عشق احمد کا ذرا چکھ کے مزا دیکھو تو
ہے یہاں مذہب و ملت کی نہیں کچھ پہچان
آپ کا عام ہے اندازِ وفا دیکھو تو
ہے ملا اور کسی کو نہ ملے گا ہرگز
حق سے جو آپ کو رتبہ ہے ملا دیکھو تو
پہلے تکلیف و پریشانی دیا کرتے تھے
وہ بھی کہنے لگے اب صل علیٰ دیکھو تو
ڈھونڈتے پھرتے ہو تم کس لئے خدا پاؤ گے؟
شان حق شان محمدؐ میں ہے وا دیکھو تو!
عرش اعظم پہ تھا جو حرف خدائے واحد
فرش پر آنے وہی محبوب بنا دیکھو تو
جان جاؤ گے خود ہی شانِ رُخ روشن کو
پیارے محبوب کی تم زلف گرتا دیکھو تو
ذرّے ذرّے میں اسی ذات کا ظاہر ہی ظہور
کس جگہ پر نہیں ملتا ہے خدا دیکھو تو

نہ عرش و فرش ہے کوئی نہ آبادی نہ ویرانا
خیالِ یار ہے سب ہستیٔ عالم نظر آتا
جو پہلے تھا وہی اب ہوں جہاں لیکن تھا وہیں رہوں
نہ آیا ہوں کہیں سے میں نہ مجھکو ہے کہیں جانا
نہ اپنا ماسوا کوئی نہ کوئی غیر ہے اپنا
نظر سے دُور ہے بالکل ہماری اپنا بیگانا
یہی جان کی تمنّا ہے یہی ہے آرزو دل کی
رہوں شمعِ حقیقت کی سدا با انوار پروانہ
خیال عارفانہ ہو نماز عاشقانہ ہو
اور اپنے روبرو موجود ہو مرشد کا کاشانہ
مسلسل دَور ہو جاری شراب جام وحدت کا
قنینت پر قنینتا ہو رہے آباد میخانا
چھلکنے پائے مست ایک بوند بھی گرنے نہیں دینا
عطا ہو جام وحدت جو تجھے گھبرا کے پی جانا
زمانے بھر کے دیوانے مجھے کرنے لگیں سجدے
ملے دیوانگی ایسی بنا دے ایسا دیوانا!

جو مٹنا تھا گیا مٹ اور جو مٹنا ہے مٹ جائے
رہے باقی ظہور اپنا محض خیالِ فقیرانا

یہ مہر و ماہ و انجم ہیں جو یہ ساری خدائی ہے
کسی کی شانِ وحدت کی یہ سب جلوہ نمائی ہے

نہ وصلِ یار کی خواہش نہ کچھ فکرِ جدائی ہے
ہماری شکل و صورت خود جمالِ کبریائی ہے

خدا کے سامنے جو کچھ ہے وہ شانِ محمدؐ ہے
نبی کے روبرو جو کچھ ہے شانِ کبریائی ہے

یہ کوئی کم ہے کیا اسکا ثبوت شانِ یکتائی
کہ ہر انسان کی صورت الگ یکتا بنائی ہے

کسی کو کیا خبر میں کس نشہ میں چور رہتا ہوں!
زمانہ دیکھ کر کہتا ہے کیا حالت بنائی ہے

زمانے بھر کے رسائے رنگ نظر بے رنگ آئے ہیں
کسی کی شان بیرنگی کچھ ایسا رنگ لائی ہے!

جو اسرارِ حقیقت سے ہیں ناواقف وہ کیا جانے
خدا کہتے ہیں کس کو اور کیا شانِ خدائی ہے

جھکے سر غیر کے آگے کہاں کی ہے سمجھداری
عبادت آپ کرتا ہوں میں اپنی کیا بُرائی ہے

رہِ عشقِ محمدؐ میں جو اپنے کو فنا کر دے
اسی کی حق تعالیٰ تک ہوا کرتی رسائی ہے

خیالِ حور و جنّت کی طلب میں سر جھکایا
عبادت جب کبھی میں نے زاہدوں کی آزمائی ہے

نشہ اُترے قیامت تک ظہورؔ اب غیر ممکن ہے
کہ میرے مرشد نے اپنے ہاتھ سے مجھکو پلائی ہے

سکون ہوتا ہے ہلچل ذرا نہیں ہوتی
تو اس خیال کی کچھ انتہا نہیں ہوتی

جھکا ہو پیر کے قدموں پہ سر کیا کچھ برائی ہے
بشر کی شان کیا شانِ خدا نہیں ہوتی

رکھ اپنے پاس ہی اپنا علاج چارہ گر
یہ درد وہ ہے جس کی دوا نہیں ہوتی

زباں پہ ذکرِ خدا دل میں خیالِ جنت
نمازِ عشق تو ایسے ادا نہیں ہوتی

ادا جو کرتے ہیں خود اپنے کعبۂ دل میں
نماز ان کی کبھی بھی قضا نہیں ہوتی

ملی ہے کب کسے منزل بغیر مرشد کے
اکیلے آپ یہ طے راستا نہیں ہوتی!

ظہور ذات مسمّٰی ہے بس وہی ہوتی
خدا کی یاد جہاں پر ذرا نہیں ہوتی

فنا جو آپ کو مرشد کی ذات میں کر دے
پھر اسکی ذات کبھی بھی فنا نہیں ہوتی

کسی کو کچھ بھی خدا نے کبھی نہیں دیتا
رسولِ پاک کی جب تک رضا نہیں ہوتی

ظہور غیرِ خدا ہے یہ ہو نہیں سکتا
نسبتاً نورِ خدا کیا خدا نہیں ہوتی

بنکر میں کبھی موسیٰ سرِ طور جا رہا ہوں
عیسیٰ میں کبھی بنکر مُردے جلا رہا ہوں

وحدانیت پہ مری اب تو یقین کر لو
ہر شکل میں میں اپنا جلوہ دکھا رہا ہوں

روشن کیے ہیں جس نے جذباتِ حق تعالیٰ
وہ شمعِ حقیقت میں دل میں جلا رہا ہوں

جنکو بجز ہمارے کوئی نہیں ہے سنتا
توحید کے وہ نغمے ہر وقت گا رہا ہوں

اپنی خبر میں گم ہوں اتنی خبر کہاں ہے
کس سمت سے ہوں آیا کس سمت جا رہا ہوں

خود ہوں میں جام و مینا خود ہی شرابِ وحدت
خود ہی میں پی رہا ہوں خود ہی پلا رہا ہوں!

جس میں بجز ہمارے نہ ہو غیر کی سمائی!
اپنا میٔ خانۂ دل ایسا بنا رہا ہوں

دونوں جہاں بنا کر کوئی فرق ہے نہ آیا
ویسا ہی ہوں میں جیسا پہلے خدا رہا ہوں

میں ظہور ہوں نہ ظاہر بندہ ہوں میں نہ مولیٰ
اپنے وجود کو بس میں خیال پا رہا ہوں

❖

برابر کہہ رہا ہے فخر سے ہر تار چادر میں
کہ ہیں خاصِ خدا جلوہ نما سرکار چادر میں

انھیں کو تو رسول اللہ کا دیدار حاصل ہے
نظر آتے ہیں جن کو حیدرِ کرار چادر میں

قطاریں عاصیوں کی حشر میں بڑھ جائیں گی جتنی
تو ہوتا جائے گا اتنا وسیع آثار چادر میں

خدا کے واسطے اب تو نقابِ رخ الٹ دیجے
کھڑے ہیں دیر سے سب طالبِ دیدار چادر میں

انھیں بے پردہ ہوگی دیدِ محشر میں محمد کی
یہاں پر جو بھی دیکھیں گے جمالِ یار چادر میں

نظر بھر بھر کے پھر تو سب جمالِ یار دیکھیں گے
اڑے گی جس گھڑی زلفِ دوتا خمدار چادر میں

سرِ عرشِ بریں پر جو کہ شانِ ذاتِ واحد ہے
وہی شانِ خدا ہے سیدِ ابرار چادر میں

کشش ہے اسلئے چادر کے ہر ہر تار میں بیحد
حسن حسین ہیں یا احمد مختار چادر میں

ظہوریؔ اب کس طرح سے ہوش میں وہ لائے جائینگے
کریں گے جو رسول اللہ کا دیدار چادر میں

طریقۂ فاتحہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ ۃ وَسُلْطَانِکَ الْعَظِیْمِ ۃ
وَحِلْمِکَ الْقَدِیْمِ ۃ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۃ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ ۃ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْکَ بَیْنَ یَدَیْ کُلِّ نَفَسٍ وَّ
لَمْحَۃٍ یَّطْرِفُ بِھَا اَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَھْلُ الْاَرْضِ ۃ وَکُلِّ شَیْءٍ ھُوَ
فِیْ عِلْمِکَ کَائِنٌ اَوْقَدْ کَانَ اُقَدِّمُ اِلَیْکَ یَدَیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ ۃ
مُخَاطِبًا اِلٰی اَرْوَاحِ رِجَالِ اللّٰہِ فِی الْعَالَمِ مَنْقُوْلًا مِّنَ الشَّیْخِ شِھَابِ
الدِّیْنِ السُّھْرَوَرْدِیِّ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْعَزِیْزَ ۃ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا
اَھْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۃ مِنْ اَھْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط بِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ ۃ اِغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۃ وَلَا تَسْلُبْنَا قَوْلَ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ ۃ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۃ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ
وَالْبَاطِنُ ۃ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ ۃ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ وَظُهُوْرَہُ الْاَوَّلُ ۵ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّ نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ۵ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ

مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۵ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵ اسکے بعد آیۃ الکرسی تا خالدون ایک بار، سورہ والضحیٰ ایک بار۔ سورۂ الم نشرح ایک بار۔ سورۂ کافرون چار بار۔ سورۂ اخلاص تین بار سورۂ فلق، سورۂ ناس، سورۂ فاتحہ ایک ایک بار۔ الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْن ایک بار پڑھے پھر اسکے بعد اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۵ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۵ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۵ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ ۵ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۵ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۵ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْکَمَالِ الْمُطْلَقِ وَالْجَمَالِ الْمُحَقَّقِ عَیْنِ اَعْیَانِ الْخَلْقِ وَنُوْرِ تَجَلِّیَاتِ الْحَقِّ فَصَلِّ اَللّٰهُمَّ بِکَ مِنْکَ فِیْہِ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّ نَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَہٗ عِلْمُ اللّٰہِ ۵ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۵ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۵ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ یہاں تک

ایک بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو دعا کیلئے اُٹھائے اور پہلے درود شریف پڑھکر یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ؕ پھر اسکے بعد یہ پڑھے ایصال ثواب بزرگان کیلئے اور کچھ پانی اور مٹھائی فاتحہ کیلئے سامنے رکھ چھوڑیں اور پڑھے :

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ وَاَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہِ الْخَتْمَۃِ وَھٰذِہِ التُّحْفَۃِ اِلٰی اَرْوَاحِ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۀ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۀ خُصُوْصًا مِنْھُمْ اِلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَلَاذِنَا وَمَلْجَانَا وَمَاوَانَا وَقُرَّۃِ اَعْیُنِنَا وَشِفَاءِ صُدُوْرِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۀ وَاِلٰی رُوْحِیْ وَالِدَیْہِ مَاجِدَیْہِ وَاِلٰی رُوْحِ مُرَبِّیَتِہٖ سَیِّدَتِنَا حَلِیْمَۃَ ؕ وَاِلٰی اَرْوَاحِ پنجتن پاک وَدُوَازدہ اِمَامْ وَچہاردہ مَعْصُوْمْ وَخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَاِلٰی اَرْوَاحِ جَمِیْعِ اَھْلِبَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَاِلٰی اَرْوَاحِ جَمِیْعِ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ فِیْ جَمِیْعِ اَقْطَارِ الْاَرْضِ مِنْ مَّغَارِبِھَا وَمَشَارِقِھَا عَلٰی

نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ط خُصُوْصًا مِنْھُمْ اِلٰی رُوْحِ

سَیِّدِنَا وَمَلَاذِنَا وَمَلْجَانَا وَمَاوَانَا وَقُرَّۃَ اَعْیُنِنَا وَشِفَاءِ

صُدُوْرِنَا مَحْبُوْبِ سُبْحَانِیْ قُطْبِ رَبَّانِیْ غَوْثِ صَمَدَانِیْ

شَیْخ سَیِّدْ اَبُوْ مُحَمَّدْ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ قَدَّسَ اللّٰہُ

سِرَّہُ الْعَزِیْز وَاِلٰی رُوْحِیْ وَالِدَیْہِ مَاجِدَیْہِ وَاِلٰی اَرْوَاحِ صَاحِبَاتِہٖ

مِنْ اُصُوْلِہٖ وَفُرُوْعِہٖ وَاِلٰی اَرْوَاحِ اَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ وَخُدَّامِہٖ

وَصَادِرِیْہِ وَوَارِدِیْہِ وَسَائِرِیْہِ وَزَائِرِیْہِ اَھْلِ بَلْدَتِہٖ

وَسَائِرِ سِلْسِلَتِہٖ وَاِلٰی مُنْتَھَاءِ رِضَائِہٖ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ہ وَاِلٰی اَرْوَاحِ مَشَائِخ قَادِرِیَّۃ چِشْتِیَّۃ

نَقْشْبَنْدِیَّۃ سَھْرَوَرْدِیَّۃ مُجَدِّدِیَّۃ کُبْرَوِیَّۃ شَطَّارِیَّۃ

سَیَّارِیَّۃ طَیْفُوْرِیَّۃ طَبْقَاتِیَّۃ اَزَادِیَّۃ قَلَنْدَرِیَّۃ جَلَالِیَّۃ

اُوَیْسِیَّۃ مَدَارِیَّۃ رَفَاعِیَّۃ شَاذِلِیَّۃ عَطَاسِیَّۃ مَلَامَتِیَّۃ

فِرْدَوْسِیَّۃ قُدُّوْسِیَّۃ اَحْمَدِیَّۃ مُحَمَّدِیَّۃ بَرْحَقْشَاھِیَّۃ مَا

عَلِمْتُ مِنْھُمْ وَمَالَمْ اَعْلَمْ ط وَخُصُوْصًا مِنْھُمْ اِلٰی اَرْوَاحِ

جَمِيعِ اَهْلِ اللّٰهِ الْمُوَحِّدِيْنَ وَالْمَدْفُوْنِيْنَ فِي الْعَرَبِ وَ
الْعَجَمِ ہ خُصُوْصًا مِنْهُمْ اِلٰى اَرْوَاحِ جَمِيعِ اَهْلِ اللّٰهِ الْمُوَحِّدِيْنَ
وَالْمَدْفُوْنِيْنَ فِي الْهِنْدُوْسْتَانِ خُصُوْصًا مِنْهُمْ اِلٰى اَرْوَاحِ
جَمِيعِ اَهْلِ اللّٰهِ الْمُوَحِّدِيْنَ وَالْمَدْفُوْنِيْنَ فِي بِلَادِ الْاَجْمِيْرِ
وَالدِّهْلِيِّ وَالّاهُوْرِ وَالْجُوْنْپُوْرِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُمْ وَمَا لَمْ
اَعْلَمْ ہ خُصُوْصًا مِّنْهُمْ اِلٰى رُوْحِ خَوَاجَهْ مُحَمَّدْ مُعِيْنُ الدِّيْنِ
اَجْمِيْرِيْ وَدَاتَا مُحَمَّدْ گَنْج بَخْش هَجْوِيْرِيْ ثُمَّ الّاهُوْرِيْ
وَخَوَاجَهْ مُحَمَّدْ قُطْبُ الدِّيْنِ وَخَوَاجَهْ مُحَمَّدْ نِظَامُ الدِّيْنِ
سُلْطَانُ الْاَوْلِيَاءِ خَوَاجَهْ مُحَمَّدْ نَصِيْرُ الدِّيْنِ چِرَاغِ دِهْلَوِيْ
وَخَوَاجَهْ مُحَمَّدْ اَمِيْرْ خُسْرُوْ دِهْلَوِيْ وَحَضْرَتْ شَيْخ مُحَمَّدْ
رَشِيْد عُثْمَانِيْ جُوْنْپُوْرِيْ وَجَمِيعِ اَهْلِ اللّٰهِ الْبَنْگَالَةِ الْهِنْدِ
مَا عَلِمْتُ مِنْهُمْ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ہ خُصُوْصًا مِنْهُمْ اِلٰى رُوْحِ
سَيِّدِنَا غَازِيْ مُحَمَّدْ مُبَارَكْ عَلِيْ بَانْسَرْوِيْ قَدَّسَ اللّٰهُ
سِرَّهُمُ الْعَزِيْزَہٗ

اِسمائے گرامی خُلفا

حضرت صوفی شاہ محمد خلیق اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ کی تشریح
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۔

ترجمہ: میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ سب سے پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام تھے بفرمانِ مولیٰ تبارک وتعالیٰ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ والی آخرہ جب میں اپنی رُوح قالب آدم میں پھونک دوں تو تمام فرشتے آدم کیلئے سجدہ میں جھک جائیں کیونکہ وہ سجدہ رُوح کیلئے یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے تھا۔ اس لئے فرمایا: قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ترجمہ: اے محبوبؐ کہہ دو کہ رُوح امر ربّی ہے۔ امر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک بشان ارادہ دوسرا بشان حکم۔ امر بشان ارادہ خود ہی ہوتا ہے اور امر بشان حکم اپنے سے جدا پر۔ لہٰذا امر خود ہی امر بنا کیونکہ اس کا امر خود پر تھا نہ کہ غیر پر کیونکہ خدا کا غیر موجود نہ تھا۔ لہٰذا ہر انسان کی ہستی میں وہی روح موجود ہے اور اسی لئے ہر انسان اللہ کا خلیفہ یعنی قائم مقام ہے لیکن صحیح معنوں میں خلیفہ وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے آپ کو پہچان لیا ہو اور اسکی اپنی پہچان ہی خدا کی پہچان ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ پس وہ شخص خود سے فانی اور اللہ کی ذات کے

ساتھ باقی ہو گیا۔ اُس کا دیکھنا، سُننا۔ بولنا اللہ ہی کا ہو گیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد اور قرآن کریم کے نزول کا سبب یہی معرفت الٰہی ہے۔

روز ازل اللہ تعالیٰ نے رُوحوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ تو رُوحوں۔ نے جن پر جسم کا پردہ نہیں تھا۔ جواب میں عرض کیا تھا قَالُوْا بَلٰی کہاں ہاں۔ یعنی اپنا انکار اور خدا کا اقرار تھا لیکن جب روحوں پر جسم کا غلاف پڑ گیا تو اپنی خودی کا اقرار کر کے خدا کو تلاش کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○ جب تک سب سے پیاری چیز کو ہم پر خرچ نہ کرو گے تمہاری فلاح نہ ہوگی۔ نزول آیت کے وقت ۴۰ صحابہ کرام موجود تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! اللہ تعالیٰ تمہاری سب سے پیاری چیز جان کو تم سے طلب کر رہا ہے۔ یعنی خیانت کو بیچ کر امانت کے امین ہو جاؤ۔ چنانچہ بَایَعُوْا تَحْتَ الشَّجَرَۃِ کے فرمان کے مطابق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کا سلسلہ قائم فرمایا اور صحابۂ کرام خودی مجازی کی خیانت کو بیچ کر اللہ کی ذات کی امانت کے امین ہو گئے۔ یعنی صحیح معنوں میں اللہ کے خلیفہ کہلانے کے حقدار ہو گئے ؎

ازل میں جو صدا میں نے سُنی تھی ذوق مستی میں
وہی آواز اب بھی سُن رہا ہوں اپنی ہستی میں

پس اے طالب صادق غایت تخلیق معرفت الٰہی ہے اور بیعت کا مقصد یہی ہے کہ بندہ اپنی حقیقت یعنی رُوح کو ادراک میں لائے اور دُنیا میں آنے کا مقصد پُورا ہو۔

اسمائے مبارکہ خلفاء حضرت	پتہ
۱۔ جناب محمد میاں صاحب صدیقی قادری و چشتی	الہ آباد
۲۔ جناب مقبول احمد صاحب قادری و چشتی	ناظم اعلیٰ مدرسہ سراج العلوم محمدیہ نظامیہ ۱۰۵ ار نیم سرائے ڈاکخانہ بیگم سرائے الہ آباد
۳۔ جناب محمد فرید صاحب قادری و چشتی	دائرہ شاہ اجمل۔ الہ آباد
۴۔ جناب محمد افتخار اللہ صاحب قادری و چشتی	〃 〃 〃
۵۔ جناب شبیر الدین صاحب قادری و چشتی	نیم سرائے ڈاکخانہ بیگم سرائے الہ آباد
۶۔ جناب حاجی محمد صدیق صاحب قادری و چشتی	بھارت گنج الہ آباد
۷۔ جناب حاجی سخاوت حسین قادری و چشتی	〃 〃 〃
۸۔ جناب کالے خاں صاحب قادری و چشتی	محلہ کٹرہ بخشی فرخ آباد
۹۔ جناب احمد حسین صاحب قادری و چشتی	〃 〃 〃
۱۰۔ جناب محمود شاہ عرف منجھلے میاں قادری و چشتی	〃 〃 〃
۱۱۔ جناب محمد اسرار حسین صاحب قادری و چشتی	موضع و پوسٹ خراسہ ضلع گونڈہ
۱۲۔ جناب عبد الحیٔ صاحب قادری و چشتی	〃 〃 〃 〃
۱۳۔ جناب مجیب الحق صاحب قادری و چشتی	موضع ندورہ ڈاکخانہ راوت پورمہ
۱۴۔ جناب اختر حسین صاحب قادری و چشتی	موضع محمد پور 〃 〃
۱۵۔ جناب انوار الحق صاحب قادری و چشتی	〃 〃 〃 گونڈہ
۱۶۔ جناب حکیم و حافظ سراج الدین قادری و چشتی	قصبہ و ڈاکخانہ کھیری
۱۷۔ جناب مبارک علی صاحب قادری و چشتی	قصبہ لکھراداں ڈاکخانہ مونڈہ سوار لکھیری
۱۸۔ جناب معین الدین صاحب قادری و چشتی	تارہ پوروا گونڈہ
۱۹۔ جناب ظہور خاں صاحب قادری و چشتی	۸۲، تپسیا روڈ، ساؤتھ کلکتہ ۴۶

۲۰۔ جناب کریم خاں صاحب قادری و چشتی	کلکتہ
۲۱۔ جناب حافظ غلام مرتضیٰ صاحب قادری و چشتی	مسجد مودی ڈیہہ۔ ڈاکخانہ سجوا ضلع دھنباد
۲۲۔ جناب محمد امین صاحب قادری و چشتی	" " " " " "
۲۳۔ جناب نعمت علی صاحب قادری و چشتی	قصبہ و ڈاکخانہ گتون ضلع جونپور
۲۴۔ جناب بسم اللہ صاحب قادری و چشتی	" " " "
۲۵۔ جناب محمد لطیف صاحب قادری و چشتی	سلطانپور حال مقیم ۴۶ تپسیا روڈ ساؤتھ کلکتہ
۲۶۔ جناب احمد اللہ صاحب قادری و چشتی	" " " " "
۲۷۔ جناب محمد ایوب صاحب قادری و چشتی	" " " " "
۲۸۔ جناب علاء الدین صاحب قادری و چشتی	" " " " "
۲۹۔ جناب محمد اصغر عالم صاحب قادری و چشتی	جہان آباد سوپ فیکٹری جہان آباد
۳۰۔ جناب عبد الستار صاحب قادری و چشتی	" " " " "
۳۱۔ جناب عبد الغفار خاں صاحب قادری و چشتی	" " " " "
۳۲۔ جناب محمد یوسف صاحب قادری و چشتی	" " " " "

فہرستِ کتب

(۱) شمع حقیقت (اُردو) مصنف حضرت صوفی شاہ محمد خلیق اللہ قادری چشتی افتخاری

(۲) ستیہ جیوتی یعنی شمع حقیقت (ہندی) مصنف //

(۳) اسرارِ حقیقی مصنف سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حق نما راہ ہُدیٰ مصنف شہزادہ حضرت دارا شکوہ

(۵) اظہارِ حقیقت یعنی جواب الفتویٰ مصنف صوفی محمد ظہور شاہ قادری چشتی خلیق اللّٰہی